غیبت کیا ہے؟

قرآن، حدیث اور بے شمار دینی کتب سے ماخوذ غیبت کے
موضوع پر واحد اور مستند کتاب جو اس گناہ کبیرہ کے ہر پہلو کو
اُجاگر کر کے اس کی ہلاکت خیزی کا احساس دلاتی ہے

از افادات
حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنویؒ

مکتبۂ عارفین
رقیّہ بلڈنگ ۔ پاکستان چوک ۔ کراچی

عرضِ ناشر

کسی مسلمان یا غیر مسلم کے عیوب کو اس کی عدم موجودگی میں زبان، قلم، حرکات و سکنات یا کسی اور طریقے سے اس طرح بیان کرنا کہ اگر وہ سُن لے تو اس کو ملال ہو، شریعت کی رو سے "غیبت" کہلاتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا عیب بیان کیا جائے جو اس شخص میں موجود نہیں ہے تو یہ "تہمت" اور "بہتان" کی تعریف میں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے "آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "غیبت گناہ میں زنا سے بڑھ کر ہے" اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اگر کسی شخص سے زنا کا ارتکاب ہو جائے اور وہ اس پر نادم ہو کر صدق دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کا یہ گناہ معاف کر دیتا ہے لیکن غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ باوجود مرتکب کی ندامت اور توبہ کے اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں غیبت کو تمام کبائر سے زیادہ مہلک اور سنگین گناہ قرار دیا گیا ہے۔

احادیث نبویؐ کی رو سے ہم کو یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ محشر غیبت کرنے والے کی نیکیاں اُن تمام لوگوں میں تقسیم کر دے گا جن کی اس نے غیبت کی ہوگی اور جب اس کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو اُن لوگوں کے گناہوں کو اس کے ذمہ منتقل کر دے گا اور اس کے بعد وہ شخص دوزخ میں ڈال دیا جائے گا جہاں وہ نہایت سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔

اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک شخص غیبت کرتا ہے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ غیبت نہ کرو تو وہ کہتا ہے "میں تو اس شخص کا صحیح عیب بیان کر رہا ہوں یہ غیبت نہیں ہے"۔

افسوس کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ کہہ کر وہ دو بہت بڑے گناہوں کا مرتکب ہو گیا ہے، ایک تو غیبت اور دوسرا کفر۔ کیونکہ حرام کو حلال کہنا کفر ہے، گو کہ اس نے لاعلمی کی وجہ سے ایسا کہا تھا لیکن قانون سے لاعلمی کا عذر مجرم کو سزا سے نہیں بچا سکتا، اسی لاعلمی کی بنا پر آج کل بے شمار مسلمان جن میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، غیبت کو ایک معمولی بات سمجھ کر اس گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اپنے لئے دوزخ کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنوی کے درد مند دل نے یہ محسوس کیا کہ غیبت کے موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی جائے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو غیبت کے تباہ کن سنگین نتائج سے آگاہ کیا جائے لہذا موصوف نے قرآن، حدیث اور بیشمار دینی کتب سے (جن کی تفصیل درج کتاب ہے) غیبت کے موضوع پر بکھرے ہوئے مواد یکجا کر کے "زجر الشبان والشیبۃ عن ارتکاب الغیبۃ" کو تصنیف کیا جس کی زبان اور بیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے ایسی تاثیر اور دلکشی عطا فرمائی کہ قاری کا ذہن اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور اس کے دل میں اس گناہ سے بچنے کا جذبہ اپنی پوری طاقت سے ابھر آتا ہے۔

اس کے مطالعہ سے قاری کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ غیبت کیا ہے؟ اس کا گناہ کتنا مہلک ہے؟ ہم اس گناہ سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ اور اگر یہ ہم سے سرزد ہو جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟ کن حالات میں شریعت نے اس کی اجازت دی ہے؟ اگر یہ تمام باتیں آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے، لہذا ہماری گزارش ہے کہ آپ اس کارآمد اور مفید کتاب کو ضرور پڑھیں اور خاص طور پر اپنے گھر کی مستورات کو پڑھنے کے لئے دیں۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کتاب سے استفادہ کرنے کی توفیق دے اور صاحب تالیف کو جنھوں نے نہایت کاوش اور جانفشانی سے یہ کتاب مرتب کی ہے اس دینی خدمت کے صلہ میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

ناشر

ادب منزل، پاکستان چوک کراچی

فہرست

عنوان	نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ
عرض ناشر	۳	غیبت کان	۳۳
عرضِ مؤلف	۱۱	غیبت دل	۳۴
ضروری اشارات	۱۲	غیبت قلم	۳۵
پہلی اصل	۱۳	تیسری فرع	۳۷
فرع اوّل	〃	غیبت کی درست صورتیں	〃
غیبت کی تعریف	〃	شکایت ظلم باحاکم بالا	〃
فرع دوم	۱۷	غیبت اصلاح عیوب	۳۸
تقاسیم غیبت	〃	اطاعت والدین	۴۰
مسلمان کی غیبت، غیبت ذمی، غیبت حربی	〃	سلام کا جواب	۴۲
مُردوں کی غیبت	۱۸	ممانعت نوحہ	۴۳
غیبت عاقل بالغ	۲۰	سلام میں سبقت کرنے کی فضیلت	۴۴
غیبت دیوانہ	۲۱	امام کو لمبی قرأت کی ممانعت	〃
غیبت بدن	〃	حصول شرم کی غرض سے غیبت	۴۶
غیبت لباس	۲۴	غیبت بغرض استفتاء	۴۷
غیبت نسب، غیبت عادات	۲۵	غیبت بغرض اطلاع حال	۴۹
غیبت عبادات	۲۷	غیبت فاسق معلن	۵۱
غیبت معاصی	۲۸	غیبت بغرض حفاظت	۵۵
غیبت صراحۃً وحکایۃً	۳۰	بے حیا کی غیبت	۵۸
غیبت اشارۃً	۳۱	غیبت بطور حسرت وافسوس	۵۹
غیبت تعریضاً، غیبت زبان	۳۲	مجہول آدمی کی غیبت	۶۰

مضمون	صفحہ
مشہور لقب بد کا ذکر، غیبت بغرض تقویت دین	۶۰
غیبت بغرض عبرت	۶۱
معاویہ بن یزید کا ترک سلطنت	۶۲
فضیلت درود شریف	۶۳
نصیحت کثرت درود شریف	۶۴
ماں کی نافرمانی اور بیوی کی تابعداری کا انجام	۶۵
جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے	۶۶
عورتوں سے مشورہ کی ممانعت	//
امام حسنؓ کا قول کہ بیوی کی اطاعت نہ کی جائے	۶۷
حضرت عمرؓ کا ارشاد کہ عورتوں کی مخالفت کرو	//
حضرت آدمؑ کی نصیحت کہ عورتوں کے کہنے پر نہ چلو	//
عورتوں پر بے عقل ہونے کا طعن نہ کرو	//
نادرست غیبت کی تعریف	۶۸
چوتھی فرع	۶۹
احکام واحادیث واخبار متعلق ممانعت غیبت	//
بیان حرمت غیبت	//
اس زمانہ میں ہر طرح کی بلائیں غیبت کی وجہ سے ہیں	۷۰
ذکر آیت حرمت غیبت	۷۱
آنحضرتؐ کا غیبت کو مثل گوشت کھانے کے بتانا	//
وجہ تشبیہ غیبت گوشت کھانے سے	۷۲
غیبت کرنا حضرت زیدؓ کی اور حضورؐ کے حکم سے خون تھوکنا	//
مسجد میں غیبت سے عذاب زیادہ ہوتا ہے	۷۳
مسجد کی تعظیم نہ کرنا	//

مضمون	صفحہ
صحابہؓ کی غیبت اور حضورؐ کی خفگی	۷۴
ماعزؓ کی غیبت پر آنحضرتؐ نے ماعزؓ کی تعریف فرمائی	//
زنا کی حد شرعی کے بعد گناہ مٹتا ہے یا نہیں؟	۷۵
حضورؐ کا منافقوں کو مسلمانوں کی غیبت سے منع فرمانا	//
وجہ تخصیص منافقین	۷۶
ذکر حالات حشر	//
غیبت زنا سے بڑھ کر ہے	۷۷
ابراہیم بن ادہمؒ کا ایک واقعہ	۷۸
ایک جوان کا ابن المبارکؒ کے پاس آکر کہنا کہ میں نے بڑا گناہ یعنی زنا کیا ہے اور ان کا جواب	//
شیخ سعدیؒ کو اپنے والد کی نصیحت	//
سفر حج میں غیبت نہایت گناہ ہے	۷۹
اس زمانہ میں حاجیوں کا حال	//
غیبت زنا سے بدتر ہے	//
نصیحت یحییٰ بن معاذ الرازیؒ	۸۰
کامل مسلمان کون ہے؟	۸۱
کعبؓ احبار کے قول کا بیان	۸۲
حضرت عمرؓ کا فرمان کہ غیبت مرض ہے	//
آیت حرمت غیبت	//
قیامت میں غیبت کرنے والے سے کیا سلوک ہوگا	۸۳
حضرت قتادہؓ کی نصیحت	//
قبر کا تہائی عذاب غیبت سے ہوتا ہے	//
غیبت کی حرمت اور بدگمانی کا بیان	//

مضمون	صفحہ
بدگمانی کرنے والوں کی برائی	۸۳
حضرت ابن عباسؓ کی نصیحت	۸۴
ایاس بن معاویہؒ کا عجیب طور سے روکنا	〃
حضرت زین العابدینؓ کی نصیحت	〃
کتوں سے تشبیہ دینے کی وجہ	۸۵
غیبت فاسقوں کی مہمانی ہے	〃
غیبت عورتوں کی چراگاہ ہے	〃
امام ابوحنیفہؒ نے کبھی غیبت نہ کی	۸۷
جہنم میں غیبت کرنے والوں کو خارش ہوگی	〃
تفسیر ویل لکل	〃
درویشانؒ طریقت کی عجیب طریقہ سے نصیحت	۸۸
حضرت ابن عمرؓ کا غیبت کو نفاق کہنا	۸۹
نفاق اہل زمانہ	〃
تقریر مؤلف بعض حضرات سے	۹۰
مزاح غیبت سے بہتر ہے	〃
حضرت حذیفہؓ کا غیبت کو نفاق کہنا	۹۱
حدیث حرمت غیبت	〃
سعدیؒ کو ان کے استاد کی نصیحت	۹۲
آیت حرمت غیبت	〃
ہر سچی بات میں بھی قسم کھانا منع ہے	〃
اہل زمانہ بھیڑیئے سے بھی بدتر ہیں	۹۳
ہولناک منظر	〃
غیبت کے بارے میں حاتم اصمؒ کا ارشاد	۹۴

مضمون	صفحہ
جھوٹ کو گناہ صغیرہ سمجھنا نادانی ہے	۹۴
داؤد طائیؒ کا غیبت سے منع کرنا	〃
ذکر حلم و غضب	۹۵
رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت	۹۷
نصائح فضیلؒ بن عیاض	۹۹
سفر آخرت کی استعداد کا ذکر	۱۰۲
صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ	۱۰۴
بسبب غیبت نزول بلا ہوتا ہے	〃
ذکر حالات علماء و جہلاء زمانہ	۱۰۵
اہل زمانہ کو نصیحت	۱۰۶
ترک غیبت کا تمام دنیا سے بہتر ہونا	۱۰۸
نظر حرام کے سلسلے میں اہل زمانہ کی عادت	۱۰۸
بھید کھولنے کی برائی	۱۰۹
جھوٹ بولنے کی ممانعت	۱۱۰
ذکر حسن خلق	۱۱۱
رسول اللہ کے خلق عظیم کا ایک نمونہ	۱۱۲
نصیحت اہل زمانہ و طریق اہل زمانہ	۱۱۳
غیبت اور نمیمہ میں فرق	۱۱۵
ترک غیبت عبادت سے افضل ہے	〃
زبان کی استقامت اور عدم استقامت	۱۱۷
غیبت زنا سے بدتر ہے	۱۱۹
ذکر تدابر اور تباغض وغیرہ	۱۲۴
پانچویں نوع غیبت کے نقصانات	۱۲۷
دعا کا قبول نہ ہونا	〃

مضمون	صفحہ
نیکیوں کا نامہ اعمال سے کم ہونا	۱۲۸
بدیوں کا نامہ اعمال میں زیادہ ہونا	۱۳۱
نیکیوں کا قبول نہ ہونا	۱۳۴
قیامت میں ارباب حقوق کی فریاد	۱۳۵
زوجہ بد سے ترک تعلق اور حال اہل زمانہ	۱۳۶
شدت حساب	۱۳۸
خشیت الٰہی سے امام صاحبؒ کا بیہوش ہونا	۱۴۰
قیامت میں حسرت وندامت کا لاحق ہونا	۱۴۱
ابوسلیمان درانیؒ کا جواب	۱۴۲
اہل زمانہ کی غفلت کا حال	۱۴۳
قیامت میں غیبت کرنیوالے کا مردہ گوشت کھانا	؍؍
قیامت کے روز اپنا گوشت کھانا	۱۴۴
قیامت کے روز اپنے بدنوں کو نوچنا	؍؍
جہنم میں مرض خارشت میں مبتلا ہونا	؍؍
جنت میں سب سے بعد اور جہنم میں سب سے پہلے جانا	؍؍
آخرت میں بندر ہونا	۱۴۵
عذاب قبر کا زیادہ ہونا	؍؍
صفت نفاق پیدا ہونا اور شامل منافقین کے ہوجانا۔	؍؍
اعتماد کا چلا جانا	؍؍
مسلمانوں پر ظلم کرنا	۱۴۶
اللہ تعالیٰ کے دشمن یعنی ابلیس کا نہایت خوش ہونا	؍؍

مضمون	صفحہ
حضرت وہبؒ بن منبہ کا ارشاد	۱۴۷
نصائح حاتم اصم	۱۴۸
خداتعالیٰ کی مخالفت	۱۵۰
حاتمؒ کی ایک جامع نصیحت	؍؍
حضرت لقمانؑ کی نصیحت خاص	؍؍
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت	۱۵۲
کراہت روزہ	؍؍
حضرت مجاہدؒ کا ارشاد	؍؍
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیبت کی وجہ سے اعادہ صوم کا حکم فرمانا	؍؍
غیبت سے روزہ نہیں ہوتا	؍؍
غیبت مفسد صوم ہے	۱۵۳
وجہ عدم قبولیت روزہ	۱۵۴
غیبت سننے کے بعد بغض کا پیدا ہونا	۱۵۵
بھید کھولنا	۱۵۶
امام غزالیؒ کا ارشاد	؍؍
حضرت عمرؓ کا فرمان	؍؍
وضو کا بسبب غیبت کے ناقص ہونا	؍؍
چھٹی فرع	
ترک غیبت کے فائدوں کا بیان	۱۵۷
مسلمانوں کا گوشت کھانے سے بچنا	؍؍
زنا کے گناہ سے بچنا	۱۵۸

مضمون	صفحہ
روزہ کا خراب نہ ہونا	۱۵۸
وضو کا باقی نہ رہنا اور مکروہ ہو جانا	۱۵۹
ابراہیم تابعیؒ کا ارشاد	״
حضرت عائشہؓ کا ارشاد	״
حرام سے بچنا	״
زبان کے زخم سے محفوظ رہنا	۱۶۰
ندامت سے بچنا	״
حضرت لقمانؑ کا اپنے مولیٰ کو حکمت آمیز جواب	۱۶۱
حضرت لقمانؑ کا ارشاد	۱۶۲
زبان کے گناہ کبیرہ سے نجات پانا اور بدی زبان سے سالم رہنا	״
انسان کی عمر اور اس کے زمانہ کا ذکر	۱۶۳
مردار گوشت کھانے سے بچنا	۱۶۶
قیامت کے روز حسرت و افسوس سے نجات پانا	״
ساتویں فرع :	۱۶۸
غیبت کے اسباب اور اس کے چھوڑنے کا علاج	״
غصہ اور غضب	״
دنیوی امور میں غصہ کرنا	״
پہلے سبب کا دفیعہ اور اس کا علاج	۱۶۹

مضمون	صفحہ
چغل خور کے ساتھ برتاؤ	۱۶۹
پہلے سبب کا دوسرا علاج	۱۷۰
پہلے سبب کا تیسرا علاج	״
پہلے سبب کا چوتھا علاج	״
امام اعظمؒ کی خدا ترسی اور ان کا حلم	״
جو منہ کے سامنے گالی دے اس پر خفا ہونا اور اس کے پیچھے اس کی غیبت کرنا مع علاج	۱۷۱
مخالفت کے سبب سے غیبت کرنا	۱۷۳
فضیلت احسان	״
خادموں پر احسان کرنا مع علاج	۱۷۴
تکبر نسب اور اس کا علاج	۱۷۷
کھتے کی پیدائش کا واقعہ	۱۷۸
تکبر نسبی کے دفع کی نصیحت	۱۷۹
تکبر کرنا حسن و جمال میں	״
حرکات و سکنات اور عقل و تمیز میں تکبر کرنا	۱۸۲
کثرت عبادت پر تکبر اور اس کا علاج	۱۸۴
مدار نجات حسن خاتمہ پر	״
ہمنشینوں کی موافقت کرنا	۱۸۶
موافقت علماء سوء اور اس کا علاج	۱۸۹
علم کے موافق عمل نہ کرنے کی برائی	״

مضمون	صفحہ
علماء بے عمل کو نصیحت	۱۹۱
حسد اور اس کا علاج	۱۹۳
خدا کے فضل اور کرم پر اعتماد کرنا	۱۹۴
سبب بغض اور اس کا علاج	״
خباثت بغض	۱۹۵
استہزاء کرنا	۱۹۶
بدگمانی رکھنا	״
سلاطین دنیا کے نزدیک اپنی عزت بڑھانا	۱۹۷
مسلمان کو ذلیل کرنے کی نیت	۱۹۹
اپنی صفائی چاہنا	״
نفس کی خوشی اور لوگوں کو ہنسانے کے واسطے اور عورتوں کی دل لگی کے واسطے غیبت کرنا	۲۰۰
٭ ٭	

مضمون	صفحہ
آٹھویں فرع	۲۰۲
غیبت کا کفارہ	״
تحقیق	۲۰۴
لطیفہ	۲۰۷
نصیحت	״
نویں فرع	۲۰۹
غیبت کے معاف کرنے کا بیان	״
حکایت	״
دوسری اصل	۲۱۱
غیبت سننے کی برائیاں	״
مسلمان بھائی کی غیبت دفع کرنے اور اس کی مدد کرنے کی فضیلت	۲۱۲
اختتام	۲۱۷
مرثیۂ حالات عبرت آیات	۲۱۹
تمت بالخیر	۲۲۴

عرضِ مؤلّف

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا : اُمیدوار رحمتِ پروردگار غنی محمد عبد الحیؒ لکھنوی ابن مولانا الحاج الحافظ محمد عبد الحلیم مدظلہ العمیم کہتا ہے کہ اس زمانے میں جب میں نے دیکھا کہ سب گناہوں سے زائد لوگ غیبت میں مبتلا رہتے ہیں اور عوام و خواص سب اس کو چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں، حالانکہ اس سے صغائر و کبائر کی طرف میلان ہوتا ہے اور دنیا و آخرت میں نقصان پہنچتا ہے اور کوئی رسالہ اس باب میں میری نظر سے ایسا نہیں گذرا جو موجب رہنمائی ہو،

تو میرا ارادہ ہوا کہ اس موضوع پر ایسا رسالہ لکھوں جو عوام و خواص کیلئے مفید ہو، اور لوگ شیاطین کی طرف سے پیدا کیے جانے والے شبہات سے محفوظ رہ سکیں،

چنانچہ میں نے اس رسالہ کو تالیف کیا اور اس کا نام زجر الشّبان والشّیبۃ عن ارتکاب الغیبۃ رکھا اور اس کو "دو اصل" پر مرتب کیا،

پہلی میں غیبت کرنے کا اور دوسری میں غیبت سننے اور مجلسِ غیبت میں شریک ہونے کا ذکر کیا، لیکن بعد میں لوگوں کی سہولت کے پیشِ نظر اس رسالہ کو "غیبت کیا ہے؟" کے نام سے موسوم کردیا گیا۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ط اللہ تعالیٰ اس ادنیٰ سی خدمت کو قبول و منظور فرمائے۔

بندہ محمد عبد الحی لکھنوی

ضروری اِشارات

اس کتاب میں ہر مطلب کے واسطے کُتبِ احادیث اور کتب قصص وسلوک سے احادیث و حکایات اور آثار و اقوال تحریر کئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ چند التزامات یہ کئے گئے ہیں کہ:

(۱) جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول منقول کیا وہاں لفظ "حدیث" سے اشارہ کر دیا ہے۔

(۲) جہاں کوئی قصہ لکھنے کی ضرورت ہوئی خواہ وہ قصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع ہوا ہو یا اس کے بعد، وہاں لفظ "حکایت" لکھ دیا۔

(۳) جب کسی صحابی رضؓ کا قول نقل کیا تو اس سے پہلے لفظ "اثر" لکھ دیا۔

(۴) جہاں کسی تابعی یا کسی زاہد کا قول آیا تو اس کو بلفظ "ارشاد" تعبیر کیا۔

(۵) انبیاء علیہم السلام کے اقوال کے لئے لفظ "اصلاح" لکھا۔

(۶) جب قرآن مجید کی آیات تحریر کرنے کی ضرورت پڑی تو اس سے قبل لفظ "آیۃ" لکھ دیا۔

(۷) اگر اُس زمانے کے لوگوں کا حال بیان کرنا چاہا تو وہاں لفظ "نصیحت" موزوں سمجھا۔

(۸) عمدہ قصہ کو لفظ "لطیفہ" کے عنوان سے بیان کیا۔

(۹) اگر کوئی دلیل بطور رَد یا اعتراض یا کوئی مسئلہ بیان کرنا مقصود ہوا تو اس کے لئے لفظ "دقیقہ" تحریر کیا گیا۔

(۱۰) کسی حدیث، قول صحابیؓ یا آیت کریمہ کا صرف مفہوم دینا مقصود ہوا تو لفظ "ھدایت" تحریر کیا۔

(۱۱) اور دیگر متفرقات کے لئے کبھی لفظ "فائدہ" اور کبھی لفظ "تنبیہ" لکھ دیا۔

کتاب کے مطالعہ کے لئے یہ اشارات پیشِ نظر رہیں تو قاری حضرات مضمون کی افادیت کو سمجھنے میں کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

پہلی اصل

فرعِ اوّل

غیبت کی تعریف

غیبت کیا ہے؟ شریعت کے نزدیک غیبت یہ ہے کہ کسی کے بُرے وصف کو اس کی عدم موجودگی میں اس طور پر بیان کرے کہ اگر وہ سُن لے تو اُس کو ملال ہو، خواہ زبان سے بیان کرے یا بذریعہ قلم یا بذریعہ اعضا، یا کسی اور طریقہ سے خواہ وہ کافر ہو یا مُسلم اور اگر ایسا عیب بیان کیا جو اس میں نہیں تو یہ تہمت اور بہتان ہے، اس باب میں چند احادیث اور آثار ذکر کئے جاتے ہیں جن سے یہ امر صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔

حکایت: ایک پستہ قد عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں جب وہ چلی گئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے پستہ قد ہونے کا عیب بیان کیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ رض تم نے اس عورت کی غیبت کی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس کا کوئی خلاف واقعہ عیب بیان نہیں کیا، البتہ میں نے اس کا پستہ قد ہونا بیان کیا ہے اور یہ عیب اس میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ اے عائشہ رض! اگرچہ تم نے سچی بات کہی، لیکن جب تم نے اُس کا بُرا عیب یعنی پستہ قد ہونا بیان کیا تو یہی غیبت ہوگئی۔ (اس کو فقیہ ابو اللیث نے باب الغیبت میں بیان کیا ہے)۔

ارشاد: ابراہیم تابعی رح فرماتے ہیں: "اذا قلت فی الرجل ما فیه فقد اغتبته و إن قلت ما لیس فیه فقد بهته" **ترجمہ** "جب تو نے کسی کا عیب بیان کیا جو اس میں ہے

تو تُو نے اس کی غیبت کی اور اگر کسی کا عیب بیان کیا جو اس میں نہیں ہے تو یہ تہمت ہوئی"۔
(اس کو امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں بیان کیا ہے)۔

حکایت: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا کہ کیا تم لوگ غیبت کو جانتے ہو؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ جانتا ہے اور آپؐ ہم لوگوں کو معلوم نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکرک اخاک بمایکرہ ــــــ "غیبت اپنے بھائی کے عیب ذکر کرنے کا نام ہے جسے وہ سُنے تو رنجور ہو جائے"۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر وہ عیب اس بھائی میں موجود ہو تو کیا تب بھی غیبت ہے، حضورؐ نے فرمایا اگر تم کسی کا صحیح عیب بیان کرو تو غیبت ہے اگر تم نے وہ عیب بیان کیا جو اس میں نہیں ہے تو یہ بہتان ہے
(اس کو امام بغویؒ نے تفسیر معالم التنزیل میں روایت کیا ہے)۔

لطیفہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی کے لفظ سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس کی تم لوگ غیبت کرو گے اگرچہ وہ تم سے قرابت نہ رکھتا ہو لیکن فی الحقیقت وہ تمھارا بھائی ہے، اس کے تین اسباب ہیں، ایکؐ یہ کہ تمھارے اور ان کے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ دوسرؔے یہ کہ ان کی اور تمھاری جدۂ اعلیٰ یعنی حوّا علیٰ نبینا علیہا الصلوٰۃ والسلام ایک ہیں۔ تیسرؔے یہ کہ وہ اور تم دونوں مسلمان ہو اور سب مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں لہٰذا جس طرح اپنے حقیقی بھائی کی غیبت کرنے سے آدمی حتی الامکان بچتا ہے اور اس کو ذلیل نہیں کرتا اسی طرح لازم ہے کہ کسی کا عیب بیان نہ کرے، کیونکہ ہر مومن بھائی ہے۔

حکایت: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والغیبۃ ان تذکر المرء بمافیہ ترجمہ "غیبت یہ ہے کہ آدمی کسی کے ایسے عیب کو ذکر کرے جو اس میں موجود ہو"
صحابہ رضؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ کسی کے خلافِ واقعہ عیب کو بیان کرنا غیبت ہوگا، آپؐ نے فرمایا کہ یہ تو بہتان ہے۔
(اس کو عبد بن حمید نے روایت کیا ہے اور سیوطی رحؒ نے در منثور میں نقل کیا ہے)۔

تنبیہ: ردِّ مزعومات عوام، اس زمانے میں کیا عوام کیا خواص سب غیبت میں مبتلا ہیں اور یہ نہایت قبیح فعل ہے، ہر شخص اپنے نفس کے مطابق غیبت کی الگ الگ تعریف بیان کرتا ہے

؎ مسلمانو! ذرا سوچو تو دل میں پھنسے ہو کس طرح آب و گل میں!

بعضے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ غیبت کسی کے ایسے اوصافِ بد بیان کرنے کو کہتے ہیں، کہ اس کے سامنے نہ کہہ سکیں، اور اگر ایسے عیوب بیان کئے جو سامنے کہہ سکتے ہوں تو غیبت نہ ہوگی، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

حکایت: راقم الحروف نے ایک ایسے شخص سے جو غیبت کر رہا تھا کہا کہ، جناب کیوں غیبت کرتے ہو؟ اور لوگوں کے عیب بیان کرتے ہو، چونکہ وہ بد اعتقاد تھا کہنے لگا ہم اس شخص کے سامنے اس کے عیوب بیان کرنے میں جھجکتے نہیں ہیں بلکہ اس کے سامنے بھی بیان کر سکتے ہیں پس یہ غیبت نہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

تفہیم: جو احادیث غیبت کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں اور سابقاً منقول ہیں ان میں یہ قید ہرگز نہیں ہے کہ وہ عیب اس کے سامنے بیان کر سکے یا نہ کر سکے، بلکہ عام ہے اس سے کہ جب کسی کا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا تو غیبت میں مبتلا ہوا، اس کے علاوہ اگر کوئی بزرگ کسی چھوٹے کے عیب کو بیان کرے تو اس مفہوم کی بنا پر جو عام لوگ بیان کرتے ہیں لازم آتا ہے کہ یہ غیبت نہ ہو کیونکہ بزرگ (بڑا) چھوٹے سے نہیں ڈرتا جو اس کے پیچھے کہتا ہے اس کے سامنے بھی کہہ سکتا ہے[۱] فاعتبروا یا اولی الابصار۔

شبہ[۱]: بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ غیبت کسی کے ایسے اوصافِ بد ذکر کرنے کو کہتے ہیں جو اس میں نہ ہوں، لیکن اگر کسی کی برائیاں سچ سچ بیان کیں تو یہ غیبت نہ ہوگی، حالانکہ یہ بھی درست نہیں، بلکہ ابھی مذکورہ احادیث سے دریافت ہو چکا ہے کہ یہ صورت بہتان کی ہے، لہٰذا ان لوگوں کا یہ قول شارع علیہ السلام کے بالکل برعکس ہے۔ فافہموا۔

شبہ[۲]: بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ غیبت کسی ایسے اوصافِ بد ذکر کرنے کو کہتے ہیں جو کسی کو معلوم نہ ہوں، لہٰذا اگر کسی کے وہ عیوب بد بیان کئے جو مشہور ہیں تو غیبت نہ ہوگی، اسی لئے جب ان سے کہو کہ تم کیوں غیبت کرتے ہو تو جواب دیتے ہیں کہ یہ غیبت نہیں ہے، کیونکہ جو عیب ہم بیان کرتے ہیں وہ پوشیدہ نہیں ہیں سب لوگ ان سے واقف ہیں، ایسا نہیں ہے کہ یہ ہمارے بیان کرنے سے جانیں گے۔ یہ بھی محض ان لوگوں کی غلط فہمی ہے کیونکہ جب کسی کا عیب بیان کیا خواہ وہ عیب مشتہر ہو یا پوشیدہ غیبت ہو جائے گی، لیکن اگر وہ عیب مشہور نہیں ہے جو اس نے بیان کیا تو اُسے

---

[۱] اور بزرگ چھوٹے کی اصلاح کی نیت ہی سے کہتا ہے اسے ذلیل کرنے کے لئے نہیں۔ مصحح

دو گناہ ہوں گے، ایک غیبت کا اور دوسرا افشائے عیب کا۔

اور اگر وہ عیب جو اس کی غیبت میں بیان کیا مشہور رہے تو اس صورت میں فقط غیبت ہو گی افشائے عیب نہ ہوگا، ایسی صورت میں ایک گناہ (غیبت کا) ضرور ہوگا۔

رہی یہ بات کہ ایسا عیب (جو ظاہر و مشہور ہو) غیبت کیوں کر ہوا!

سو اس کا جواب اسی رسالہ کی پہلی حکایت میں گذر چکا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو ایک عورت کے پستہ قد کے عیب کو بیان کرنے سے منع فرمایا، اور فرمایا

"اے عائشہ رضؓ تم نے اس عورت کی غیبت کی، کیونکہ اس کے بُرے عیب یعنی پستہ قد ہونے کا بیان کیا۔"

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

فرع دوم

تقاسیمِ غیبت

اس فرع کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے

پہلی تقسیم

اس تقسیم کی تین قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں :

۱۔ مسلمان کی غیبت ایک مسلمان کی غیبت یہ حرام قطعی ہے۔ چنانچہ قولِ خداوندی وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ـــــ "تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے"۔
اسی باب میں وارد ہے کیونکہ "کُم" کی ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے آیت کے معنیٰ یہ ہوئے کہ مسلمان کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے۔

۲۔ غیبتِ ذمی دوسرے غیبت ذمی کی یعنی ان کافروں کی جو دارالاسلام میں تابع ہو کر رہتے ہوں یہ غیبت بھی حرام ہے کیونکہ جب کافر مسلمان کا تابع ہو گیا تو وہ جان و مال اور عزت میں اہلِ ایمان کی مانند ہو گیا۔ تو جس طرح مسلمان کی عزت ریزی حرام ہے اسی طرح ذمی کی بھی حرام ہو گی، چنانچہ اس مسئلہ کی تصریح دُرِ مختار وغیرہ میں موجود ہے۔

۳۔ غیبتِ حربی تیسری غیبت حربی کی یعنی اس کافر کی جو اہلِ اسلام کے تابع نہیں ہے، اس کا حکم کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیبت درست ہے کیونکہ جب فاسق کی درست ہے تو کافر حربی کی بطریقِ اولیٰ درست ہو گی۔

دقیقہ: صاحب تفسیر کبیر ولا یغتب بعضکم بعضا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ کافر کی غیبت درست ہے، تو شاید ان کی مراد حربی ہو گا۔ واللہ اعلم

———

دوسری تقسیم

ایک غیبت زندہ آدمی کی اور دوسری غیبت مُردے کی۔

مُردوں کی غیبت

جس طرح زندوں کی غیبت حرام ہے اسی طرح مُردوں کو گالی دینا اور اُن کو برا کہنا، ان کے عیوب بیان کرنا اور ان کی غیبت کرنا حرام ہے چاہے وہ زندگی میں گناہوں میں مبتلا رہے ہوں اور اپنا وقت برباد کرتے رہے ہوں بلکہ اس باب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا مات احدکم فدعوہ ولا تقعوا فیہ ترجمہ "جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص مرجائے تو اس کو چھوڑ دو اور اس کی غیبت نہ کرو"۔ (اس کو ابوداؤد نے کتاب البر والصلہ میں روایت کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تسبوا الاموات فانھم افضوا الی ما قدموا ترجمہ "جو لوگ مرگئے ہیں ان کو گالی نہ دو کیونکہ جو اعمال انھوں نے کئے ہیں اس کی سزا تک پہنچے ہیں" (اس کو ابن حبان نے روایت کیا، اور عبدالعظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویھم ترجمہ "تم مُردوں کے اچھے اوصاف کو بیان کرو اور برائیوں سے زبان کو روکو" (ابوداؤد)

دقیقہ: راقم الحروف کہتا ہے کہ اگر احادیث سے قطع نظر کرو تو عقل بھی اس بات کو کہتی ہے کہ مُردوں کی غیبت جائز نہیں ہے اس کی چار وجہیں ہیں: ایک وجہ یہ ہے کہ مُردے زندوں کی غیبت نہیں کرسکتے لہٰذا زندوں کو بھی چاہیے کہ مُردوں کی غیبت نہ کریں اور نہ ہی ان کو تکلیف دیں۔

حکایت: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر قبروں کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور مقبروں میں اکثر جایا کرتے تھے، لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی، انھوں نے بیان کیا میں ایسے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہوں جو آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور جب میں چلا آتا ہوں تو میری غیبت نہیں کرتے برخلاف زندوں کے (یہ حکایت احیاء العلوم کتاب الاموات میں ہے)۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ مُردوں سے زندے فائدہ حاصل کرتے ہیں، مُردوں کے دیکھنے اور ان کے پاس بیٹھنے سے آخرت یاد آتی ہے اور دنیا فانی معلوم ہوتی ہے، لہٰذا زندوں کو چاہیے کہ وہ بھی

مُردوں کو فائدہ پہنچائیں اور ان کی نیکی کا بدلہ دیں، یعنی جس طرح مُردوں کی زبان رُکی ہوئی ہے، زندے بھی اپنی زبان روک لیں اور ان کو تکلیف نہ دیں ۔

حکایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ مقابر میں کس واسطے اکثر جاتے ہیں، جواب دیا کہ اہلِ مقابر آخرت کو یاد دلاتے ہیں اور اس طرح ہمیں فائدہ پہنچاتے ہیں، ہماری شکایت بھی نہیں کرتے اسی واسطے میں ان سے زائد صحبت رکھتا ہوں اور اکثر مقبروں میں جایا کرتا ہوں (یہ حکایت بھی احیاء العلوم میں ہے)۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مُردوں کی غیبت کرنے سے زندوں کو تکلیف ہوتی ہے اور مُردے کے قریبی رشتہ داروں کو رنج و کلفت ہوتی ہے ۔

حکایت: جناب والد مدظلہٗ نے ایک روز فرمایا کہ ایک شخص اکثر سورۂ ابی لہب پڑھا کرتا تھا، چونکہ ابولہب اگرچہ کافر تھا لیکن جناب شفیع العاصیین صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا، اور اس سورۃ میں خدا ابولہب پر لعنت کرتا ہے اور اس کے واسطے جزاءِ بد کا ذکر کرتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا ہمیشہ اس سورۃ کو پڑھنا اور زبان پر ابولہب کا عیب لاتا بُرا معلوم ہوا، آپؐ نے فرمایا اے شخص کیا تجھ کو اس سورۃ کے سوا کوئی اور سورۃ یاد نہیں ہے ۔

ھدایت: اسی واسطے مذہب یہ ہے کہ اگر مرتے وقت کسی کا منہ سیاہ ہو جائے یا زبان سے کلمہ نہ نکلے یا قبر میں کسی طرح کے عذاب کا سامان ہو یا قبر میں کسی طرح کے حشرات الارض نمودار ہوں تو ان امور کے جاننے والوں پر لازم ہے کہ یہ عیوب لوگوں کے سامنے مشہور نہ کریں اور اُس مردے کے گنہگار ہونے کی خبر نہ پھیلائیں تاکہ زندوں کو اذیت اور اقارب کو کلفت نہ ہو۔

حکایت: میرے بزرگوں میں ایک ولی اللہ نے یعنی مولانا محمد اظہار الحق لکھنویؒ نے انتقال کیا اور مرتے وقت ان کی زبان سے کلمہ نہ نکلا، لوگوں نے ان پر چادر ڈال دی اور تجہیز و تکفین کا انتظام کیا جب سب لوگ باہر نکلے تو بعضوں نے بطور طعن کے کہا کہ ظاہر میں نہایت متقی تھے اور مرتے وقت زبان سے کلمہ بھی نہ نکلا، اس بات سے تمام حاضرین کو رنج ہوا۔ اتنے میں مولانا مرحوم نے دونوں پاؤں کو سمیٹا اور بآواز بلند کلمہ پڑھا، جب لوگوں کے کانوں میں آواز پہنچی تو

طعن کرنے والوں کو سبھوں نے مطعون کیا۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ جو شخص مرگیا اگر وہ جہنمی ہے تو یہی اس کے لئے کافی ہے، اس کی غیبت بے فائدہ ہے اور اگر وہ جنتی ہے تو اس کی غیبت ممنوع ہے، جہاں کہیں اس کا جنتی ہونا محتمل ہوا شارع نے اس کی غیبت سے منع فرمایا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تذکروا موتاکم الا بخیر فانہم ان یکونوا من اھل الجنۃ تاثموا وان یکونوا من اھل النار فحسبہم ما فیہ **ترجمہ** "تم اپنے مُردوں کو نیکی کے ساتھ یاد کیا کرو کیونکہ اگر وہ لوگ جنتی ہیں تو اُن کی غیبت سے تم لوگ گنہگار ہوگے اور اگر وہ جہنمی ہیں تو اُن کے لئے اسی قدر برائی کافی ہے (اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا گیا ہے)

ھدایت: اسی واسطے حجاج اور یزید کی برائیاں بیان کرنا بہتر نہیں ہے اگرچہ بعض لوگ حجاج اور یزید کے کفر کے قائل ہو گئے ہیں، اور علامہ تفتازانی بے باکانہ یزید اور اس کے مددگاروں پر لعنت کرتے ہیں اور اسی مضمون کی نقل امام ابوحنیفہؒ سے مطالب المؤمنین میں بھی لکھی ہے لیکن معتبر مذہب یہ ہے کہ سکوت اولیٰ ہے، اس لئے کہ سکوت میں احتیاط ہے اور برائی میں کچھ ثواب نہیں ہے۔

تیسری تقسیم

اس غیبت کی بھی دو قسمیں ہیں:

۱۔ غیبت عاقل بالغ

ایک غیبت اس شخص کی جو عاقل بالغ ہو، دوسری غیبت لڑکے کی یا دیوانے کی جاننا چاہیئے کہ اکثر کتب فقہ لڑکے اور دیوانے کی غیبت کے حکم سے خالی ہیں اسی واسطے طحطاوی رح نے اس مسئلہ میں تامل کیا اور صاف حکم غیبت کے جواز یا عدمِ جواز کا نہیں دیا ہے اور بعض فقہاء نے مطلقاً حرام ہونے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ابن عابدینؒ نے ابن حجر رح سے نقل کیا ہے کہ لڑکے اور دیوانے کی غیبت حرام ہے جس طرح بالغ کی غیبت حرام ہے لیکن راقم الحروف کے نزدیک تفصیل بہتر ہے وہ یہ ہے کہ ایسے لڑکے کی غیبت جو فی الجملہ عقل رکھتا ہو اور اپنی تعریف سے خوش اور برائی سے ناخوش ہوتا ہو جیسے معتوہ تو اس کی بھی غیبت درست نہیں ہے اور اس لڑکے اور دیوانے کی غیبت جس کا کوئی وارث ہو اگرچہ وہ خود بے عقل ہو درست نہیں ہے کیونکہ اگرچہ اس لڑکے کو عقل نہیں ہے لیکن لڑکے اور دیوانے کے عیب بیان کرنے سے اس کے

وارث کو رنج ہوگا، ہاں اگر اس لڑکے کے عیب سے لوگوں کو ڈرانا منظور ہو تو اس کے عیب بیان کرنا خواہ اس کے سامنے ہو یا اس کے پیچھے درست ہے۔

۲۔ غیبتِ دیوانہ اور غیبت اس لڑکے اور دیوانے کی جو کہ تعریف و غیبت سے خوش اور ناخوش نہ ہوتا ہو اور کوئی اس کا ولی بھی نہ ہو درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ زبان کو حتی الوسع روکے اور کسی کی غیبت و شکایت نہ کرے واللہ اعلم وحکمہ احکم وعلمہ اتم۔

چوتھی تقسیم

اس کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ غیبتِ بدن اوّل غیبت کرنا کسی کی باعتبار بدن کے، مثلاً کسی شخص کو ذلیل کرنے کی نیت سے کہنا کہ فلاں شخص بہت فربہ ہے، بہت پستہ قد ہے یا اس کی ناک بہت لمبی ہے یا اس کی آنکھ بہت چھوٹی ہے یا وہ شخص نہایت سیاہ رُو ہے، یا نہایت بہرا ہے کسی کی بات کو نہیں سنتا ہے یا وہ شخص اندھا ہے کسی چیز کو نہیں دیکھتا ہے یا اس کی ناک کٹی ہے یا اس کا قد طویل ہے یا اس کے اعضا بڑے ہیں یا اس کی صُورت بُری ہے، اسی طرح بدن کے عیوب بیان کرنا اور اس شخص کی تحقیر کی نیت سے اس پر ہنسنا۔

اثر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حرم اللہ ان یغتاب المؤمن بشئ کما حرم المیتۃ **ترجمہ** "جس طرح اللہ تعالیٰ نے مُردار کے گوشت کو حرام کیا ہے اسی طرح کسی مسلمان کی غیبت کو بھی خواہ کسی وصف میں ہو منع کیا ہے۔" (اس کو ابن جریر نے روایت کیا ہے، اور جلال الدین سیوطی رح نے تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک روز ابن سیرین علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے اس کا ایک عیب بیان کیا اور کہا کہ وہ بہت کالا ہے پھر فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس کی غیبت کی جب کہ میں نے اس کی سیاہی کا ذکر کیا، میں اس گناہ سے توبہ کرتا ہوں اور جنابِ باری سے مغفرت چاہتا ہوں۔
(اس کو ملا علی قاری رح نے شرح عین العلم میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی جب وہ چلی گئی تو حضرت عائشہ رض نے فرمایا اگر یہ عورت پستہ قد نہ ہوتی تو نہایت عمدہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: اغتبتہا ترجمہ "اے عائشہ رض! تم نے اُن کی غیبت کی۔"
حضرت عائشہ رض نے فرمایا، میں نے اس کا سچا عیب بیان کیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نے عیب واقعی بیان کیا تو یہ غیبت ہوئی ورنہ اگر تم جھوٹا عیب بیان کرتیں تو اس پر بہتان کرتیں۔ (اس کو عبد بن حمید نے بیان کیا، اور سیوطی رح نے تفسیر در منثور میں نقل کیا ہے)

حکایت: ایک روز حضرت عائشہ رض نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو صفیہ رض کا پستہ قد ہونا پسند ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ رض! تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر اس کو دریا کے پانی میں ملا دو تو بیشک دریا کے پانی پر غالب آجائے گا۔
(اس کو ابوداؤد نے باب الغیبۃ میں روایت کیا ہے)۔

حکایت: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر ان کے پستہ قد ہونے کے سبب ہنسنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ ترجمہ "کوئی مرد کسی مرد سے استہزاء نہ کرے شاید کہ وہ شخص عاقبت میں اس سے بہتر ہو اور کوئی عورت کسی عورت سے استہزاء نہ کرے کیونکہ عاقبت کا حال معلوم نہیں ہے۔"
(سلیمان جمل نے اس کو حاشیہ جلالین میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد: معاویہ بن قرہ کہتے ہیں لو مر بك اقطع فقلت هذا اقطع كان ذلك غيبة ترجمہ "اگر تمھارے پاس سے کسی دست و پا بریدہ کا گذر ہو اور تم اس کے عیب کا حال بیان کر دو تو یہ بھی غیبت ہو جائے گی۔" (اس کو عبد بن حمید نے روایت کیا ہے، سیوطی نے در منثور میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک روز ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے مکان پر دعوت میں گئے جب دسترخوان پر بیٹھے لوگوں نے ایک شخص کا نام لے کر کہا کہ فلاں شخص نہیں آئے، ایک آدمی نے کہا وہ بھاری ہے اس سبب سے آنے میں دیر ہوئی، جب ابراہیم رح نے یہ غیبت سُنی تو اٹھ کر چلے گئے اور اپنے نفس سے کہنے لگے کہ تیری وجہ سے یہ غیبت سننی پڑی کیونکہ اگر تجھے بھوک نہ ہوتی تو دعوت میں جاتے اور غیبت سننے کی نوبت نہ آتی، اس کے بعد تین روز تک کھانا نہیں کھایا اور نفس کو خوب ستایا (اس کو ابو اللیث نے تنبیہ الغافلین کے باب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ: حضرت ابراہیمؒ کے دسترخوان سے چلے جانے کی وجہ یہ ہے کہ جس مجلس میں غیبت ہوتی ہو اور جس دسترخوان پر شکایت ہوتی ہو وہاں کھانا کھانا ممنوع ہے جیسا کہ اگر کسی مقام پر ناچ ہوتا ہو تو وہاں جانا ممنوع ہے، چنانچہ یہ مسئلہ تاتار خانیہ میں مصرح ہے اور ردالمحتار کے باب الاکل والشرب میں بھی اسی سے نقل کیا ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اگر کسی جگہ دعوت میں جانے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ وہاں غیبت ہوگی لوگوں کی شکایت ہوگی تو ایسے مقام پر جانا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ ہمارے جانے سے لوگ غیبت چھوڑ دیں گے تو ایسی صورت میں جانا ضروری ہے اور اگر پہلے سے معلوم نہ ہو اور جانے کے بعد غیبت شروع ہو تو اگر ہو سکے تو لوگوں کو منع کرے اور لوگوں کو غیبت سے روکے اور اگر کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اس دسترخوان سے چلا جائے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو خود شریک نہ ہو، واللہ اعلم۔

دقیقہ: ان حکایات سے معلوم ہوا کہ بدن کا کوئی عیب بیان کرنا اور کوئی وصف بد عیاں کرنا اور کسی کو اس کے بدصورت ہونے کے سبب حقیر سمجھنا خلافِ عقل ہے مولانا جلال الدین رومیؒ مثنوی میں لکھتے ہیں ؎

ہندی و قپچاق و رومی و حبش   جملہ یک رنگ اند اندر گور خویش

تا بدانی کاں ہمہ رنگ و نگار   جملہ روپوشست و مکر و مستعار

"ہندی، قپچاق، رومی اور حبشی سب اپنی قبر کے اندر ایک رنگ کے ہوں گے تاکہ تم جان سکو کہ یہ تمام رنگ اور صورتیں پردہ ہیں، (ذات باری پر) اور مانگی ہوئی ہیں یعنی یہ وجود عطیہ خداوندی ہے۔"

ہر صورت کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا کسی کو نیک کسی کو بد کیا، ہر شخص میں ایک ایک عیب رکھا، اگر غیبت کرنے والا خیال کرے گا تو اپنی صورت میں ہزاروں عیب پائے گا ہاں اگر کوئی شخص تمام عیوب سے مبرا ہو تو البتہ اس کو غیبت کرنے کا حق ہے ؎

مکن عیب خلق و خردمند فاش   بعیب خود از خلق مشغول باش

"اے عقلمند مخلوق کے عیب فاش نہ کر، اپنے عیب کی وجہ سے مخلوق سے بے تعلق رہ۔"

مزید براں جانوروں کی بدصورتی پر ہنسنا اچھا نہیں ہے، رہ گیا آدمی تو وہ تو جانوروں سے بہت اچھا ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے انصار کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ راہ میں لوگوں نے ایک بدبودار مرا ہوا کتا دیکھا، انھیں اس کی بدبو ناگوار گذری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کتے کے دانتوں کی سفیدی کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے، جیسے اندھیرے میں صبح نمودار ہوتی ہے۔ اس کلام سے آپ نے اس طرف اشارہ کیا کہ تم لوگوں پر تعجب ہے کہ کتے کے عیب کو دیکھتے ہو اور اس کی خوبی سے کنارہ کشی کرتے ہو۔

(اس کو امام غزالی رح نے کتاب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک چار آنکھ والے کتے کو دیکھا، چار آنکھ ہونے کی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام نے اس کو بدصورت سمجھا اور اس کو بنظر حقارت دیکھا۔ حکم خداوندی سے وہ کتا بول پڑا، اے نوحؑ! کیا تم مجھ کو ذلیل سمجھتے ہو، مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنادیا ہے ورنہ اگر میرے اختیار میں اپنا بنانا ہوتا تو میں کتا ہی کیوں ہوتا، اس کا کلام سن کر حضرت نوح علیہ السلام کو خوف آیا اور انھوں نے نہایت گریہ وزاری کی اور نوحہ کیا، اس وقت سے ان کا نام نوحؑ ہوگیا۔ (یہ حکایت صفوری نے حقائق سے نزہۃ المجالس کے باب الادب میں نقل کی)

۲۔ غیبتِ لباس دوسرے غیبت کرنا کسی کے لباس میں کہ فلاں شخص نہایت بخیل ہے بخیلوں کا لباس پہنتا ہے، فلاں شخص حرام لباس استعمال کرتا ہے مثلاً ریشمی کپڑے کا پاجامہ پہنتا ہے یا بدمعاشوں کی طرح انگرکھا پہنتا ہے یا اس کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہے یا فلاں عورت اس طرح سے دوپٹہ اوڑھتی ہے کہ اس کا ستر کھلا رہتا ہے یا کرتہ اس طرح سے پہنتی ہے کہ پیٹ کھلا رہتا ہے یا فلاں عورت اس طرح سے چلتی ہے کہ لوگوں کو اپنا ستر دکھاتی ہے۔

حکایت: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک روز فرمایا کہ فلاں عورت کا دامن بہت لمبا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اے عائشہ! تم نے اس عورت کی غیبت کی، لازم ہے کہ تم تھوکو، حضرت عائشہ رض کہتی ہیں جب میں نے تھوکا تو میرے منہ سے

گوشت کا ایک ٹکڑا نکلا۔ (یہ حکایت منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کی ہے)۔

ارشاد: بعض متقدمین کہتے ہیں، لو قلت ان فلانا ثوبہ قصیر او ثوبہ طویل یکون غیبتہ ـــــ "اگر تو حقارت کی نیت سے کہے کہ فلاں شخص کا کپڑا بہت چھوٹا ہے یا بہت لمبا ہے تو یہ اس کی غیبت ہے۔" (فقیہ ابو اللیث نے باب الغیبۃ میں اس کو نقل کیا ہے)۔

۳۔ غیبتِ نسب

تیسرے غیبت کرنا کسی کے نسب میں، مثلاً بہ نیت تحقیر کہنا کہ فلاں شخص یا فلاں قبیلہ یا فلاں شہر کے لوگوں کا نسب اچھا نہیں ہے، کیونکہ ان کے آباؤ اجداد رذیل تھے، یا ان کے نسب کا سلسلہ معلوم نہیں ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس لاحد فضل علی احد الا بالدین او عمل صالح ـــــ "دین اور اعمالِ نیک کے سوا کسی شخص کو کسی پر بزرگی اور بڑائی نہیں ہے۔"

لہذا اپنے نسب پر فخر کرنا اور دوسروں کے نسب کو معیوب قرار دینا بُرا ہے۔ (اس حدیث کو عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمۃ عن احوال الامۃ کے باب تحریم احتقار الناس میں نقل کیا ہے) اور انشاء اللہ تعالیٰ نسب میں اسباب غیبت کے بیان میں مفصلاً لکھا جائے گا۔

۴۔ غیبتِ عادات

چوتھے غیبت کرنا کسی کی عادات میں مثلاً کہنا کہ فلاں شخص نامرد ہے نہایت ضعیف ہے، بہت سونے والا ہے یا بہت کھاتا ہے کوئی کام نہیں کر سکتا یا بیٹھنے میں تمیز نہیں کرتا یا انجام کو نہیں سوچتا ہے یا سخت بے وقوف ہے، عورتوں سے مشورہ کرتا ہے یا ہمیشہ بیوی کی تابعداری کرتا ہے، یا لوگوں کو سخت تکلیف دیتا ہے۔

حکایت: عرب میں دستور تھا کہ ایک عرب دوسرے کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک سفر میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک شخص مسکین خادم تھا ہمیشہ ان کی خدمت کیا کرتا تھا ایک منزل میں دونوں سو گئے ان کے سونے کے بعد وہ شخص بھی سو گیا اور شیخین رضؓ کے واسطے کچھ کھانا تیار نہیں کیا، جب شیخین رضؓ بیدار ہوئے، کہنے لگے یہ شخص بہت سوتا ہے پھر شیخین رضؓ نے اس کو جگا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، اس شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ سلام کہتے ہیں اور کچھ کھانا مانگتے ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونوں کھا چکے اور سیر ہو چکے، جب یہ خبر شیخین رضؓ کو پہنچی تو انھوں نے

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آج کیا کھایا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے آج اس خادم کا گوشت کھایا اور میں تمھارے دانتوں میں گوشت کی سرخی دیکھتا ہوں، جب شیخین رض نے یہ امر سُنا تو عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری تقصیر کو معاف کیجیے اور جناب باری تعالیٰ سے مغفرت طلب کیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف اللہ تعالیٰ کی مغفرت مفید نہیں ہے تمھیں چاہیئے کہ اس خادم کو خوش کرو اور اس سے کہو کہ وہ تمھارا قصور باری تعالیٰ سے معاف کرائے (اس کو در منثور میں ضیاء مقدسی سے نقل کیا ہے)۔

حکایت: بعض صحابہ رض نے ایک شخص کے بارے میں کہا وہ بہت ضعیف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس شخص کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا (یہ حکایت انشاء اللہ غیبت کی سزا کے بیان میں تفصیل تحریر کی جائے گی)۔

حکایت: ایک مرتبہ بعض صحابہ رض نے ایک شخص کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ عجب انسان ہے کہ اگر اس کو کوئی کھانا دیتا ہے کھا لیتا ہے اور اگر کوئی سوار کرا دیتا ہے سوار ہو لیتا ہے لیکن خود کوئی کام کر کے کما نہیں سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی، صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عیب عیاں کرنا غیبت ہے، آپ ص نے جواب دیا کہ غیبت میں یہی کافی ہے کہ کسی شخص کا عیب واقعی بیان کرے (اس کو عبد العظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک سفر میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گوشت طلب کیا، آپ ص نے کہلا بھیجا کہ کیا تم نے مسلمان بھائی کا گوشت سیر ہو کر نہیں کھایا، شیخین رض نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اس شخص کو کچھ نہیں کہا علاوہ اس کے وہ شخص ضعیف ہے ہماری خدمت نہیں کر سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ بھی تم کہو اور کسی کا ادنیٰ وصف بد بھی بیان نہ کرو (اس کو ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کیا ہے اور سیوطی رح نے در منثور میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک عالی صفت درویش نے ایک لڑکی سے مزاح کیا، لوگوں کو جب اس کی خبر پہنچی تو اس درویش پر طعن کرنے لگے، جب اس درویش کو لوگوں کے طعن کی خبر پہنچی تو کہا تعجب ہے

کہ لوگوں کے نزدیک مزاح کرنا حرام ہے اور غیبت کرنا حلال (یہ حکایت انشاء اللہ تعالیٰ فرع ثالث میں مفصل آئے گی)۔

حکایت: ایک روز حضرت سلمان فارسی رضؓ نے کھانا کھایا اور سو گئے، دو شخصوں نے ان کی غیبت کی اور ان کے کھانے اور سونے کا حال بیان کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ـــــــ "تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے" اس آیت سے غیبت کی حرمت ثابت ہوئی (یہ حکایت دُرِّ منثور میں ابنِ جریج سے منقول ہے)۔

۵۔ غیبت عبادات

پانچویں، عبادات کے نقصان اور کمی میں غیبت کرنا مثلاً: کہنا کہ فلاں شخص اچھی طرح نماز ادا نہیں کرتا یا تہجد نہیں پڑھتا ہے یا نوافل ادا نہیں کرتا، یا رمضان المبارک کے روزوں میں کمی کرتا ہے یا نمازوں کو وقت مکروہ میں ادا کرتا ہے۔

حکایت: شیخ سعدیؒ نے ایک روز چند لوگوں کی جو تہجد کے وقت سو رہے تھے غیبت کی اور کہا کیا اچھا ہوتا اگر یہ لوگ بھی نماز پڑھتے، سعدی کے والد نے کہا کیا اچھا ہوتا اگر تم بھی سو جاتا اور اس غیبت سے بچتا (یہ حکایت بتفصیل انشاء اللہ تعالیٰ فرع ثالث میں تحریر کی جائے گی)۔

حکایت: ایک شخص نے کسی کی غیبت کی اور کہا میں اس شخص سے خدا کے واسطے بغض رکھتا ہوں، جب اس کو اس کی غیبت کی خبر پہنچی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں شخص نے میری شکایت کی اور مجھ سے بغض رکھنے کی خبر دی ہے، آپؐ اس کو بلائیے اور میرا انصاف کیجیے۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے والے کو بلوایا اور اس سے پوچھا تو کیوں اس شخص سے بغض رکھتا ہے، اس نے بیان کرنا شروع کیا کہ میں اس شخص کا ہمسایہ ہوں۔ وہ شخص سوائے پنجوقتہ نماز کے اور کوئی نماز نہیں پڑھتا ہے اور سوائے رمضان کے نفل روزے نہیں رکھتا ہے اور سوائے زکوٰۃ فرض کے کبھی صدقہ نہیں دیتا ہے اسی سبب سے میں اس شخص سے بغض رکھتا ہوں۔

جب اس شخص نے یہ کلام سُنا کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ اس شخص سے پوچھیے کہ کیا میں فرض کاموں میں کچھ نقصان کرتا ہوں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیبت کرنے والے سے پوچھا، اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص فرائض میں کچھ کوتاہی

نہیں کرتا ہے اور فرائض کو حسب الحکم ادا کرتا ہے، لیکن چونکہ عبادات نوافل نہیں ادا کرتا ہے اس سبب سے میرا دل اس سے خفا ہوتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سُنا تو بغض رکھنے والے اور غیبت کرنے والے سے کہا، چلا جا، شاید کہ وہ شخص تجھ سے عاقبت میں بہتر ہو، لہٰذا اس کی غیبت کرنا اور اس سے بغض رکھنا تیرے لئے نامناسب ہے۔

(اس کو امام غزالی رحؒ نے باب اسباب الغیبت میں نقل کیا ہے)۔

۶۔ غیبت معاصی

مثلاً کہنا کہ فلاں شخص نے زنا کیا یا اس نے غیبت کی یا اس کے دل میں نہایت حسد ہے یا غایتِ بغض ہے یا اس کی جھوٹ بولنے کی بہت عادت ہے یا فلاں شخص والدین کو نہایت تکلیف دیتا ہے، اپنے اقارب سے قطع تعلق کرتا ہے، یا فلاں شخص بدزبان ہے، یا فلاں شخص ہمیشہ شراب پیتا ہے، اکثر چوری کرتا ہے۔

حکایت: سعدی رح نے ایک مرتبہ اپنے استاد سے عرض کیا کہ فلاں ہم عمر مجھ سے حسد رکھتا ہے، استاد نے کہا اے سعدیؒ! تیرے نزدیک حسد حرام ہے اور کیا غیبت حلال ہے کہ تو اس شخص کی میرے نزدیک غیبت کرتا ہے اور اس کے حسد کی شکایت کرتا ہے۔

(یہ حکایت انشاء اللہ تعالیٰ فرع ثالث میں لکھی جائے گی)۔

دقیقہ: اہل سنت کے نزدیک سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی معصوم نہیں ہے (یعنی اس کے بے گناہ ہونے کا ثبوت ہمارے پاس نہیں اور واقعہ کا حال اللہ کو معلوم ہے) ہر شخص کے ساتھ کوئی نہ کوئی عیب لگا ہوا ہے اگر ایک میں حسد ہے تو دوسرے میں بغض ہے، کوئی غیبت کرتا ہے تو دوسرا جھوٹ بولتا ہے، کوئی اگر چوری کرتا ہے تو دوسرا فساد کرتا ہے، اگر کسی میں زنا کی عادت ہے تو کسی کی طبیعت میں شرارت ہے، بہر حال کوئی شخص عیوب سے پاک نہیں ہے لہذا کسی کی غیبت کرنا خواہ کسی بھی عیب میں ہو بے جا ہے، کیونکہ غیبت کرنے والا خود کب حیلۂ عیوب سے مبرا ہے، لہذا اسے چاہیئے کہ جب کسی شخص کو کسی گناہ میں مبتلا دیکھے تو خدا سے اس کی ہدایت کی دعا مانگے اور اپنے لئے توفیق کی تمنا کرے۔ اگر اللہ تعالےٰ مجھے اس گناہ کی مطلق توفیق نہ دے))، نہ یہ کہ اس شخص کو اس کے گناہ کے سبب ذلیل کرے اور اس پر اس فعل کی وجہ سے ہنسے، کیونکہ شاید وہ شخص تائب ہو گیا ہو یا توبہ کا ارادہ رکھتا ہو

بلکہ اس بات پر شکر کرے کہ خود اس گناہ سے بچا رہا اور جب کسی کے عیب کا خیال آئے تو فی الفور اپنے گناہوں کا خیال کرے تاکہ اس کی بدی سے بچا رہے۔

اثر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کفی من الغی بالمؤمن ثلاث یعیب علی الناس بما یاتی بہ ویبصر من عیوب الناس بما لا یبصر من نفسہ و یوذی جلیسہ فی ما لا یعنیہ ترجمہ "مسلمان کی گمراہی کے لیے تین صفتیں کافی ہیں، ایک یہ کہ جو فعل خود کرتا ہو اسی سے دوسروں کو معیوب کرتا ہو، دوسرے یہ کہ لوگوں کے عیبوں کو دیکھتا ہو، اور اپنے عیوب سے اندھا ہو تیسرے یہ کہ ہم نشین کو بلا وجہ اذیت دیتا ہو"
(اس کو ابو اللیث نے باب المظالم میں نقل کیا ہے)۔

اصلاح: حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں لا تکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ فتقسو قلوبکم فان القلب القاسی بعید من اللہ ولکن لا تعلمون ۝ ولا تنظروا فی ذنوب الناس کانکم تنظرون الی عبیدکم وانظروا فی ذنوبکم کانکم عبید اللہ فانما الناس مبتلی ومعافی فارحموا اھل البلاء واحمدوا اللہ علی العافیۃ ـــــ
"اے لوگو! سوائے اللہ کے ذکر کے زیادہ کلام ترک کیا کرو، کیونکہ جو بہت کلام کرتا ہے اور غیر اللہ کے ذکر میں اپنے اوقات صرف کرتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اثر قبول نہیں کرتا ہے اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ اے لوگو! تم دوسروں کے گناہوں کو مت دیکھو جیسا کہ مالک اپنے غلاموں کی طرف دیکھتے ہیں، بلکہ تم اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھو گویا کہ تم سب اللہ تعالیٰ کے غلام ہو، اور آدمی دو قسم کے ہیں، بعضوں کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں میں مبتلا کیا اور بعضوں کو سلامت رکھا، لہذا جب تم لوگ کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھو تو اس پر رحم کرو اور اس کے واسطے دعائے خیر کرو اور اپنی سلامتی پر شکر کرو (نہ یہ کہ اس گنہگار کو ذلیل کرو)" (اس کو امام مالکؒ نے موطا کے باب مایکرہ من الکلام میں روایت کیا ہے)

کسی شخص کو اس کے گناہوں پر ذلیل کرنا اور اس کو جہنمی سمجھنا خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے بلکہ جو شخص کسی کو عار دلاتا ہے خدا تعالیٰ اس پر غصہ ہوتا ہے اور معاملہ برعکس کر دیتا ہے کہ اس گنہگار کو بخش دیتا ہے اور اس شخص کو ذلیل کرتا ہے۔

حکایت: بنی اسرائیل میں دو شخص تھے ایک ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا اور دوسرا ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہتا تھا اور عابد ہمیشہ فاسق کو ذلیل کیا کرتا تھا، ایک روز عابد نے خفا ہوکر کہا قسم خدا کی تو جہنم میں جائے گا۔ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کو بُرا معلوم ہوا، عابد کو جہنمی اور فاسق کو جنتی کر دیا۔ (اس کو ابو داؤد نے کتاب البر والصلہ میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: جب حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں خطا کی یعنی جس درخت کے پھل سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا وہ کھا لیا تو بسبب معصیت کے ان کا بدن سیاہ ہوگیا اور زمین پر پھینکے گئے، اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ تم بیت اللہ کو بناؤ اور اس کا طواف کرو تاکہ تمہاری مغفرت کردوں اور تمہاری توبہ قبول کرلوں، جب حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا تو جبرئیل علیہ السلام نے جنت سے حجر اسود کو حاضر کیا اور اس وقت اس پتھر کا رنگ نہایت سفید تھا، اور اس کا نور دُور دُور تک پہنچتا تھا۔ جب حضرت آدمؑ کی نظر اس پتھر پر پڑی تو جنت کی راحت یاد آئی اور طبیعت بے قرار ہوئی، آنکھوں سے اشکوں کی ندی بہہ نکلی حجر ابیض نے کہا اے آدم تمہی وہ شخص ہو کہ تم نے خدا کی نافرمانی کی اور اپنے نفس کے لئے خرابی مول لی۔ یہ قول سن کر حضرت آدمؑ کو رنج ہوا، جناب باری میں عرض کیا کہ اے رب میرے گناہ کے سبب مجھ کو ہر چیز نے برا کہا، یہاں تک کہ حجر بہشتی نے جو چاہا سو کہا اللہ کو حضرت آدمؑ پر رحم اور اس پتھر کے قول پر جوش آگیا، آدمؑ کی سیاہی حجر کو دے دی اور وہ حجر اسود ہوگیا، اور اس کی سفیدی حضرت آدمؑ کو دی جس سے اُن کا جسم منور ہوگیا (یہ حکایت صفوری نے نزہۃ المجالس منتخب النفائس کے باب ایام البیض میں نقل کی ہے)

پانچویں تقسیم

اس کی چار قسمیں ہیں:

۱، ۲۔ غیبت صراحۃً و حکایۃً

ایک صراحۃً یعنی کسی شخص کا نام لے کر اس کے اوصافِ بد بیان کرنا اور اس کی شکایت کرنا دوسرے حکایۃً یعنی کسی کے اوصافِ بد کو نقل کرنا مثلاً اگر کوئی شخص لنگڑا ہو تو چلنے میں اس کی نقل کرنا اور کوئی اندھا ہو تو اس کے پیچھے آنکھ بند کرکے چلنا اور اگر کوئی گونگا ہو یا بولنے میں لکنت کرتا ہو تو بولنے میں اس کی نقل کرنا اور اگر کوئی شخص متکبر ہو چلنے میں سینہ اٹھاتا ہو تو اس کی غیبت میں سینہ اٹھا کے اس

کی چال سے چلنا اور اگر کوئی شخص بات کرتے وقت گردن اور ہاتھ وغیرہ ہلائے تو خود بھی اسی طرح کرنا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما احب انی حکیت احدا و ان لی کذا و کذا ــــــ "میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں چاہے مجھ کو بہت کچھ مل جائے"
(ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے، مشکوٰۃ المصابیح میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی عورت کی نقل کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما یسرنی انی حکیت ولی کذا و کذا ــــــ "و کسی کی نقل کرنا مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے،، چاہے... مجھ کو بہت کچھ مل جائے" (احیاء العلوم باب ان الغیبۃ لاتقتصر علی اللسان)

۳۔ غیبت اشارۃً

تیسرے اس طرح کہ ظاہر میں کسی شخص خاص کی غیبت نہ کرے اور نہ کسی کا نام لے لیکن چند قرائن ایسے ہوں کہ ان کے سبب سے لوگ جان جاتے ہوں کہ فلاں شخص کے عیوب بیان کر رہا ہے اور اس لفظ سے مراد فلاں شخص ہے مثلاً یہ کہنا کہ بعض لوگ جو ہمارے پاس آج آئے تھے وہ ایسے ہیں اور لوگ سمجھ جاتے ہوں کہ آج ان کے پاس فلاں لوگ آئے تھے، یہ انہی کی غیبت ہے یا کہنا کہ بعض اشخاص ایسے ہیں کہ فی الواقع جاہل ہیں اور محمد فاضل کے نام سے مشہور ہیں، حاضرین اس کو جانتے ہوں اور سمجھ جاتے ہوں کہ یہ فلاں کو برا کہہ رہا ہے، یا کہنا کہ بعض لوگ مسجد میں اعتکاف کرتے ہیں پھر اعتکاف توڑ ڈالتے ہیں اور حقیقت میں ایسے شخص کا نام سننے والے جانتے ہوں، یا کہنا کہ ایک شخص ایسا ہے کہ کرتہ نہایت خوب پہنتا ہے عمامہ خوب باندھتا ہے لیکن پوشیدہ پوشیدہ زنا کرتا ہے اور لوگ جانتے ہوں کہ کرتا پہننے والا اور عمامہ باندھنے والا فلاں شخص ہے یا کہنا کہ بعض اشخاص اپنی بیوی کی تابعداری کرتے ہیں اور اپنے والدین کی مخالفت کرتے ہیں اور لوگ جانتے ہوں کہ اس سے مراد فلاں شخص ہے یا جب کوئی سیاہ شخص آئے تو اس کے جانے کے بعد کہنا کہ بعض لوگ ایسے سیاہ رو ہوتے ہیں جیسے دیوار اور مراد اس سے وہی شخص ہو یا کسی بیمار کی عیادت کو جانا اور وہاں سے آنے کے بعد کہنا کہ بعض لوگوں کے بدن سے کیا بدبو آتی ہے اور لوگ سمجھ جاتے ہوں کہ مراد اس سے وہی مریض ہے یا کہنا کہ بعض لوگوں کے پسینے میں کیا بدبو آتی ہے اور حاضرین سمجھ جاتے ہوں کہ یہ فلاں کا عیب بیان کرتا ہے یا جب محفل منعقد ہو تو لوگوں کے اٹھ جانے کے بعد کہنا کہ بعض

محفلیں ایسی ہوتی ہیں کہ اس میں سبھی لوگ فاسق و فاجر ہوتے ہیں یا جب کسی کا تذکرہ آجائے تو اس وقت کہنا کہ بعض لوگ بہت شریر یا بخیل ہوتے ہیں تاکہ لوگ سمجھ جائیں کہ وہ شخص شریر یا بخیل ہے، الحاصل بطور تجاہل غیبت کرنا لیکن لوگ قرینوں سے سمجھ جاتے ہوں کہ یہ فلاں شخص کا ذکر ہے۔

۴۔ غیبت تعریضاً چوتھے یعنی ظاہر میں حال ہو کسی کا اور لوگ سمجھتے ہوں کہ یہ فلاں کا بیان ہے، مثلاً جب کسی کا ذکر آئے اس وقت کہنا الحمد للہ الذی عصمنی من الذنوب ــــــ "اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھ کو گناہوں سے بچایا" اور مطلب یہ ہے کہ لوگ معلوم کرلیں کہ فلاں شخص گنہگار ہے، یا کہنا انا لست بزانٍ ــــــ "میں زانی نہیں ہوں" اس غرض سے کہ لوگ اس (دوسرے) کو زانی سمجھیں، یا کہنا تکبر بہت بری شے ہے، چنانچہ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

تکبر عزازیل را خوار کرد بزندانِ لعنت گرفتار کرد

اس مطلب سے کہ لوگ سمجھیں کہ وہ شخص متکبر ہے یا کہنا کہ داڑھی کتروانا منع ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ وہ شخص داڑھی کترواتا ہے یا کہنا کہ صبح کی نماز جماعت سے ادا نہ کرنا گناہ ہے اور غرض اس کلام سے یہ ہو کہ وہ شخص صبح کی نماز جماعت سے ادا نہیں کرتا۔

چھٹی تقسیم

اس کی پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ غیبتِ زبان ایک غیبت زبان سے۔

حکایت: چند شخصوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خلال کرو اور گوشت کو اپنے دانتوں سے نکالو، ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج ہم نے کھانا نہیں کھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمھارے دانتوں میں گوشت کی سرخی دیکھتا ہوں تم نے کسی کی غیبت کی ہے اور فی الواقع ان لوگوں نے زبان سے ایک شخص کی شکایت کی تھی (اس کو عبد بن حمید نے روایت کیا ہے، سیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اٹھکر گئے اور دوسرے شخص نے ان کی غیبت کی اور زبان سے ان کی شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے شخص! تو خلال کر اس نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج گوشت نہیں کھایا، آپؐ نے فرمایا: تو نے ابھی ایک مسلم کا گوشت کھایا (روایت کیا طبرانی نے اور عبدالعظیم منذریؒ نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک روز ابن سیرینؒ نے ابراہیم نخعیؒ کا ذکر کیا حاضرین سمجھ نہ سکے ابن سیرینؒ نے لوگوں کو سمجھانے کے واسطے ایک ہاتھ اپنی آنکھ پر رکھا تاکہ لوگ سمجھ جائیں کہ یہ ذکر اس ابراہیم کا ہے جو کانا ہے لیکن زبان سے اس کو کانا نہیں کہا (اس کو احیاء العلوم کی کتاب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

۲۔ غیبت کان

دوسرے غیبت کان سے اس طرح کہ کسی کی غیبت کو سننا اور دفع نہ کرنا کیونکہ سننا اور چپ رہنا گویا غیبت کرنا ہے، سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

ترا آنکہ چشم و دہن داد و گوش — اگر عاقلے در خلافش مکوش

"جس ذات نے تجھے آنکھ منھ اور کان سے نوازا ہے اگر تو صاحبِ عقل ہے تو اس کی مخالفت کی کوشش مت کر"

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا وقع فی الرجل و انت فی ملأ فکن للرجل ناصرا و للقوم زاجرا ثم قم عنہم ـــــــ "جب کسی شخص کی غیبت کی جائے اور تو مجلس میں بیٹھا ہو تو اس شخص کا مددگار (اس طرح سے) بن کہ اس کی تعریف شروع کردے تاکہ لوگ اس کی غیبت سے باز رہیں) اور غیبت کرنے والے کو غیبت سے منع کر اور اس محفل سے چلا جا" کیونکہ اگر تو چپ بیٹھے گا تو تیرا شمار بھی غیبت کرنے والوں میں ہوگا (اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے اور ان سے سیوطیؒ نے در منثور میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: میمون بن سیاہ اپنا حال نقل کرتے ہیں کہ ایک روز میں سو رہا تھا، خواب میں میرے سامنے ایک سیاہ زنگی لایا گیا جو کہ مُردہ تھا اور کسی نے مجھ سے کہا اے میمون! تم اس زنگی میت کو کھاؤ، میں نے کہا میں کیوں کھاؤں، اس شخص نے کہا اس لئے کہ تم نے فلاں کے غلام کی غیبت کی ہیں میں نے کہا واللہ! میں نے اس کی غیبت نہیں کی اور اس کی کوئی صفت بھی میں نے ذکر نہیں کی

اس شخص نے کہا، اگرچہ تُو نے غیبت نہیں کی لیکن تُو نے سُنی اور یہ سُننا غیبت کرنے کے مانند ہے (اس کو بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں نقل کیا ہے) انشاء اللہ تعالیٰ غیبت کے سننے کا بیان اصل ثانی میں بالتفصیل آئے گا۔

۳۔ غیبتِ دِل تیسرے غیبت کرنا دل سے اس طرح کہ کسی کے ساتھ بدگمانی رکھے اور کسی مسلم صالح کے حق میں بدون علامات واسباب کے بدگمان قائم کرتا انشاء اللہ بدگمانی رکھنے کا بیان عنقریب آئے گا۔

۴۔ غیبتِ اعضاء چوتھے غیبت کرنا اعضاء سے یعنی لوگوں کو کسی کے عیب ہاتھ یا آنکھ وغیرہ کے اشارے سے سمجھا دینا مثلاً جب کوئی شخص مجلس سے اُٹھ جائے تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر دینا یا آنکھ سے کنایہ کر دینا یا ہونٹ ہلادینا تاکہ لوگوں کو اس کا معیوب ہونا معلوم ہوجائے، یا جب کسی کی تعریف درمیان میں آئے تو اس وقت گردن ہلادینا یا کسی طرح حرکت کر دینا۔

حکایت: ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور وہ پستہ قد تھی اس کے جانے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بہ نیت تذلیل اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ! تم نے اس عورت کی غیبت کی۔
(یہ حکایت سیوطیؒ نے درمنثور میں بیہقی سے نقل کی ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یحل لمسلم ان یشیر الی اخیه بنظرة تؤذیه ــــــ "کسی مسلمان کو کسی مسلمان بھائی کی طرف آنکھ سے اشارہ کرنا کہ وہ اشارہ اس کو تکلیف دے، حلال نہیں ہے" (اس کو امام غزالیؒ نے باب حقوق المسلم میں نقل کیا ہے)۔

آیۃ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ــــ "لعنت ہے ہمزہ اور لمزہ پر"

دقیقہ: ہمزہ اور لمزہ کے معنی میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے، بیہقی نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ ہمزہ سے مراد وہ شخص ہے جو آنکھ سے اور ہاتھ سے لوگوں کو تکلیف دے اور لمزہ وہ شخص ہے جو زبان سے لوگوں کو تکلیف دے، چنانچہ درمنثور میں سیوطیؒ نے اسی روایت کو نقل کیا ہے اور جواہر التفسیر میں بھی لماز کے معنی سورۂ نون کی تفسیر میں مذکور ہیں، اور

بغوی نے سفیان ثوریؒ سے نقل کیا ہے کہ مراد ہمزہ سے وہ شخص ہے جو زبان سے لوگوں پر طعن کرے۔ لمزہ وہ شخص ہے جو آنکھ سے اشارہ کرے، اذیت دے اور سلیمان جمل نے حاشیہ جلالین میں ابن کیسان سے نقل کیا ہے کہ ہمزہ وہ شخص ہے جو اپنے ہم نشین کو زبان سے اذیت دے اور لمزہ وہ شخص ہے جو کسی پر بھوں سے اشارہ کرے یا اس کی طرف پھراوے، اس آیت کی مزید تحقیق انشاء اللہ فرع ثالث میں آئے گی۔

حکایت: جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے وہاں عجیب معاملات دیکھے، آپؐ نے چند لوگوں کو دیکھا کہ ان کے مُنہ آگ کی قینچی سے کترے جاتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں نے پوچھا، یا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں زنا کے واسطے زینت کرتے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ ایک جماعت سے رونے کی آوازیں آرہی ہیں اور وہاں سے بدبودار ہوا نکل رہی ہے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل عؑ نے کہا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں زنا کے واسطے زینت کرتی تھیں، پھر میرا گذر ایک جماعت پر ہوا میں نے دیکھا، کہ چند عورتیں اور مرد لٹکے ہوئے ہیں، جب میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو جبرئیلؑ نے کہا ھٰؤلاء الھما زون اللماذون —— "یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کو آنکھ سے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے اور لوگوں کو اس طرح سے تکلیف دیتے تھے۔" (اس کو منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)

۵۔ غیبتِ قلم پانچویںؐ قسم غیبت بذریعہ کتابت، مثلاً کسی کے عیوب کو کسی کے پاس خط میں لکھ بھیجنا یا اخبار میں چھاپنا اور چھپوانا یا اپنی تصانیف میں بغرض تحقیر، معاصرین کے عیوب ظاہر کرنا۔

تنبیہ: امام غزالی رحؒ نے احیاء العلوم میں اور صفوری نے نزہۃ المجالس میں اور فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ الغافلین میں اور آفندی نے سیرتِ احمدیہ میں غیبت کی تقسیموں میں نہایت اختصار اور اقتصار کیا ہے، چند اقسام چھوڑ دیئے ہیں اور جو اقسام ذکر کئے ہیں ان کو بھی بالتفصیل نہیں لکھا ہے۔ راقم الحروف نے اس مبحث کو خوب تفصیل سے لکھا اور اس مقام میں صاف صاف بیان کیا، تاکہ لوگ فائدہ مند ہوں اور راہِ ضلالت سے طریقِ ہدایت کی طرف آئیں، کیونکہ بہت سے لوگ

بسبب جہالت اقسام میں مبتلا رہتے ہیں اور جائز و ناجائز میں امتیاز نہیں کرتے اور چونکہ اس زمانے کے بعض علماء بھی غیبت کی بیماری میں مبتلا ہیں اور وہ جاہلوں کو نصیحت نہیں کرتے بلکہ خود بھی امتیاز نہیں کرتے اسی سبب سے جب کسی غیبت کرنے والے سے کوئی کہتا ہے کہ غیبت نہ کر تو کہتا ہے یہ غیبت نہیں ہے حالانکہ اگر کوئی شخص باوجود علم کے غیبت کی درستی کا قائل ہو تو وہ کافر ہے اور اگر بغیر علم کے کہہ دے تو وہ شخص قابل تعزیر و توبیخ ہے لیکن اس زمانے میں خود توبیخ کرنے والے قابلِ توبیخ ہو رہے ہیں اور اپنی عمر کو مفت کھو رہے ہیں، اب لازم ہے کہ اس مقام سے فراغت حاصل کر کے فرع ثالث کی طرف التفات ہو کیونکہ جس قدر تفصیل مذکور ہوئی ہے مرد ہوشیار کے لئے کافی ہے ؎

نخواہم دریں نوع گفتن بسے　　　　کہ حرفے بس از کار بندد کسے

"میں اس سلسلہ میں کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا، اس لئے کہ اگر کوئی عمل کرے تو ایک حرف بھی بہت ہے"

تیسری فرع

غیبت کی درست صورتیں

جو صورتیں غیبت کی درست ہیں بلکہ بعضوں میں ثواب ہے، اور جن صورتوں میں اہلِ شرع نے جواز کا حکم دیا ہے، یہ ان کا بیان ہے۔

تنبیہ: امام نوویؒ شرح مسلم اور امام غزالیؒ احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت میں صفوریؒ نزہۃ المجالس میں اور فقیہ مطالب المؤمنین میں اور ملجیؒ عین العلم میں غیبت کی چھ صورتیں جائز لکھتے ہیں اور ابن عابدین شامیؒ ردالمحتار حاشیہ درمختار میں چار کا اضافہ کرکے دس صورتیں تحریر کرتے ہیں اور راقم الحروف تین صورتیں زیادہ نکال کر تیرہ لکھتا ہے اور ہر صورت کے جواز کی وجہ بھی لکھتا ہے۔

۱۔ شکایت ظلم با حاکم بالا — اگر قاضی یا مفتی یا دیوان یا کسی امیر نے کسی پر ظلم کیا تو اپنا حق پانے کے واسطے حاکمِ بالا کے سامنے اس کی شکایت کرنا درست ہے، کیونکہ اگر حاکمِ بالا کے سامنے ظالم کی غیبت نہ کرے گا تو اس کا حق برباد ہو جائے، اس کے علاوہ ہو سکتا ہے کہ حاکم کا ظلم بیان کر دینے پر حاکم بالا ظالم کو معزول کر دے تاکہ ہر شخص اس کے ظلم سے بچے، لہٰذا ان سب فوائد کے تحت یہ صورت درست ہے۔

ارشاد: شیخؒ کہتے ہیں کہ الشکایۃ والتحذیر لیسا من الغیبۃ ــــ "ظالم کی شکایت کرنا اور کسی فاسق کی غیبت لوگوں کو بچانے کی نیت سے درست ہے، بلکہ ظالم کا یا کسی کا عیب بیان کرنا تاکہ لوگ اس کی صحبت سے پرہیز کریں غیبت نہیں ہے۔" اس کو سیوطیؒ نے درمنثور میں بیہقی سے نقل کیا ہے، یہ صورت ان چھ صورتوں میں سے ہے جس پر غزالیؒ، صفوریؒ، ملجیؒ اور صاحب مطالب المؤمنین کا اتفاق ہے۔

آیت: خداوندِ عالم فرماتا ہے لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ــــ

ترجمہ "اللہ تعالیٰ کسی کی بدی کا اظہار کرنے کو پسند نہیں فرماتے مگر وہ شخص کہ جو مظلوم ہو اس کے لئے ظلم کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔"

دقیقہ: اللہ تعالیٰ کا مطلب لایحب سے یہ ہے کہ جو شخص کسی کی بدی کو آشکارا کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل کرے گا اور مراد جہر بالسوء سے یا دعا ہے جیسا کہ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعائے بد کو کسی کے حق میں پسند نہیں کرتا مگر ہاں جو شخص مظلوم ہو اس کو ظالم کے حق میں بد دعا کرنا درست ہے اور یا عیوب بیان کرنا ہے جیسا کہ بغوی نے مجاہد سے نقل کیا ہے اور یا دونوں مراد ہیں جیسا کہ تفسیر جلالین میں پسند کیا ہے، لہٰذا آیت کے معنی یہ ہوئے کہ جو شخص کسی کے عیوب آشکارا کرے گا یا کسی کے حق میں دعائے بد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے گا، مگر جو شخص مظلوم ہو اس کو ظالم کے حق میں بد دعا کرنا اور اس کی غیبت کرنا درست ہے، مثلاً کہنا کہ فلاں شخص نے ہمارے مال میں چوری کی، ہم سے سینہ زوری کی ہمارا مال چھین لیا ہماری امانت میں خیانت کی، اسی طرح ہر قسم کا ظلم بیان کرنا حاکم بالا کے سامنے اپنا حق لینے کے واسطے درست ہے۔

حکایت: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے بعض لوگوں سے مہمانی طلب کی ان لوگوں نے اس کی کچھ مہمانی نہ کی، اس شخص نے ان لوگوں کی شکایت شروع کی اور علی الاعلان ان کی برائیاں بیان کیں، صحابہؓ اس پر خفا ہوئے اور اس کی شکایت سے ناراض ہوئے فی الفور یہ آیت نازل ہوئی اور خدا نے مظلوم کو غیبت کرنے کی اجازت دی۔ (اس کو عبدالرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں نقل کیا ہے)

حکایت: قبیلہ کندہ اور شہر حضر موت کے دو آدمیوں میں باہم گفتگو ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرمی نے کندی کے باپ کی شکایت کی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے باپ نے میری فلاں زمین چھین لی ہے اور آپ مجھ کو دلا دیجیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب شرع اس مقدمہ کا فیصلہ کر دیا (اس کو ابوداؤد نے کتاب الدعاوی میں روایت کیا ہے)۔

۲۔ غیبت اصلاح عیوب | اگر کوئی شخص کسی عیب یا گناہ میں مبتلا ہے اس کی خبر ایسے شخص کے

پاس پہنچا تاکہ وہ اس عیب سے اس کو روکے گا اور اس کو نصیحت کرے گا، درست ہے کیونکہ اس غیبت سے اس کو فائدہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اس کام سے بچتا ہے، مثلاً اگر کسی شخص میں کچھ عیب ہے تو اس کے باپ کو اس سے خبردار کر دینا یا کسی امام کو آگاہ کر دینا۔ اگر قاضی رشوت وغیرہ لیتا ہو تو اس کی خبر سلطان کو کر دینا درست ہے تاکہ باپ یا امام وغیرہ اس شخص کو فعل بد سے باز رکھیں اور سلطان قاضی کو معزول کر دے یا تنبیہ کر دے تاکہ تمام مخلوق کو نفع ہو (یہ صورت مطالب المومنین عین العلم، سیرتِ احمدیہ، رد المحتار، تنویر الابصار، احیاء العلوم، نزہۃ المجالس اور شرح صحیح مسلم امام نووی رح اور منتخب النفائس میں ہے)۔

حکایت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت سعد رضی کوفہ کے عامل مقرر تھے لوگوں نے بہت سے امور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کی، ایک شکایت یہ بھی تھی کہ سعد رض اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے ہیں اور حالتِ نماز میں قراءت اچھی طرح نہیں کرتے، حضرت عمر رض نے یہ شکایت سُنی تو سعد رض کو معزول کر دیا اور حضرت عمر رض نے حضرت عمار رض کو عامل مقرر کیا اور ان لوگوں کو کچھ منع نہیں فرمایا، پھر سعد رض کو بلوایا اور ان سے شکایتوں کا حال پوچھا، اور کہا کہ اے سعد رض! یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نماز خوب نہیں پڑھتے ہو۔ سعد رض نے عرض کیا کہ جب چار رکعت ظہر کی، عصر کی یا عشاء کی پڑھتا ہوں تو پہلی دو رکعتیں طویل کرتا ہوں اور آخیر میں قرأت کم کرتا ہوں اور جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے میں بھی اسی طرح پڑھتا ہوں۔ عمر رض نے فرمایا سعد رض ہم کو تم سے ایسی ہی اُمید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھو گے (اس کو بخاری نے باب قراءۃ الامام والماموم میں روایت کیا ہے)۔

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ لوگوں کا عیب چھڑانے کے واسطے غیبت کرنا درست ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اہلِ کوفہ سعد رض کی شکایت نہ کرتے اور اگر انھوں نے شکایت کی بھی تھی تو حضرت عمر رض ان کی شکایت نہ سنتے کیونکہ غیبت سننا مثل غیبت کرنے کے ہے۔

حدیث: المستمع شریک المغتابین ــــ "غیبت سننے والا گناہ میں غیبت کرنے والے کا شریک ہے" (اس کو خزانۃ الروایات میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ابو اللحم رض نے اپنے غلام عُمیر کو گوشت بھوننے کا حکم دیا، جب وہ چلے گئے تو ایک

مسکین آیا اور عمیرؓ نے وہ گوشت بغیر مولیٰ کی اجازت کے اس فقیر کو دے دیا، جب ابو اللحمؓ کو معلوم ہوا تو اپنے غلام کو مارا، اس غلام نے یہ ماجرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اور اپنے مولا کی شکایت کی اس نیت سے کہ آپؐ اسے نصیحت فرمائیں گے، آپؐ نے اس شخص کو بلوایا اور کہا تم نے عمیر کو کیوں مارا۔ ابو اللحمؓ نے کہا، میری مرضی کے بغیر اس نے گوشت فقیر کو دے دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو اللحم یہ غلام جو صدقہ کرے گا اس کا آدھا ثواب تمہیں ملے گا، لہٰذا اس کے مارنے میں بے باکی نہ کیا کرو اور صدقہ کے باب میں غلام کو نہ مارا کرو (اس کو مسلم نے کتاب الصدقہ میں روایت کیا ہے)۔

اطاعتِ والدین

حکایت: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی ایک زوجہ تھیں اور وہ ان کو نہایت محبوب تھیں لیکن حضرت عمرؓ ان سے خفا رہتے تھے اور ہمیشہ اپنے فرزند سے کہا کرتے تھے کہ اس زوجہ کو طلاق دے دو، اور اس کو چھوڑ دو ہر چند حضرت عمرؓ کہتے تھے لیکن ابن عمرؓ اپنے والد کا کہنا نہیں مانتے تھے، ایک روز حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کی اور غیبت کی کہ میرا بیٹا میرا کہنا نہیں مانتا ہے اور میری مرضی کے خلاف کرتا ہے، اس نیت سے کہ آپؐ ابن عمرؓ کو نصیحت فرمادیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شکایت سنی تو حضرت ابن عمرؓ کو بلوایا اور ان کو حکم دیا کہ اپنے باپ کی تابعداری کرو اور اپنی زوجہ کو طلاق دے دو۔

(اس کو ابوداؤد نے باب برالوالدین میں روایت کیا ہے)۔

نصیحت: اس حدیث سے باپ کی اطاعت کی صاف تاکید سامنے آگئی، اس واسطے جابجا قرآن میں والدین کی اطاعت کی تاکید وارد ہوئی ہے اور جو شخص والدین کی مخالفت کرے اس کے باب میں بہت سختی وارد ہوئی ہے، لہٰذا ہر انسان پر لازم ہے کہ ان کی خدمت میں کمی نہ کرے اور ان کی تابعداری میں قصور نہ کرے۔

حکایت: حسن بصری رحؒ کے عہد میں ایک شخص تھا جو ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہتا تھا، اس کی ماں اسے بہت منع کرتی تھی لیکن وہ شخص ماں کا کہنا نہیں مانتا تھا اور اس کی ماں حسن بصریؒ کی خدمت میں آتی تھی اور اپنے فرزند کی شکایت کرتی تھی تاکہ حسن بصریؒ اس کے فرزند

کو کچھ نصیحت کریں اور راہِ راست کی طرف ہدایت کریں، حسنؒ بھی شکایتوں کو سُن سُن کے چپ رہتے تھے، یہاں تک کہ جب اس شخص کی موت قریب آئی تو اس کے دل میں وحشت سمائی اس نے اپنی ماں سے کہا کہ حسنؒ کو یہاں بُلا تاکہ مجھ کو توبہ سکھا دیں اور خدا سے میری مغفرت کرا دیں، اس شخص کی ماں حسنؒ کے پاس آئی اور اپنے فرزند کی تمنا بیان کی، حسنؒ چونکہ اس شخص سے بہت خفا تھے اس کے پاس نہ گئے جب وہ شخص حسنؒ کے آنے سے مایوس ہوا تو اپنی ماں سے کہنے لگا کہ جب میری رُوح نکل جائے تو تم میرے گلے میں ایک رسّی ڈالنا اور مجھ کو کھینچ کے پھراتا اور میری قبر گھر میں بنانا کیونکہ میں نہایت بد ہوں، میں نے زندگی میں لوگوں کو تکلیف دی، اگر میں قبر میں دفن ہوں گا تو اہلِ مقابر میری وجہ سے تکلیف پائیں گے، میرے قرب سے گھبرائیں گے۔

آخر رُوح نے پرواز کی ماں نے وصیت بجالانے کا قصد کیا کہ اچانک غیب سے آواز آئی اے عورت! یہ شخص ولی اللہ ہے حق تعالیٰ اس کے افعال سے آگاہ تھا تو اس کے ساتھ ایسی سختی نہ کر، جب اس کی ماں نے یہ آواز سُنی تو رسّی کو گلے سے نکال کر حسبِ وصیت اس کو گھر میں دفن کر دیا، جب تجہیز و تکفین اور تدفین سے فراغت ہوئی تو حسن بصریؒ آئے اور کہنے لگے کہ اے عورت! میں نے ابھی جناب باری کو خواب میں دیکھا ہے، خدا نے مجھ سے فرمایا کہ اے حسن! تو نے اس شخص کو میری رحمت سے نا امید کیا اور تو اس کے پاس نہ گیا، اور میں نے اس شخص کو بخش دیا اور اس کو جنت میں لے لیا۔ (یہ حکایت صفوری رحؒ نے نزہۃ المجالس میں لکھی ہے)۔

ھدایت: اس حکایت سے معلوم ہوا کہ جب دریائے رحمت جوش کرتا ہے تو ہر گناہ محو ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ شخص نہایت مجرم تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس شخص کو موت کے وقت خوف ہوا اور اس کا بدن دہشت سے لرزنے لگا لہٰذا خدائے تعالیٰ نے بھی اس کے گناہوں سے درگزر کیا، اسی واسطے انسان کو چاہیئے کہ فقط اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اعتماد نہ کرے اس کی مغفرت پر تکیہ نہ کرے بلکہ اس کی قہاریت کو بھی دیکھے اور دل میں نہایت خوف کرے۔

سلام کا جواب

حکایت: ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضؓ نے سلام کیا، انھوں نے جواب نہ دیا، حضرت عمر رضؓ نے یہ خبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچائی اور اُن سے کہا کہ آپ حضرت عثمان رضؓ کو نصیحت کریں اور ان کو جواب سلام کی تاکید کریں، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شکایت سُنی تو حضرت عثمان رضؓ کو نصیحت کی (یہ حکایت ملا علی قاری نے عین العلم کی شرح میں نقل کی ہے)۔

ھدایت: اس سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے ورنہ حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ کی شکایت نہ کرتے اور ان کے جواب نہ دینے پر بُرا نہ مانتے، اس واسطے مسئلہ یہ ہے کہ سلام کرنا سنتِ مؤکدہ ہے لیکن سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے، یہاں تک کہ اگر محفل میں صرف ایک شخص نے جواب دے دیا تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو گیا۔

نصیحت: اِس زمانے میں سلام کرنا بالکل متروک ہو گیا ہے اور ہاتھ اُٹھانے کا طریقہ رائج ہو گیا ہے خصوصًا امیروں میں اور عورتوں میں سلام کرنا بہت معیوب سمجھا جانے لگا ہے، اگر امیر کو کوئی شخص سلام کرے تو وہ نہایت خفا ہوتا ہے، بلکہ سلام کرنے والے کو سزا دینے کا قصد کر لیتا ہے۔ اگر کوئی عورتوں کو سلام کرلے تو عورتیں اس پر ہنستی ہیں اور اس سے خفا ہوتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتیں کہ امر دینی پر استہزا کرنا اور اس کو ناچیز سمجھنا کفر ہے۔

حکایت: ملک شام سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عامل نے لکھ بھیجا کہ ابو جندل نامی ایک شخص یہاں دائم الخمر ہے، اس نیت سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو نصیحت کر دیں، جب حضرت عمر رضؓ نے یہ شکایت سُنی ابو جندل کو خط میں نہایت تہدید کی اور یہ آیت لکھی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ ــــــ

"اللہ کے نام سے جو بہت مہربان بہت پیار کرنے والا ہے (لکھتا ہوں)، قرآن اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو زبردست ہے، خبردار ہے، گناہ بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب دینے والا اور صاحب قدرت ہے۔" جب ابو جندل نے یہ آیت پڑھی تو اپنے دل میں بہت نادم ہوا اور خمر کے استعمال سے توبہ کی (یہ حکایت امام غزالی نے احیاء العلوم کے باب الاعذار المرخصۃ للغیبۃ میں لکھی ہے)

ممانعت نوحہ

حکایت: جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہ، جعفر اور عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے مقتول ہونے کی خبر ملی آپؐ کو نہایت غم ہوا اور اصحاب اجلّہ کی شہادت سے نہایت الم ہوا، آپؐ مسجد میں غمگین بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر حضرت جعفرؓ کی عورتوں کا عیب بیان کیا اور تبلایا کہ وہ سب واویلا کر رہی ہیں، اس نیت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمادیں۔ جب آپؐ نے یہ شکایت سُنی تو اسی شخص سے فرمایا کہ جعفرؓ کی عورتوں کو نوحے سے روکو پھر وہ شخص آیا اور کہنے لگا کہ میرا کہنا عورتیں نہیں مانتی ہیں پھر آپؐ نے فرمایا کہ ان کو پھر منع کرو۔ تیسری مرتبہ پھر وہ شخص آیا اور پھر وہی بات کہی، اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ عورتیں کہنے سے نہیں رکتی ہیں تو ان کے مُنھوں میں مٹّی ڈال دو۔

(اس کو بخاری نے کتاب الجنائز میں روایت کیا ہے)۔

ھدایت: اس سے معلوم ہوا کہ میت پر نوحہ کرنا بہت منع ہے کیونکہ جس وقت انسان مرگیا ہلاکت میں پڑگیا اس کو عمر کے ضائع کرنے پر نہایت ندامت اور حسرت ہوئی تو ایسے وقت میں تو وہ کام کرنا چاہیئے جس سے اس میت کو کچھ فائدہ ہو اور رونے سے اس وقت کچھ فائدہ نہیں کیونکہ وہ تو اب زندہ ہو نہیں سکتا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ رونے سے مُردے کو عذاب ہوتا ہے اور نوحہ کرنے میں بے صبری اور انسان کی بے عقلی ظاہر ہوتی ہے اسی واسطے جب کوئی شخص مرجاتا ہے اور لوگ رونا شروع کرتے ہیں تو عزرائیل گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ اے لوگو! تم کیوں روتے ہو ہم نے اس پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا، بلکہ جب اس کا وقت معین آیا ہم نے اس کی روح قبض کرلی۔

نصیحت: اہلِ زمانہ رونے میں بے باک ہیں، کسی شخص کے مرنے کے بعد خوب چیختے ہیں، خصوصاً عورتیں کہ ان کا حال بیان سے باہر ہے اور مردوں پر تعجب ہے کہ عورتوں کو نوحے سے منع نہیں کرتے، بلکہ خود بھی شریک نوحہ ہوتے ہیں عورتوں کی طرح بیتاب ہوتے ہیں، بے وقوفوں کی طرح ماہی بے آب ہوتے ہیں، میت کے پلنگ کے پاس بیٹھ کر ایسا روتے ہیں کہ گویا عورتوں کے کان کاٹتے ہیں اور اگر کوئی ان سے کہتا ہے کہ اس قدر نوحہ کیسا ہے؟ تو خفا ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم پر کوئی مصیبت نہیں پڑی ہے، مشہور ہے کہ:

قدر مصیبت آں کس داند کہ بمصیبتی گرفتار آید ۔ ترجمہ "مصیبت کا اندازہ اسی کو ہوتا ہے جو خود مبتلائے مصیبت ہوتا ہے" اور یہ نہیں سمجھتے کہ آواز سے رونا آیا شرعاً درست بھی ہے یا نہیں، لوگوں کو چاہیئے کہ جب کوئی شخص مرے آنکھ سے رویا کریں نوحہ نہ کیا کریں، بلکہ عورتوں کو بھی نوحے سے منع کیا کریں، میت کو اس وقت کچھ ثواب بخشا کریں، اپنے اوقات کو مفت ضائع نہ کریں۔

سلام میں سبقت کرنے کی فضیلت

حکایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب حضرت ابو بکر رضؓ سے ملاقات کرتے تو پہلے خود السلام علیک کہتے ایک روز حضرت علی رضؓ نے خلاف معمول کیا یعنی پہلے سلام نہیں کیا، بلکہ جب حضرت ابو بکر رضؓ نے سلام کیا تو انھوں نے جواب دیا یہ ماجرا کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیشہ علی رضؓ ابو بکر رضؓ کو سلام کرتے تھے، آج جب ابو بکر رضؓ سے ملاقات ہوئی تو علی رضؓ نے سلام نہ کیا بلکہ جب ابو بکر رضؓ نے سلام کیا تو انھوں نے جواب دیا، یہ شکایت سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کو بلایا اور سلام نہ کرنے کا سبب پوچھا، حضرت علی رضؓ نے بیان کیا کہ میں ہمیشہ ابو بکر رضؓ کو سلام کیا کرتا تھا، رات کو خواب میں میں نے ایک باغ دیکھا، لوگوں سے پوچھا کہ یہ باغ کس کے واسطے ہے، کسی نے کہا یہ باغ اس کو ملے گا جو مسلمان کو پہلے سلام کرے گا، میں نے آج ابو بکر رضؓ کو اسی لئے سلام نہیں کیا تا کہ وہ خود پہلے سلام کریں اور اس باغ کے مستحق ہوں (یہ حکایت صفوری نے نزہۃ المجالس منتخب النفائس کے باب السلام میں شرح صحیح بخاری ابن ابی حمزہ سے نقل کی ہے)۔

امام کو لمبی قراءۃ کی ممانعت

حکایت: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب نماز پڑھاتے تو بڑی سورت تلاوت کرتے تھے، ایک روز ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معاذ رضؓ کی شکایت کی اور بیان کیا کہ ایک روز معاذ رضؓ نے نماز میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی، مقتدیوں کو اس سے نہایت تکلیف ہوئی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شکایت سنی تو معاذ رضؓ کو نصیحت کی اور فرمایا: اے معاذ رضؓ! تم فتّان ہو، لوگوں کو فتنے میں ڈالتے ہو، جب نماز پڑھا کرو تو

سورۂ واللیل اور سبح اسم ربک الاعلی پر کفایت کیا کرو، بہت طویل قرأت نہ کیا کرو۔
(ابوداؤد نے اس کو باب الادلۃ میں روایت کیا ہے)۔

ھدایت: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو نماز میں قرأت طویل نہ کرنی چاہیئے کیونکہ بعض مقتدی بیمار ہوتے ہیں، بعض ضعیف ہوتے ہیں قرأت طویل سے انھیں تکلیف ہوتی ہے اور نماز میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے لیکن جس قدر قرأت مسنون ہے اس سے حتی الوسع کمی بھی نہ کرنی چاہیئے، ہاں بضرورت کے وقت ایسا کر سکتے ہیں، چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے۔

نصیحت: اس زمانے کے لوگوں کی عجیب عادت ہے کہ جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو رکوع وسجود اور قرأت کا قطعی اہتمام نہیں کرتے ہیں صبح اور ظہر کی نماز میں والسماء ذات البروج، والسماء والطارق وغیرہ پر اکتفا کرتے ہیں حالانکہ سورۂ حجرات سے والسماء ذات البروج تک صبح اور ظہر کی نماز میں مسنون ہے اور جب امام ہوتے ہیں تو قرأت کو بہت طول دیتے ہیں، یہاں تک کہ حد مسنون سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں اور مقتدیوں کو تکلیف دیتے ہیں، اگر مقتدی دھوپ میں کھڑے ہوں تو ان کی طرف التفات نہیں کرتے، قرأت طویل سے سر وکار رکھتے ہیں، ان لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے افعال سے باز آئیں اور نماز میں قرأت مسنونہ کیا کریں یعنی صبح اور ظہر کی نماز میں سورہ حجرات سے والسماء ذات البروج تک اور عصر اور عشاء کی نماز میں والسماء والطارق سے اذا زلزلت الارض تک اور مغرب کی نماز میں اذا زلزلت الارض سے آخر تک جیسا کہ مسنون ہے پڑھا کریں، لیکن اگر مقتدیوں کو اس سے بھی تکلیف ہوا کرے تو چھوٹی سورتیں پڑھ لیا کریں۔

حکایت: اہل شام نے شراب کا استعمال شروع کیا بلکہ اس کے حلال ہونے کا فتویٰ بھی دے دیا اور دلیل میں یہ آیت پیش کی لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا ــــــ "جو لوگ ایمان لائے ہیں نیک عمل کرتے ہیں، کھانے میں ان لوگوں پر کچھ گناہ نہیں ہے (جس چیز کو چاہیں استعمال کریں)"۔

ان دنوں یزید بن ابی سفیان شام کے عامل اور حاکم تھے ان لوگوں کی شکایت حضرت عمرؓ

کو لکھ بھیجی۔ حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو بلوایا اور اپنے اصحابؓ سے ان کی شان میں مشورہ کیا اصحاب نے کہا اے عمرؓ ان لوگوں پر توبہ پیش کیجیے، اگر یہ لوگ توبہ کرلیں تو اسّی کوڑے ماریئے اور شراب پینے کی حد جاری کیجیے اور اگر توبہ نہ کریں تو ان کو قتل کیجیے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان پر توبہ پیش کی اور ان لوگوں نے اپنے اعتقاد سے توبہ کی۔ (اس حکایت کو ابوللیث سمرقندی نے تنبیہہ الغافلین کے باب الخمر میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: شام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک دوست تھا، ایک شخص شام سے آئے حضرت عمرؓ نے ان سے اپنے دوست کا حال پوچھا انھوں نے کہا کہ تمہارا دوست کبائر میں مبتلا ہے، حتیٰ کہ شراب میں بدمست رہتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ حال سُنا تو اپنے دوست کو ایک خط لکھا اور اس میں نہایت ڈرایا اور یہ آیت بھی اس میں درج کی حٰم تنزیل الکتٰب الخ جب اس شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو بہت رویا اور گناہوں سے توبہ کی (یہ حکایت احیاء العلوم میں حقوق صحبت کے پانچویں حق کے بیان میں مذکور ہے)۔

دقیقہ: کسی کا عیب بیان کرنا اور کسی کی غیبت کرنا، اس شخص کے سامنے جو اس کو اس عیب سے روک نہیں سکتا درست نہیں ہے کیونکہ اس غیبت میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔

حکایت: ایک شخص نے حجاج کو ابن سیرینؒ کے روبرو برا کہا، ابن سیرینؒ اس شخص پر خفا ہوئے اور اس کی غیبت سے ناراض ہوئے کیونکہ ابن سیرینؒ اس پر قادر نہ تھے کہ حجاج کو نصیحت کرتے، لہٰذا اس شخص کی طرف سے حجاج کی غیبت بلا فائدہ ہوئی، یہ حکایت انشاء اللہ تیسری فرع میں مذکور ہوگی۔

۳۔ حصول شرم کی غرض سے غیبت

راقم الحروف کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عیب میں مبتلا ہے تو اس کا عیب بیان کرنا اور اس کی غیبت کرنا کسی شخص کے سامنے اس نیت سے کہ جب وہ شخص سُنے گا کہ فلاں میرے عیب سے واقف ہوگیا ہے تو خود بخود شرما کے اس عیب کو چھوڑ دے گا، درست ہے چنانچہ بعض حکایات سے بھی یہ مضمون نکلتا ہے

حکایت: ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ہمسائے کی شکایت

کی، آپؐ نے صبر کرنے کا حکم فرمایا، پھر اس شخص نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی مضمون ارشاد فرمایا، جب تیسری مرتبہ اس شخص نے اپنے ہمسائے کی غیبت کی تو آپؐ نے فرمایا اپنے گھر کا اسباب راہ میں ڈال دے۔ جب تیرا ہمسایہ دیکھے گا تو خود بخود شرما کے تجھے تکلیف دینے سے رُکے گا، اس شخص نے اپنا اسباب راہ میں ڈال دیا، راہ میں جو شخص چلتا تھا پوچھتا تھا تم نے یہ اسباب یہاں کیوں پھینکا، یہ شخص کہتا تھا مجھ کو میرے ہمسائے نے تکلیف دی، اس سبب سے میں نے اپنا اسباب گھر سے نکال دیا، جب اس کے ہمسائے کو خبر پہنچی تو اس کو حیائی خود اس شخص کے پاس آیا اور اپنا قصور معاف کرایا اور اس کا اسباب اپنے گھر لے گیا اور تکلیف نہ دینے کا وعدہ کیا (اس کو امام غزالی نے باب حقوق الجوار میں نقل کیا ہے)

۴۔ غیبت بغرضِ استفتاء

اگر کسی عالم یا مفتی کے سامنے مسئلہ پوچھنے کے واسطے اور مسئلہ کی صورت بتانے کے واسطے کسی شخص کا عیب بیان کیا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، مثلاً کسی عالم سے کہے کہ فلاں شخص مجھ کو خرچ نہیں دیتا۔ میرا باپ مرگیا ہے اور فلاں شخص وصی ہے تمام مال و اسباب اپنے تصرف میں لاتا ہے مجھ کو ایک حبہ بھی نہیں دیتا، یا فلاں مکان بکا ہے اور میں اس کا شفیع ہوں، باوجود میری طلب کے فلاں شخص مجھ کو نہیں دیتا ہے، پس ایسی صورت میں کیا فتویٰ ہے (یہ صورت بھی احیاء العلوم اور نزہۃ المجالس، منتخب النفائس، سیرت احمدیہ، مطالب المؤمنین اور شرح صحیح مسلم امام نووی اور رد المحتار حاشیہ در مختار میں ہے)۔

حکایت: حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابو سفیان کی غیبت کی اور کہا کہ ابو سفیان رضؓ بخیل ہیں خرچ دینے میں تنگی کرتے ہیں، آپؐ اس باب میں کیا فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کو ابو سفیان رضؓ خرچ نہیں دیتے ہیں تو تم بغیر ان کی اطلاع کے ان کے مال سے بقدر حاجت لے لیا کرو (اس کو بخاری نے کتاب النفقات میں روایت کیا ہے)۔

حکایت: ایک عورت آئی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو میرے خاوند نے ایک طمانچہ مارا ہے، اس صورت میں کیا

مسئلہ ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بھی اپنے خاوند کو ایک طمانچہ مار اور اس سے بدلہ لے لے فی الفور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ الخ ——— "مرد عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں، خاوند بیویوں پر حکومت رکھتے ہیں" کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو نہایت فضیلت عطا کی ہے اور خاوند نے اپنی جائداد بھی نکاح میں خرچ کی ہے (اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اور سیوطیؒ نے درمنثور میں نقل کیا ہے)

حکایت: کچھ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم لوگ حج کی نیت سے اپنے گھروں سے نکلے جب ذات الصفاح میں پہنچے تو ہمارے ایک رفیق نے انتقال کیا، تجہیز و تکفین کے بعد جب ہم لوگوں نے ان کے دفن کرنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ ایک عظیم الشان سانپ بیٹھا ہوا ہے، ہم لوگوں نے اس قبر کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر قبر کھودی اس قبر میں بھی وہی سانپ نمودار ہوا، پھر ہم لوگوں نے تیسری قبر کھودی اس میں بھی وہی عذاب دکھائی دیا، اب کیا کریں اور اس شخص کو کہاں دفن کریں، حضرت ابن عباسؓ نے خیال کیا کہ یہ سانپ غضب الٰہی ہے اس کے گناہوں کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس پر مسلّط کیا ہے، اور ان لوگوں سے فرمایا یہ سانپ جناب باری کی طرف سے ہے اگر تم تمام زمین کھود دو گے تو بھی ہر جگہ اس سانپ کو پاؤ گے۔ لازم ہے کہ کسی قبر میں اس کو دفن کر دو اور اس کے واسطے دعائے خیر کرو (یہ حکایت تنبیہ الغافلین کے باب عذاب القبر میں ہے)۔

دقیقہ: اگرچہ معین کا نام لینا استفتاء کی صورت میں درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ کسی کا نام نہ لے اور کسی شخص کو معین نہ کرے بلکہ فرضی نام سے سوال کرے۔

حکایت: حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی پر زنا کا شبہ ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتویٰ پوچھنے کا ارادہ کیا لیکن اپنی بیوی کی غیبت نہ کی بلکہ عرض کیا، کہ حضرت اگر اپنی بیوی کو کسی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھے تو اس صورت میں کیا کرے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ یہ قصہ عویمرؓ کی بیوی کا ہے آپؐ نے فرمایا عویمرؓ اللہ تعالیٰ نے لعان کا حکم دیا ہے، قرآن مجید میں یہ مضمون سورۂ نور میں نازل کیا گیا ہے، تم اپنی بیوی کو حاضر کرو اور لعان کر لو حضرت عویمرؓ اور ان کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں لعان ہوا جیسا کہ تفصیل لعان کی کتب فقہ میں مذکور ہے (اس قصّے کو امام مالکؒ نے مؤطا کی کتاب اللعان میں بیان کیا ہے)۔

۵۔ غیبت بغرض اطلاع حال

راقم الحروف کہتا ہے کہ لوگوں کے اوصافِ قبیحہ کو بیان کرنا اور ان کے اعمالِ شنیعہ کو عیاں کرنا کسی عالم یا زاہد یا نبی یا امام کے سامنے درست ہے، اس غرض سے کہ یہ عالم یا نبی اس شخص کی شان میں کچھ ارشاد فرمادیں، جس طرح صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم لوگوں کے اوصافِ بد کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیان کرتے تھے اور کبھی برائیاں بھی عیاں کرتے تھے لیکن ان کی غرض مسلمانوں کی ذلت نہیں ہوتی تھی کسی بھائی کی تنقیص منظور نہیں ہوتی تھی بلکہ صحابہؓ کا اس سے مقصد یہ تھا کہ شاید حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مضمون کو سُن کر اس شخص کا حال بیان کریں اور ہم لوگوں کو بھی خبردار کریں۔

حکایت: ایک روز صحابہ رضؓ نے ایک عورت کا ذکر کیا کہ وہ بہت بخیل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں بخل کی صفت ہے تو وہ جہنمی ہے ؎

بخیل از بود زاہد بحر و بر بہشتی نہ باشد بحکم خبر!

"بخیل اگرچہ بحر و بر میں مانا ہوا زاہد ہو لیکن وہ بہشتی نہیں ہو سکتا حدیث کے حکم کی وجہ سے"۔
(اس حکایت کو امام غزالی نے کتاب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)

حکایت: ایک جنازہ گذرا، صحابہؓ نے اس کی تعریف کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت ـــــ "واجب ہوگئی" اس کے بعد دوسرا جنازہ گذرا صحابہ رضؓ نے اس کی برائی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت ـــــ "واجب ہوگئی" حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دونوں مرتبہ کلمہ وجبت ارشاد فرمایا، لیکن اس کا مطلب نہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے اوّل میت کی تعریف کی اس پر جنت واجب ہوگئی اور دوسری میت کی برائی کی اس پر دوزخ واجب ہوگئی، کیونکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہ ہو جس کی تعریف کروگے معلوم ہوگا کہ وہ جنتی ہے اور جس کی برائی کروگے ظاہر ہوگا کہ وہ جہنمی ہے (اس کو ابن ماجہ قزوینی نے

ابواب الجنائز میں روایت کیا ہے)۔

دقیقہ: اس مقام پر ایک شک ہوتا ہے وہ یہ کہ مُردے کی غیبت حرام ہے چنانچہ اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے، کیونکہ مرنے کے بعد کسی کو معلوم نہیں کہ مرحوم ہے یا ملعون لہذا صحابہؓ نے مُردوں کی غیبت کیسے کی؟ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غیبت سُن کر خاموشی کیوں اختیار کی؟ اس شک کے جواب میں لوگ غلطاں و پیچاں ہو گئے ہیں جامع صغیر فی حدیث البشیر النذیر کی شرح میں علامہ عزیزی لکھتے ہیں کہ صحیح جواب یہ ہے کہ جس کی بُرائی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کی، حالتِ زندگی میں وُہ فاسقوں میں سے ہوگا، اسی واسطے صحابہؓ نے بعد مرگ اس کی غیبت کی کیونکہ فاسق کی غیبت درست ہے، راقم الحروف کہتا ہے کہ اس جواب کی صحت میں دو وجہ سے کلام ہے، ایک یہ کہ اس میت کی جس کی برائی صحابہؓ نے بیان کی تھی فاسق ہونا بتصریح ثابت نہیں ہے لہذا اس جواب میں مرتبۂ یقین حاصل نہیں ہے، دوسرے یہ کہ کل اموات کی غیبت حرام ہے خواہ زندگی کی حالت میں فاسق ہوں یا زاہد، ہاں فاسقوں کی غیبت کرنا اور ان کے عیوب بیان کرنا اور ان کے عذاب کو مرنے کے بعد لوگوں کو ڈراتے کے واسطے عیاں کرنا درست ہے چنانچہ اس کی تفصیل انشاء اللہ آدے گی، اور اس میت کی بُرائی سے صحابہؓ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کسی کو ڈرانا منظور نہ تھا، لہٰذا اس کی غیبت کیونکر درست ہوئی، راقم الحروف کہتا ہے کہ صحیح جواب یہ ہے کہ یہ غیبت صحابہؓ کی طرف سے بہ نیّت ذلت نہ تھی، بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس باب میں کچھ ارشاد فرماویں اس واسطے یہ غیبت درست ہوئی، واللہ اعلم بالصواب فعندہ ام الکتاب

حکایت: ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت نماز بہت پڑھتی ہے، روزہ بہت رکھتی ہے مگر اپنے ہمسایوں کو بہت تکلیف دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عورت دوزخی ہے پھر اس شخص نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت ہر طرح کی عبادت کرتی ہے اور ہمسایوں کو تکلیف بھی نہیں دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عورت جنتی ہے (اس کو احمد بن حنبل رح نے روایت کیا ہے اور خطیب تبریزی نے مشکوٰۃ المصابیح کے باب الشفقۃ علی الخلق میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ: بعضوں کا مذہب ہے کہ کسی شخص کی امور دنیویہ میں غیبت کرنا اور دین کے بارے میں کسی کے عیوب کو بیان کرنا مضائقہ نہیں رکھتا ہے کیونکہ صحابہ رضؓ نے بھی اعمال میں لوگوں کی غیبت کی ہے اور لوگوں کی صفتِ بد ظاہر کی ہے، چنانچہ احادیث اس سلسلے میں مروی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ امور دینیہ میں اگر غیبت کسی فائدہ کے پیشِ نظر ہے تو درست ہے جیسا کہ صحابہؓ نے غیبت کی ہے ورنہ درست نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب۔

۶۔ غیبت فاسق معلن

جو شخص فاسق معلن ہو، یعنی آشکارا گناہ کرتا ہو مثلاً نماز نہ پڑھتا ہو یا لوگوں پر ظلم کرتا ہو یا زنا کرتا ہو یا روزہ چھوڑنے کی عادت رکھتا ہو تو اس کی غیبت بہ نیت تذلیل درست ہے اسی واسطے زہاد علماء ظالم بادشاہوں کی غیبت کیا کرتے تھے، چنانچہ حکایتوں سے معلوم ہوگا (یہ صورت نزہۃ المجالس منتخب النفائس ردالمحتار شرح مسلم نووی، سیرت احمدیہ اور تنبیہ الغافلین میں ہے)۔

ارشاد: سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: ثلثۃ لیست لھم غیبۃ الامام الجائر والفاسق المعلن بفسقہ والمبتدع الذی یدعو الناس الی بدعتہ "تین شخصوں کی غیبت درست ہے ایک امام ظالم، ایک وہ شخص جو گناہوں میں علی الاعلان مبتلا رہتا ہو، تیسرا وہ شخص جو بدعت میں مبتلا ہو اور لوگوں کو بدعت سکھاتا ہو"

(اس کو سیوطیؒ نے درمنثور میں بیہقی سے نقل کیا ہے)۔

ارشاد: حسن بصریؒ فرماتے ہیں ثلثۃ لاغیبۃ لھم صاحب الھوی والفاسق المعلن بفسقہ والامام الجائر ——— "تین شخصوں کی غیبت جائز ہے، ایک جو اپنے نفس کا متبع ہو اور مبتدع ہو، دوسرا فاسق معلن تیسرا سلطان ظالم"

(اس کو امام غزالی رحۃ نے احیاء العلوم کے باب الاعذار المرخصۃ للغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد: فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں الغیبۃ علی اربعۃ اوجہ فی وجہ ھی کفر وھو ان یغتاب المسلم فقیل لہ لا تغتب فیقول لیس ھذا الغیبۃ وانا صادق فی ذلک فقد استحل ما حرم اللہ ومن استحل ما حرم اللہ فقد کفر واما الوجہ الذی ھو نفاق فھو ان یغتاب انسانا فلا یسمیہ عند من یعرف انہ یرید بہ فلانا فھو یغتابہ

ويرى من نفسه انه متورع واما الوجه الذى هو عاص فهو ان يغتاب انسانا ويسميه ويعلم انها معصية فهو عاص وعليه التوبة والرابع ان يغتاب فاسقا معلنا بفسقه اوصاحب بدعة فهو ماجور لانهم يحذرون منه اذا عرفوا حاله ــــــــ

"غیبت کی چار قسمیں ہیں، پہلی قسم یہ ہے کہ انسان غیبت کرے اور جب اس سے کہا جائے کہ غیبت نہ کر، تو کہے یہ غیبت نہیں ہیں اس شخص کے صحیح عیب بیان کر رہا ہوں اس صورت میں غیبت کرنے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ حرام کو حلال کہنا کفر ہے، دوسری قسم یہ ہے کہ انسان کسی کی غیبت کرے اور اس کا نام نہ لے، لیکن سامعین سمجھ جاتے ہوں کہ یہ فلاں شخص کی غیبت کر رہا ہے تو اس صورت میں غیبت کرنے والا منافق ہے کیونکہ ظاہر میں غیبت سے بچتا ہے اور اس شخص کا نام نہیں لیتا ہے لیکن درحقیقت غیبت میں مبتلا ہے، تیسری قسم یہ اگر کسی کی غیبت کرے اور نام کی بھی تعیین کرے اور غیبت کی بدی سے بھی واقف ہے تو اس صورت میں وہ شخص گناہگار ہوگا چوتھی قسم یہ کہ کسی فاسق کی غیبت کرے اس صورت میں غیبت کرنے والے کو ثواب ہوگا، کیونکہ جب لوگ اس غیبت کو سُنیں گے تو اس فاسق سے بچیں گے۔"

دقیقہ: راقم الحروف غفر لہ الغفور لکھتا ہے کہ فاسق معلن کی غیبت درست ہونے کی سمرقندی نے یہ وجہ لکھی ہے کہ فاسق کی غیبت سے لوگ ڈریں گے اور اس کی صحبت سے بچیں گے، اس واسطے یہ غیبت درست ہے لیکن یہ وجہ تام نہیں ہے کیونکہ ایسا فاسق معلن جس کے احوال سے سب واقف ہوں اور اس سے ڈرتے ہوں اس کی غیبت بھی درست ہے حالانکہ اس غیبت سے وہ فائدہ نہیں ہے بلکہ فاسق کی غیبت درست ہونے کی دو وجہیں ہیں پہلی وجہ یہ کہ شاید بسبب غیبت کے فاسق اپنے اعمال سے باز رہے اور جب سُنے کہ ہم کو لوگ مجلسوں میں برا کہا کرتے ہیں تو شاید ان کو حیا آئے اسی واسطے جو شخص فاسق ہو اسکو سلام کرنا مکروہ ہے، چنانچہ یہ مسئلہ کتب فقہ میں موجود ہے تاکہ اس فاسق کو تنبیہ ہو اور اپنے افعال سے نفرت ہو، دوسری وجہ یہ ہے کہ فاسق معلن کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ عزت نہیں ہے اسی واسطے وارد ہوا ہے۔

حدیث: اذا مدح الفاسق غضب الرب تعالی ــــــــ "جب کوئی شخص فاسق

کی تعریف کرے تو اللہ تعالیٰ اس تعریف سے بہت خفا ہوتا ہے اور دریائے غضب جوش میں آجاتا ہے۔" (اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے اور مشکوٰۃ المصابیح کے باب حفظ اللسان میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے)۔ لہذا بندوں کو بھی فاسق کی عزت نہ کرنی چاہیے، لیکن شرع سے بھی متجاوز نہ ہونا چاہیے بلکہ اس طرح سے کہ شرع میں قدم ثابت رہے اسی واسطے صحابہؓ منافقین اور کافرین کے عیوب بیان کیا کرتے تھے اور علمائے حق سلاطین کی کچھ عزت نہیں سمجھتے تھے واللہ اعلم بالصواب

حکایت: ہارون رشید علماء سے نہایت محبت رکھتے تھے اور صلحاء کی ہمنشینی اختیار کرتے تھے، جب ہارون خلیفہ ہوئے تو سب علماء مبارک بادی دینے کے لئے آئے مگر سفیان بن سعید المنذر الثوری نہ آئے تو ہارون نے ایک خط ثوری کو لکھا اور اس میں یہ مضمون درج کیا کہ "اے سفیان! میں نے تم سے دوستی کی تھی اب تک میں نے الفت کی رسی نہیں توڑی اگر میں سلطان نہ ہوتا تو تمہارے پاس آتا اور جب میں سلطان ہوا سب لوگ میرے پاس آئے مگر تم نہ آئے، اے سفیان! میں نے بیت المال کھولا اور سب کو مال دیا اور میں تمہارا بہت مشتاق ہوں فی الفور تم اس طرف کا قصد کرو اور میرے پاس آؤ۔ فقط" ہارون نے یہ خط لکھ کر عباد طالقانی کو دیا اور سفیان کے پاس کوفہ روانہ کیا۔

جب عباد کوفہ پہنچا اور سفیان کی مسجد سامنے آئی تو ابو سفیان نماز پڑھ رہے تھے عباد نے ہارون کا خط سفیان کے سامنے پھینک دیا، جب سفیان نے سلام پھیرا، اس خط کی کچھ عزت نہ کی، ہارون کی سلطنت کی کچھ حقیقت نہ سمجھی، لوگوں سے کہا یہ خط ہارون ظالم کا آیا ہے، میں اس کو ہاتھ نہ لگاؤں گا، اپنے ہاتھ کو اس خط کے چھونے سے خراب نہ کروں گا تم لوگ اس خط کو کھولو اور اس کا مضمون مجھ کو سناؤ، لوگوں نے خط کھولا اور اس کا مضمون ان کو سنایا، سفیان نے کہا، اس کا جواب اسی خط کی پشت پر لکھ دو، لوگوں نے کہا اے سفیان ہارون سلطان ہے اس کے واسطے خط الگ سے لکھنا بہتر ہے، سفیان نے کہا اس ظالم کے خط کا جواب اسی کاغذ پر لکھو چنانچہ یہ مضمون اس میں لکھوایا کہ: "اے ہارون! میں نے رشتۂ الفت کو توڑا اور تیری محبت سے منہ موڑا تو نے بیت المال کا مال مصرف میں خرچ نہیں کیا مال کو ضائع کیا، قیامت میں ہم اس کی گواہی جناب باری کے سامنے دیں گے اور تیری حقیقت کو

کھول دیں گے، اے ہارون! تو نے علماء کی صحبت چھوڑی، ایمان کی لذت غارت کی، سلطنت کو تُو نے اختیار کیا، وبالِ عظیم کو اپنی گردن پر لیا، اے ہارون! تو تخت پر بیٹھا، ریشمی لباس کا استعمال شروع کیا، ظالم بننا پسند کیا، بلکہ ظالموں کا امام ہوا، اے ہارون! تیرا کیا حال ہوگا جب اہلِ حق تیرے دامن گیر ہوں گے، تیری نیکیاں لیں گے اپنی بدیاں تجھ کو دیں گے، اے ہارون! یہ وصیت یاد رکھ اور خدا سے خوف کر، اے ہارون! اب تم مجھ کو خط نہ لکھنا، میری ملاقات کا ہرگز خیال نہ کرنا۔ فقط۔"

سفیان نے یہ عبارت ہارون کے خط کی پشت پر لکھوا دی اور عباد نے اس خط کو ہارون تک پہنچایا، ہارون کو اس خط کے دیکھنے سے نہایت خوف ہوا اور تادم واپسیں وہ خط ان کے پاس رہا (یہ حکایت امام غزالیؒ نے باب امر الامراء بالمعروف میں لکھی ہے)۔

حکایت: ابو الدنیا طاؤس نے روایت کیا ہے کہ میں ایک روز حجاج کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے زور سے لبیک کہا، حجاج نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس شخص کو حاضر کرو، جب وہ شخص آیا حجاج نے پوچھا اے شخص تیرا وطن کہاں ہے، اس نے کہا میرا مسکن یمن معدن ایمان ہے، حجاج نے پوچھا کہ اے شخص! یمن کے حاکم محمد بن یوسف کو جو کہ میرا بھائی ہے تو نے کس حال میں چھوڑا، اس نے کہا محمد بن یوسف مرد جسیم تھا، ریشمی کپڑوں کی عادت تھی حجاج نے کہا اے شخص! میں محمد بن یوسف کے لباس اور بدن اور صورت کا حال نہیں پوچھتا ہوں، بلکہ اس کی خصلتوں کے بارے میں استفسار کرتا ہوں، اس شخص نے بلا خوف صاف صاف کہنا شروع کیا،

اے حجاج محمد بن یوسف کی خصلت یہ تھی کہ مسلمانوں پر نہایت ظلم کرتا تھا، اپنے مولیٰ کی مخالفت کرتا تھا، ہمنشینوں کی اطاعت کرتا تھا یہ سُن کر حجاج خفا ہوا اور کہنے لگا اے شخص! کیا تو نہیں جانتا کہ میرے نزدیک محمد بن یوسف کا کیا مرتبہ ہے، وہ میرا بھائی ہے تو میرے سامنے کس طرح میرے بھائی کے عیوب بیان کر رہا ہے، اس شخص نے جواب دیا کہ اے حجاج! جتنا مرتبہ تیرے نزدیک تیرے بھائی کا ہے اس سے زیادہ مرتبہ میرا اللہ کے نزدیک ہے کیونکہ میں حاجی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہوں، جب یہ بیباکانہ کلام حجاج

نے سُنا تو چُپ ہو رہا۔

طاؤس کہتے ہیں جب وہ شخص حجاج کے گھر سے باہر نکلا تو میں بھی اس کے ساتھ ہو لیا، اور اس سے کہا، اے شخص میں تجھ سے دوستی چاہتا ہوں اور مصاحبت کی آرزو رکھتا ہوں اس شخص نے کہا اے طاؤس! تمھاری بزرگی میرے نزدیک کچھ نہیں ہے، کیونکہ تم ابھی سلطان کے پہلو میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا اے شخص! حجاج چونکہ زبردست سلطان تھا اور اس نے مجھ کو طلب کیا، مجبوراً مجھ کو جانا پڑا، اس شخص نے کہا اے طاؤس! تم نے حجاج کو نصیحت کیوں نہیں کی اور اس کو تعلیم کیوں نہیں دی اس کی کیا ضرورت تھی کہ تم بھی اس کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھے اور آرام لینے لگے۔

(یہ حکایت دمیری نے حیٰوۃ الحیوان میں طاؤس کے ذکر میں بیان کی ہے)۔

دقیقہ: فاسق کی غیبت فقط امور دین میں درست ہے مثلاً، اس امر کا تذکرہ کرنا کہ وہ شخص نماز کا تارک ہے یا روزہ نہیں رکھتا ہے یا غیبتیں کیا کرتا ہے یا لوگوں کو قتل کرتا ہے، یا زنا کرتا ہے وغیر ذلک اور فاسق کے بدن کے، لباس کے یا صورت کے عیوب بیان کرنا درست نہیں کیونکہ یہ اس کے اختیاری اوصاف نہیں ہیں لہذا ان اوصاف میں غیبت کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے چنانچہ اس کی تصریح نزہۃ المجالس اور سیرۃ احمدیہ وغیرہ میں موجود ہے۔

۷۔ غیبت بغرض حفاظت اگر کسی شخص کے سبب سے کسی کو ضرر پہنچتا ہو اور وُہ ضرر سے واقف نہ ہو تو ضرر پہنچانے والے کی غیبت کرنا درست ہے تاکہ اس کے سبب سے لوگوں کو ضرر نہ ہو مُسلمانوں کو مضرت نہ ہو (یہ صورت احیاء العلوم اور نزہۃ المجالس، سیرۃ احمدیہ، عین العلم، تنبیہ الغافلین، مطالب المومنین، در مختار اور شرح صحیح مسلم میں ہے) اس صورت کی کئی مثالیں ہیں۔

دقیقہ: پہلی مثال، اگر کوئی شخص فاجر ہو، پوشیدہ عیوب میں مبتلا ہو اور کوئی عالم یا زاہد اس کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہو اور اس امر کا خوف ہے کہ اگر یہ عالم اس شخص کے عیوب سے واقف نہ ہوگا تو خود بھی خراب ہو جائے گا، لہذا اس شخص کے عیوب پر لوگوں

کو مطلع کرنا اس خیال سے کہ لوگ اس سے ڈریں اور اس کی صحبت سے بچیں، درست ہے اسی واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کی شکایت کی ہے، بعضوں پر لعنت کی ہے تاکہ لوگ اس کے عیبوں سے واقف ہوں اور اس کی صحبت سے اجتناب کریں۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اترغبون عن ذکر الفاجر بما فیہ اھتکوہ حتی یعرفہ الناس اذکروہ بما فیہ حتی یحذرہ الناس "کیا تم فاجر کے ذکر سے جو کہ فسق کرتا ہو بچتے ہو اس کو لوگوں کے سامنے ذلیل کرو اور اس کے عیوب بیان کرو تاکہ لوگ اس سے ڈریں"۔

(یہ حکایت امام غزالی نے احیاء العلوم کے باب الاعذار المرخصۃ للغیبۃ میں نقل کی ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذکروا الفاسق بما فیہ یحذرہ الناس ——— "تم فاسق کے عیبوں کا ذکر کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں" (یہ حدیث جواہر التفسیر میں اور نزہۃ المجالس میں اور منتخب النفائس کی کتاب الغیبۃ میں مہذب سے منقول ہے)

دوسری مثال: اگر کوئی شخص لوگوں کو تکلیف دیتا ہو تو اس کے اس عیب کو ظاہر کرنا کہ فلاں سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے یا فلاں شخص دو آدمیوں میں چغل خوری کرکے فساد کرتا ہے درست ہے، اسی واسطے لازم ہے کہ جب بائع سے کوئی غلام یا لونڈی خریدے تو اس میں جو عیب ہو اس کو ظاہر کردے تاکہ مشتری مطلع ہو جائے اور تکلیف نہ اٹھائے۔

حکایت: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو جب ابو عمرو بن حفص نے طلاق دی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے نکاح کا پیغام بھیجا، فاطمہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ رضی اللہ عنہ فقیر ہیں ان کے ساتھ نکاح نہ کرو اور ابوجہم عورتوں کو بہت مارتا ہے، اپنے کندھے سے چھڑی نہیں اتارتا، بلکہ تم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کر لو (یہ حکایت جواہر التفسیر میں مذکور ہے)۔

حکایت: ایک شخص اپنے غلام کو کسی کے ہاتھ بیچنے لگا، اور بیچتے وقت خریدار سے کہہ دیا کہ اس غلام میں کچھ عیب نہیں ہے مگر یہ کہ چغل خور ہے خریدار نے کہا کچھ مضائقہ نہیں ہے جب خریدار نے اس غلام کو خرید لیا تو غلام نے فساد پھیلا دیا اس طرح کہ اپنے مولیٰ

کی بیوی سے جاکے کہا کہ تیرا خاوند تجھ سے محبت نہیں رکھتا بلکہ دوسری عورت لانا چاہتا ہے اس کی دوا یہ ہے کہ جب تیرا خاوند سوئے تو اُسترا لے کے اس کی گدی کے بال مونڈنا اگر ایسا کرگی تو وہ تجھ سے محبت کرے گا اور اپنے مولیٰ سے جا کے کہا کہ تمھاری بیوی تمھیں ذبح کرنا چاہتی ہے ایک روز اس کا مولیٰ یونہی آنکھ بند کر کے لیٹ گیا وہ عورت غلام کے کہنے کے مطابق اُسترا لائی خاوند نے آنکھ کھول کر دیکھا تو سمجھا کہ واقعی یہ عورت مجھ کو ذبح کرنے آرہی ہے، فی الفور اسے قتل کر ڈالا، جب یہ خبر اس عورت کے وارثوں کے پاس پہنچی تو انھوں نے اس آدمی کو مار ڈالا اس غلام کی چغل خوری کے سبب یہ فساد عظیم واقع ہوگیا۔ (یہ حکایت احیاء العلوم کی کتاب الغیبۃ میں ہے)۔

تیسری مثال: جب کوئی مقدمہ قاضی کی عدالت میں دائر ہو اور مدعی اپنے دعوے کے اثبات کے واسطے گواہ لادے تو اگر مدعی علیہ کو گواہوں کے عیوب معلوم ہوں اور ان کا جھوٹا ہونا معلوم ہو تو ان گواہوں کے کذب کو ظاہر کر دے تاکہ مقدمہ خلاف واقع فیصل نہ ہوجائے واللہ اعلم ؂

دقیقہ: اگر کوئی شخص پوشیدہ گناہوں میں مبتلا ہے، ہر طرح کا فسق وفجور کرتا ہے لیکن اس کے گناہوں سے کسی کو ضرر نہیں پہنچتا تو اس کی غیبت درست نہیں اور اس کا عیب ظاہر کرنا اور لوگوں کو اس پر مطلع کرنا جائز نہیں ہے بلکہ جو شخص کسی کے عیب کو مشتہر کرتا ہے خدائے تعالیٰ بھی اس کے عیوب پر لوگوں کو مطلع کر دیتا ہے، اسی واسطے جو شخص عیب فاش کرنے کی عادت رکھتا ہو ہمیشہ لوگوں کی غیبت کرتا ہو اس سے دوستی نہ کرنی چاہیئے اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا بھی نہ چاہیئے۔

ارشاد: بعض اکابر کا قول ہے لا تصحب من الناس الا من یکتم سرک ویستر عیبک فان لم تجدہ فلا تصحب الا نفسک ——— "صرف اس شخص کے ساتھ اٹھو بیٹھو، جو تیرا عیب چھپا دے اور تیرے اسرار کو ظاہر نہ کرے اور اگر ایسا شخص نہ ملے تو کسی کی ہمنشینی نہ اختیار کرو بلکہ اپنے نفس کی رفاقت اختیار کرو۔"

(یہ احیاء العلوم کے باب الصفات المشروطہ للصحبۃ میں منقول ہے)۔

ارشاد: زید بن اسلم فرماتے ہیں انما الغیبۃ لمن لم یعلن بالمعاصی "جو شخص عیوب آشکارا نہ کرتا ہو بلکہ پوشیدہ گناہوں میں مبتلا رہتا ہو اس کی غیبت البتہ غیبت ہو گی اور اگر کوئی آشکارا عیوب میں ڈوبا رہتا ہو تو اس کی غیبت، غیبت نہ ہو گی"۔ (اس کو درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من ستر عورۃ اخیہ المسلم ستر اللہ عورتہ یوم القیٰمۃ۔ ومن کشف عورۃ اخیہ المؤمن کشف اللہ عورتہ ——— "جو شخص مسلمان بھائی کے عیوب کو چھپا دے گا خدا تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیبوں کو چھپا دے گا اور جو شخص مسلمان بھائی کے پوشیدہ گناہوں کو ظاہر کرے گا خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کو بھی ظاہر کرے گا"۔ (اس کو نزہۃ المجالس کے باب الاحسان الی الیتیم میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یستر عبد عبداً فی الدنیا الاستره اللہ یوم القیٰمۃ ——— "جو بندہ بھی کسی کے عیب کو چھپا دے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب کو چھپا دے گا"۔ (اس کو مسلم نے باب الغیبۃ میں روایت کیا ہے)۔

۸۔ بے حیا کی غیبت

بے حیا کی غیبت درست ہے یعنی جو شخص ظاہر میں ہر طرح کے عیبوں میں مبتلا رہتا ہے اور اگر اس کو کوئی برا کہے تو کچھ اثر نہ لے، حیا اس کے پاس نہیں آتی ہے شرم اس سے کوسوں دور بھاگتی ہے ؎

کہتے ہیں غیبت ہے اس کی ہاں روا
گر کرے کوئی کبائر بر ملا

اسی واسطے صحابہؓ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی غیبت کرتے تھے اور ان پر طعن کرتے تھے اس سبب سے کہ وہ بے حیا تھے اپنے عیب کو ہنر سمجھتے تھے، یہ صورت احیاء العلوم، عین العلم سیرۃ احمدیہ، درمختار اور ردالمحتار اور مطالب المؤمنین میں ہے۔

حدیث: من القی جلباب الحیاء فلا غیبۃ لہ ——— "جو شخص حیا کے پردے کو ڈال دے اور نقاب شرم اپنے منہ سے اٹھا لے اس کی غیبت درست ہے"۔ (اس کو ابو الشیخ نے روایت کیا ہے اور ملا علی قاری نے شرح عین العلم میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد: سعدیؒ فرماتے ہیں، تین شخصوں کی غیبت درست ہے، ایک بے حیا، دوسرے

سلطان ظالم، تیسرے وہ شخص جو پوشیدہ عیوب میں مبتلا رہتا ہے اور لوگوں کو ضرر پہنچاتا ہے۔

سہ کس را شنیدم کہ غیبت رواست چوں زیں در گذشتی چہارم خطاست

"تین آدمیوں کی غیبت میں نے سُنا ہے جائز ہے اس سے آگے چوتھے آدمی کی غیبت غلط ہے (درست نہیں)"

یکے پادشاہ ملامت پسند کزو بر دلِ خلق بینی گزند

"ایک ملامت پسند بادشاہ، اس لئے کہ اس کی وجہ سے تم لوگوں کے قلب کو دکھی پاؤگے"

حلال ست ازو نقل کردن خبر مگر خلق باشند ازو پُر حذر

"ایک کے بارے میں لوگوں کو خبر کرنا حلال ہے۔ تاکہ لوگ اس سے احتراز کریں"

دوم پردۂ بے حیائی بتن کہ خود می درد پردۂ خویشتن

"دوم وہ شخص جس نے بے حیائی کا پردہ پہن رکھا ہو کہ وہ خود ہی اپنی پردہ دری کرتا ہے"

ز حوضش مدارا اے برادر گناہ کہ او می در افتد بگردن بچاہ!

"اس کی عیب جوئی میں گناہ کا مرتکب مت ہو کہ وہ تو خود گردن تک کنوئیں میں گرا ہوا ہے"

سوم کژ ترازوئے ناروا ست خو زفعل بدش ہرچہ دانی بگو

"سوم کم تولنے والا۔ اس کے اعمال کے بارے میں تم کو جو کچھ معلوم ہے کہو"

حکایت: حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد ایک روز ایک عراقی شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مچھر کے خون کا مسئلہ پوچھا کہ اگر کپڑے میں مچھر کا خون لگ جائے تو اس کپڑے میں نماز درست ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عمرؓ نے قاتلان حسینؓ پر طعن کرکے فرمایا کہ، اللہ اکبر! یہ عراقی اس قدر متقی ہو گئے کہ خونِ مچھر سے احتیاط کرتے ہیں اور حسینؓ کو انہی عراقیوں نے شہید کیا، اس وقت احتیاط کو کچھ دخل نہ دیا۔

(اس کو ترمذی نے مناقب حسین رضؓ میں روایت کیا ہے)۔

۹۔ غیبت بطور حسرت وافسوس

غیبت کرنا بطور افسوس کے درست ہے۔ یہ صورت خزانۃ الروایات، تنویر الابصار، رد المحتار اور سیرۃ احمدیہ میں ہے۔ مثلاً کہنا کہ فلاں شخص نماز نہیں پڑھتا ہے یا زنا میں مبتلا رہتا ہے، ہم کو اس پر افسوس آتا ہے کیونکہ کسی کے افعال پر افسوس کرنا امر مستحسن ہے بلکہ مسلمانوں کو چاہیئے

کہ جب کسی مسلمان کو کسی گناہ میں مبتلا دیکھیں تو اس کی حالت پر اور شیطان سے اس کی مغلوبیت پر رحم کھائیں۔

ارشاد: شقیق فرماتے ہیں اذا ذکرت الرجل بسوء ولم تهتم له ترحما فانت اسوء منه و اذا ذکرت الرجل الصالح فلم تجد فی قلبك حلاوة طاعة ربك فانت رجل اسوء جب کسی شخص کو تو نے بدی سے یاد کیا اور ترحم نہ کیا تو تو اس سے بھی بدتر ہوا۔ اسی طرح جب کسی عابد کا ذکر کیا اور تیرا نفس عبادت کیطرف راغب نہ ہوا تو تو بدتر ہوا (اس کو فقیہ سمرقندی نے تنبیہ الغافلین میں نقل کیا)

ارشاد: بعض متکلمین کا قول ہے کہ ذکر ما یستحق الرجل منه انما یکون غیبة اذا قصد الاضرار والشماتة واما اذا ذکره تاسفا فلا یکون غیبة "کسی کے اوصاف بد کا ذکر اگر بہ نیت تذلیل ہے تو غیبت ہوگا اور اگر بہ نیت افسوس کے تذکرہ کیا ہے تو اس کا شمار غیبت میں نہ ہوگا" (اس کو خزانۃ الروایات میں نقل کیا ہے)۔

۱۰۔ مجہول آدمی کی غیبت

اسی طرح پر کسی کے اوصاف بد کا بیان کرنا اور اس کا نام نہ لینا درست ہے، بصورت بزازیہ، سیرت احمدیہ، درمختار، خزانۃ الروایات وغیرہ میں ہے۔

۱۱۔ مشہور لقب بد کا ذکر

اگر کوئی شخص کسی لقب سے مشہور ہوا اور اس لقب میں ایک عیب اس شخص کا نکلتا ہو تو اس کو اسی لقب سے یاد کرنا، کچھ مضائقہ نہیں رکھتا کیونکہ اگر اس کو اس لقب سے یاد نہ کریں گے تو لوگ اس کو نہ پہچانیں گے جس طرح لفظ "اعرج" ایک شخص کا لقب ہے اور اس کے معنی لنگڑا کے ہیں اور محدثین حدیثوں کی روایتوں میں "عن الاعرج" وغیرہ لکھتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ حتی الوسع معیوب لقب کو بیان نہ کرے (بصورت احیاء العلوم، نزہۃ المجالس ردالمحتار، مطالب المؤمنین اور شرح صحیح مسلم امام نووی رح میں ہے۔

۱۲۔ غیبت بغرض تقویت دین

ردالمحتار میں ہے کہ دین کی تقویت کے لئے غیبت درست ہے، جس طرح محدثین ایک دوسرے کا عیب بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ فلاں شخص جھوٹ کی عادت رکھتا ہے، حدیثوں کی روایت میں جھوٹ بہت بولتا ہے یا فلاں راوی حدیثوں کو اپنے دل سے بنایا کرتا ہے، وضع حدیث کی عادت رکھتا ہے یا فلاں راوی کا حافظہ کم ہے، حدیثوں کے یاد رکھنے میں اس سے تفاوت ہوجاتا ہے اور جس طرح فقہاء لکھتے ہیں کہ فلاں کتاب غیر معتبر ہے کیونکہ اس کا مصنف فقیہہ نہیں ہے، یا فلاں کتاب کا مؤلف معتزلی ہے اس کا قول باطل ہے یا فلاں شخص نے اپنی کتاب

میں مسائلِ ضعیفہ کو بھی درج کیا ہے، یا فلاں فقیہہ روایت موضوعہ کو اپنی تصنیف میں لاتا ہے اپنی سند احادیث ضعیفہ کو بناتا ہے، وعلی ہذا

۱۳۔ غیبت بغرضِ عبرت راقم الحروف کہتا ہے کہ کسی زندہ کی غیبت کرنا یا مُردہ کی اور اس کے ساتھ سزا کا ذکر کرنا لوگوں کو ڈرانے کے واسطے درست ہے، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں شخص قابلِ جہنم ہے کیونکہ وہ بخیل ہے اس نیت سے کہ لوگ صفتِ بخل سے بچیں یا کہنا کہ فلاں شخص حالتِ زندگی میں نہایت گناہ کرتا تھا بعد مرگ عذاب میں مبتلا ہوگا، یا کہنا کہ فلاں شخص عذابِ قبر میں مبتلا ہے اس لئے کہ اس نے فلاں گناہ کیا تھا یا کہنا کہ فلاں شخص کا مرنے کے بعد چہرہ سیاہ ہو گیا تھا اس لئے کہ اس نے فلاں گناہ کیا تھا یا کہنا کہ فلاں شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے اور اس بیان سے اس کی ذلت مطلوب نہ ہو بلکہ لوگوں کی عبرت مرغوب ہو۔

حکایت: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو قبروں پر ہوا، آپ نے لوگوں کی عبرت کے واسطے فرمایا، ان دونوں قبروں والوں پر عذاب ہوتا ہے ایک میت پر اس سبب سے کہ وہ چغل خوری کرتا تھا، دوسرے میت پر اس سبب سے کہ جب پیشاب کرتا تھا تو لوگوں سے پردہ نہیں کرتا تھا بلکہ ستر کھولتا تھا (اس کو ترمذی نے روایت کیا)۔

حکایت: جس وقت سلیمان بن عبدالملک سلطان ہوئے اور عمر بن عبدالعزیز رضؓ اُن کے دیوان ہوئے تو سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید بن مسلم وزیر حجاج کو اپنا منشی بنالیں عمر بن عبدالعزیز رضؓ نے کہا یا سلیمان حجاج کا تذکرہ مت کیجئے اور اس کے وزیر سے سروکار نہ رکھئے، سلیمان نے کہا اے عمر! میرے نزدیک حجاج سے کوئی بُرائی اور کسی طرح کی خیانت اس سے نہیں ہوئی عمر بن عبدالعزیز رضؓ نے اس نیت سے کہا تھا کہ حجاج کے وزیر کو سلیمان منشی نہ بنائے تاکہ ان کے ظلم سے نجات پائے، انھوں نے مزید کہا، اے سلیمان! حجاج نے تمام مملکت میں ظلم کیا خلق کو گمراہ کیا، اس کے وزیر کو منشی بنانا خالی از ضرر نہیں ہے جب سلیمان نے یہ کلام سُنا تو یزید کو منشی نہ بنایا (اس کو دمیری نے حیوٰۃ الحیوان میں سلیمان بن عبدالملک کے احوال میں بیان کیا ہے)۔

حکایت: ایک روز عمر بن عبدالعزیز رضؓ نے قیامت کی دہشت کو یاد کیا اور بہت روئے،

یہاں تک کہ غش میں آگئے پھر یکایک ہنسنے لگے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، تو فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا، کہ قیامت قائم ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو حساب کے واسطے ندا دی گئی، ابوبکر رضؓ حاضر ہو گئے اور حساب آسان ہو کر ان کو جنت میں داخل کر دیا گیا، اسی طرح حضرت عمر رضؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین بھی حساب دے کر جنت کی طرف روانہ ہوئے پھر مجھ کو ایک شخص نے بلایا، میں خدا کے سامنے نادم و شرمندہ آیا، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی بکمال احسان حساب سخت نہ کیا، اسی دوران میں میں نے ایک مُردے کو دیکھا میں نے اس کا حال پوچھا تو بولا! میں حجاج ہوں نہایت سخت عذاب میں گرفتار ہوں، لیکن عفو جناب باری کا منتظر ہوں جس کا انتظار مسلمان کرتے ہیں میں بھی اسی کا منتظر ہوں، اس کو صفوری نے نزہۃ المجالس کے باب العدل میں نقل کیا ہے۔

دقیقہ: حجاج کے کفر میں علماء کا اختلاف ہے لیکن اس نقل سے معلوم ہوا کہ وہ مومن مرا کیونکہ اس نے بیان کیا کہ جس امر کے مومن منتظر ہیں میں بھی اسی کا منتظر ہوں، اگر وہ کافر ہوتا تو ایسی بات نہ کہتا، واللہ تعالیٰ اعلم

حکایت: ایک انصاری کی بہن مرگئی، اس نے تجہیز و تکفین سے فراغت پائی جب گھر آیا تو اسے یاد آیا کہ میں اس کی قبر میں ایک تھیلی چھوڑ آیا ہوں اس کا ارادہ ہوا کہ قبر کو جا کر کھودے اور اپنی تھیلی نکال لاوے، جب وہاں گیا اور تھیلی نکالنے کے لئے قبر کا گوشہ کھولا تو دیکھا کہ قبر میں آگ بھری ہوئی ہے، بہن کو نہایت تکلیف ہو رہی ہے، فی الفور اس نے قبر کو بند کیا اور اپنی ماں سے یہ قصہ بیان کیا اور اپنی بہن کے عمل کے بارے میں پوچھا، اس کی ماں نے کہا کہ تیری بہن میں کوئی عیب نہ تھا اِلاّ یہ کہ چغل خوری کی عادت رکھتی تھی اور نماز اخیر وقت میں پڑھتی تھی اور طہارت میں کمی کرتی تھی، شاید اسی سبب سے اس پر سختی ہو رہی ہے (اس کو سمرقندی نے تنبیہ الغافلین کے ابواب عذاب القبر میں نقل کیا ہے)۔

معاویہ بن یزید کا ترک سلطنت جس وقت یزید نے اس دارِ فانی سے کوچ کیا معاویہ بن یزید کو لوگوں نے خلیفہ بنایا معاویہ چونکہ نہایت متقی تھے، سلطنت ان کو پسند نہ تھی، مملکت انھیں اچھی نہ معلوم ہوئی، انھوں نے ایک

خطبہ پڑھا اور حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا کہ :

"اے لوگو! میرے جدِ امجد معاویہ نے بہت بُری بات کی کہ حضرت حسنؓ سے خلافت چھینی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی، پھر جب وقت مقرر آیا اور عزرائیل کا پیغام پہنچا تو قبر میں چلے گئے اور مال و متاع چھوڑ گئے، اپنے اعمال پر نادم رہے۔ قبر میں اپنے افعال پر متحسر رہے، پھر حکومت میرے باپ یزید کی طرف منتقل ہوئی، میرے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت نہ کی اپنے نفس پر نہایت ظلم کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی خدمت میں بیباکیاں کیں، نہایت سختیاں کیں۔ آخر کار میرے باپ کی مدتِ حیات ختم ہوئی، دنیا سے ان کی رحلت ہوئی، پھر قبر میں بدی ساتھ ہوئی ندامت وحسرت ان کو حاصل ہوئی اب مجھ کو معلوم نہیں کہ ان پر عذاب ہوا، یا اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا لیکن میرا ظن کامل یہ ہے کہ ان کو قبر میں عذاب ہوا ہوگا (معاویہ اس مضمون کو بیان کر کے بہت روئے) اس کے بعد کہنے لگے کہ اب میں تیسرا ہوا، میرا دل اس ملک سے برخاستہ ہوا، کیونکہ مجھ کو گناہوں میں پڑنا منظور نہیں ہے۔ اے لوگو! تم کسی کو خلیفہ بنا لو، مجھ کو چھوڑ دو"

فقط

یہ خطبہ پڑھ کر حضرت معاویہ بن یزید نے سلطنت چھوڑ دی اور اپنا زمانۂ حیات عبادت میں گذارا، اس کو دمیری نے حیٰوۃ الحیوان میں نقل کیا ہے۔

فضیلتِ درُودشریف

حکایت: عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ ایک سال میں حج کو چلا راہ میں ایک شخص کا میرا ساتھ ہوا اور وہ شخص ہر وقت درود شریف پڑھا کرتا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم اس قدر درود کا التزام کیوں رکھتے ہو تب اس نے اپنا قصہ بیان کیا اور کہا کہ اوّل مرتبہ میں اپنے باپ کے ساتھ حج کرنے چلا تھا، حج سے فارغ ہو کر واپسی کی ایک منزل میں سو رہا تھا کہ خواب میں کسی نے مجھ سے کہا اے شخص! اُٹھ تیرا باپ مر گیا ہے، جب میں اُٹھا، دیکھا کہ میرا باپ مرا پڑا ہے اور اس کا چہرہ خدا کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے قہر خداوندی سے سیاہ ہو گیا ہے، یہ حال دیکھ کر میں غمگین بیٹھا تھا کہ اتنے میں

میری آنکھ لگ گئی، اور خواب میں دیکھتا ہوں کہ کالی صورت کے چار آدمی لوہے کے گرز لئے ہوئے عذاب کے واسطے میرے باپ کے سرہانے کھڑے ہیں کہ ناگاہ ایک نہایت ہی شکیل اور خوبصورت شخص آئے اور میرے باپ کے منہ پر ہاتھ پھیرا اور مجھ سے کہا کہ تیرے باپ کا منہ حسین ہو گیا اور اس کی سیاہی ختم ہو گئی ہیں نے خواب میں اُن سے پوچھا، آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میں اُٹھا تو دیکھا کہ میرے باپ کے منہ کی سیاہی ختم ہو گئی ہے اور سفیدی چھا گئی ہے۔ اس دن سے میں نے درود شریف کا التزام کیا اور ہر وقت درود شریف پڑھنے لگا (اس کو احیاء العلوم کے باب مناماتِ الموتیٰ میں نقل کیا ہے)۔ اس نقل سے معلوم ہوا کہ کسی میت کے اوصافِ بد بیان کرنا، لوگوں کو ڈرانے کے واسطے درست ہے ورنہ عبدالواحد اس شخص پر جب اُس نے اپنے باپ کی روسیاہی کا حال بیان کیا تھا خفا ہوتے اور غیبت سے منع کرتے

نصیحت کثرت درود شریف

بھائیو! ذرا اس نقل پر غور کرو، درود شریف کا التزام کرو تاکہ خوفِ آخرت سے نجات پاؤ، اور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی دل میں محبت پیدا کرو، تاکہ قیامت میں ہلاکت سے بچو، اگر ہر وقت درود شریف نہ پڑھ سکو تو وقت فرصت کو ضائع نہ کرو اور مفت میں اوقات کو خراب نہ کرو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو جس وقت مجلس میں نام پاک لیا جائے اس وقت درود شریف پڑھ لیا کرو اور اپنی زبان کو شیریں کر لیا کرو، بلاشک جو شخص ہمیشہ درود شریف پڑھے گا مرتے وقت روسیاہی سے بچے گا اور قیامت کے روز ہنسے گا ورنہ جہنم کی آگ میں جلے گا، اور اس زمانے میں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے خالی ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھی عاری ہیں، کیونکہ بغیر محبت حبیب کے محبّ کی محبت نہیں ہوتی ہے اسی واسطے جب محفل میں نامِ پاک لیا جاتا ہے اکثر لوگ زبان پر درود نہیں لاتے ہیں بلکہ چارپایوں اور گدھوں کی مانند مُنہ بناتے ہیں مگر وہ شخص جو کہ لوگوں کو دکھلاتا ہے وہ زور سے درود پڑھتا ہے اور بعض لوگ درود پڑھنے والوں پر قہقہہ مارتے ہیں اور اس کو چڑھاتے ہیں کہ اللہ اکبر! فلاں شخص اس قدر عابد ہے کہ ہر وقت درود پڑھتا ہے اور اس قدر زاہد ہے کہ ہر وقت زبان کو ہلاتا ہے، اسی ہنسی کے سبب سے بعضوں پر شیطان غالب ہوتا ہے، راہِ جہنم کا طالب ہوتا ہے، اور

وہ لوگوں کے چڑھانے کی وجہ سے درود شریف نہیں پڑھتا ہے اور صراط مستقیم کو لوگوں کی ہنسی کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے ۔ اللھم امتنی علیٰ حب حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم بجوار نبیک مع الایمان یا ذالامتنان ۔

ماں کی نافرمانی اور بیوی کی تابعداری کا انجام

حکایت: ایک جوان صحابی رض علقمہ قریب الانتقال ہوئے ان کی زوجہ نے یہ حال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا ، آپ نے حضرت بلال رض ، علی رض اور سلمان اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ جاؤ علقمہ کا حال دیکھو اصحاب ادبعہ گئے اور دیکھا کہ علقمہ قریب المرگ ہیں لیکن ان کی زبان سے کلمہ نہیں نکلتا ہے ، یہ حال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا ، آپ نے ان کی بوڑھی ماں کو بلوایا ، اور علقمہ کا حال پوچھا ، ان کی بوڑھی ماں نے بیان کیا کہ وہ نماز بہت پڑھتے تھے ، روزہ بہت رکھتے تھے ، صدقہ بہت دیتے تھے لیکن اپنی بیوی کی تابعداری کر کے میری نافرمانی کرتے تھے ، یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی سبب سے ان کی زبان سے کلمہ نہیں نکلتا ہے ۔

خدا کی رضا باپ ماں کی رضا ہے خفگی سے ان کی خدا بھی خفا

پھر ان کی ماں سے فرمایا کہ تم ان کے قصور کو معاف کر دو تاکہ ان کی عاقبت بخیر ہو ، ماں نے کہا میرے دل کو بہت رنج ہے میں معاف نہیں کر سکتی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رض سے فرمایا ، لکڑیوں کو جمع کر کے اس میں علقمہ کو جلا دو یہ سُن کر ماں کو جوشِ محبت ہوا اور علقمہ کے قصور کو معاف کر دیا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اب دیکھو کیا حال ہے ، انھوں نے جا کر دیکھا کہ علقمہ کلمۂ شہادت ادا کر رہے ہیں بعدہٗ علقمہ نے اسی دن انتقال کیا ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تجہیز و تکفین کی اور دفن کے بعد ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا اے انصار اور مہاجرین جو شخص بیوی کو ماں پر فضیلت دے اس پر خدا کی اور فرشتوں کی لعنت ہے اور اس کی عبادت فرض اور نفل درجۂ قبولیت میں نہیں پہنچتی ، اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر کھڑے ہو کے لوگوں کو ڈرانے کے واسطے علقمہ کا ایک وصف بد بیان کیا، کیونکہ آپ کا مطلب تھا کہ جو شخص اپنی بیوی کو اپنی ماں پر بزرگی دے جس طرح علقمہ نے کیا اور توبہ نہ کرے یا ماں راضی نہ ہو تو اس پر لعنت ہے، معلوم ہوا کہ یہ صورت درست ہے

جنّت ماں کے قدموں کے نیچے ہے

ھدایت: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے

؎ کہہ گیا ہے مولوی اے ذوالجنان   زیر پائے مادراں باشد جناں

اگر ماں کی اطاعت سے ذرا بھی قدم ہلایا تو سیدھا جہنم کا راستہ لے گا، جس نے والدہ کی خوب خدمت کی اُس نے خدا تعالیٰ سے جنت خرید لی ؎

سعدی پسرے را پدر نصیحت کرد   کاے جواں مرد یادگیر ایں پند
ہر کہ با اصل خود وفا نہ کند   نشود دوست ای دانش مند

"سعدی کو ان کے والد نے نصیحت کی کہ اے جواں مرد اس نصیحت کو یاد رکھو جس نے والدین کے ساتھ بے وفائی کی وہ عقل مندوں کے نزدیک اچھا آدمی نہیں ہے"

اور اس زمانے میں لوگ اپنی زوجات کو ماں سے بہتر سمجھتے ہیں بعض شقی اور بدبخت بیوی کی طرف سے ماں سے لڑتے ہیں اور ماں کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنی بہنوں کو برا کہتے ہیں اور اگر بیوی کہے کہ فلاں شخص یا تمہاری ماں یا تمہاری بہن تم کو برا کہتی تھی تو اس کو سچ سمجھ لیتے ہیں اور اگر کوئی ان کی بیوی کو برا کہے خواہ ماں ہو یا بہن ہو یا باپ ہو تو اس کے جانی دشمن ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی کہے کہ تمہاری بیوی بدصورت ہے تو برسوں اس سے ملاقات چھوڑ دیتے ہیں، اگر بیوی کہے کہ اس گھر میں ہمارا نباہ نہیں ہوتا دوسرے گھر میں ہم کو رکھو اپنی ماں، بہن خالہ وغیرہ کو چھوڑ کے رشتہ اطاعت کو توڑ کے دوسرا گھر لے کر بیوی کے غلام ہو کے رہتے ہیں اور دین و دنیا میں ملعون ہوتے ہیں، نعوذ باللہ من ذٰلک ۔

عورتوں سے مشورہ کی ممانعت

ھدایت: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے کہنے پر خواہ بیوی ہو یا غیر بیوی ہو عمل نہ کرنا چاہیئے کیونکہ عورتوں کی عقل کم ہوتی ہے ان کے مشورہ سے برائی ہوتی ہے اسی واسطے جو

لوگ اپنی بیویوں سے مشورہ لیا کرتے ہیں اپنی خرابی کیا کرتے ہیں اور سوا نقصان کے ان کو کچھ نہیں ملتا ہے۔

امام حسن بصری کا قول کہ بیوی کی اطاعت نہ کی جائے

اثر: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں من اطاع زوجتہ فیما تھوی اکبہ علی النار ــــــ "جس شخص نے اپنی بیوی کی خواہش کے مطابق کیا یہ اطاعت اس کو دوزخ میں ڈالے گی" اور جنت سے نکالے گی۔

عبدالرحمٰن صفوری شافعی نے اپنی کتاب نزہۃ المجالس منتخب النفائس کی کتاب القناعۃ میں نقل کیا ہے۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد کہ عورتوں کی مخالفت کرو

اثر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خالفوا النساء فان فیہا البرکۃ ــــــ "عورتوں کی مخالفت کرو (اور ان کے کہے کی موافقت نہ کرو) ان کی مخالفت میں برکت ہوگی (اور ان کی موافقت میں ذلت ہوگی") (نزہۃ المجالس میں باب سابق میں اس کو نقل کیا)

حضرت آدمؑ کی نصیحت کہ عورتوں کے کہنے پر نہ چلنا چاہیئے!

اصلاح: حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت شیث علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو چند نصائح کیئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اے شیثؑ تم اپنی اولاد سے کہہ دینا کہ اپنی بیوی کے کہنے پر عمل نہ کرنا اور ان کے کہنے کو بغیر سوچے ہوئے نہ کرنا اس لئے کہ مجھ سے حضرت حوا نے گیہوں کھانے کو کہا اور میں نے ان کے کہنے کے مطابق کیا اور قہر الٰہی میں گرفتار ہوا (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب الحرص میں نقل کیا ہے)

عورتوں پر بے عقل ہونے کا طعن نہ کرنا چاہیئے

تنبیہ: اگرچہ ان سب نقول سے عورتوں کا بے عقل ہونا معلوم ہوا لیکن مردوں کو چاہیئے کہ عورتوں پر نظر مہربانی رکھیں اور ہر طرح سے ان کی خبر گیری کیا کریں اور کبھی کبھی اگر کسی بات کو عورت کہے اور اس میں کچھ خرابی نہ ہو تو کر لیا کریں اور عورتوں کو عار اور ننگ نہ دلایا کریں کہ تم سب شیطان کے تابع اور بے عقل ہو، اس زمانے میں جو لوگ اپنے کو متقی سمجھتے

ہیں، عورتوں کو بُرا کہتے ہیں اور ان کو رنج دیا کرتے ہیں، لازم ہے کہ توبہ کریں اور ان کی ہر طرح خبر گیری کیا کریں اور اپنے کام سے باز آئیں کیونکہ عاقبت کا حال معلوم نہیں شاید وہ عورت جس کو بُرا کہتے ہیں جنت میں جاوے اور یہ خود جہنم میں جائیں۔ اللھم اغفر للمؤمنین و المؤمنات وتجاوز عن السیآت

نادرست غیبت کی تعریف

تتمہ: معلوم ہوا کہ غیبت کی تیرہ صورتیں جائز ہیں، چنانچہ بالتفصیل سب مذکور ہوئیں، غیبت جو شرعاً میں حرام ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص معین کی جو علی الاعلان فسق و فجور میں مبتلا نہ رہتا ہو اور لوگوں کو اس سے ضرر بھی نہ پہنچتا ہو اور بے حیا بھی نہ ہو اس کی غیبت کرے اور مقصد اس سے تذلیل ہو، کوئی دینی فائدہ مقصود نہ ہو، مجہول کی غیبت درست ہے، اسی طرح جو گناہوں میں آشکارا مبتلا رہتا ہو اس کی غیبت درست ہے اور جو شخص بے حیا ہو اس کی بھی غیبت درست ہے اور جو شخص پوشیدہ گناہوں میں مبتلا رہتا ہے اور اس کے گناہوں سے لوگوں کو ضرر پہنچنے کا احتمال ہو تو اس کی بھی غیبت درست ہے، اسی طرح کسی کی غیبت بہ نیت تذلیل نہیں بلکہ بہ نیت افسوس درست ہے، اسی طرح کسی کی غیبت کسی فائدہ کے لئے مثلاً اپنا حق پانے کے واسطے یا کوئی مسئلہ معلوم کرنے کے واسطے یا فتوے کی صورت بتانے کے واسطے یا لوگوں کو ڈرانے کے واسطے بھی درست ہے، چنانچہ ہر ایک کی تفصیل اپنے مقام پر گذر چکی۔

چوتھی فرع

احکام و احادیث و اخبار متعلق ممانعت غیبت

بیان حرمت غیبت غیبت حرام قطعی ہے اور صاف نص قطعی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے یعنی جو شخص کہے کہ غیبت حلال ہے وہ کافر ہو جائے گا۔ اور صراطِ مستقیم سے نکل جائے گا کیونکہ غیبت کی حرمت قرآن کی آیات سے ثابت ہے اور چند آیات اس باب میں وارد ہوئی ہیں، نیز احادیث سے بھی ثابت ہے اور اس کی حرمت پر اجماع بھی ہے

سعدی فرماتے ہیں ؎

رفیقے کہ غائب شد اے نیک نام   دو چیز ست ازو بر رفیقاں حرام

یکے آنکہ مالش بباطل خورند   دوم آنکہ نامش بزشتی برند

"اگر کوئی دوست غائب ہو جائے تو اس کی دو چیزیں دوستوں پر حرام ہیں، ایک یہ کہ اس کا مال ناجائز طور پر نہ کھائیں، دوسرے یہ کہ اس کا نام برائی سے نہ لیں"

صاحب روضہ نے اس کا شمار صغائر میں کیا ہے، چنانچہ صفوری نے نقل کیا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ صغائر میں سے ہے مگر علماء اور حفاظ کے واسطے کبائر میں سے ہے لیکن قرطبی نے اجماع اس امر پر نقل کیا ہے کہ غیبت گناہِ کبیرہ ہے، چنانچہ شرح جامع صغیر فی حدیث البشیر النذیر میں علی بن احمد العزیزی نے تحریر کیا ہے، اسی واسطے سلیمان جمل حاشیہ تفسیر جلالین میں رقم کرتے ہیں کہ اس کے کبیرہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے وھو الحق، واللہ اعلم۔ اسی واسطے سلف اور خلف سب لوگ اس سے پرہیز کرتے تھے اور اس سے اجتناب کرتے تھے لیکن جو لوگ اس زمانہ میں ہیں وہ دن رات لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے ہیں اور ہر امیر و فقیر کو ستایا کرتے ہیں اور ہر کس و ناکس کا گوشت کھایا کرتے ہیں اور ہر شخص کے عیوب بیان کیا کرتے ہیں ظاہر میں یہ لوگ بہت عبادت کرتے ہیں اور باطن میں ہمیشہ لوگوں کی شکایت کرتے ہیں ظاہر میں علماء کی صورت

ہوتی ہے اور باطن میں جہلاء کی سیرت ہوتی ہے، صورتوں میں ظاہراً سعادت معلوم ہوتی ہے سیرتوں میں شقاوت ہوتی ہے۔ زبان سے کلمات ناشائستہ نکالتے ہیں، ہاتھ پیر سے حرکات ناشائستہ کرتے ہیں لوگوں کے سامنے شیطان کو اپنا عدو بتاتے ہیں، پوشیدہ پوشیدہ اس کی اطاعت کرتے ہیں اپنے عیوب کے بجائے دوسروں کے عیوب غور سے دیکھتے ہیں لوگوں کے سامنے خاصانِ خدا کو ذلیل کرتے ہیں بندگانِ خدا کو حقیر و رسوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خفگی کا سبب بنتے ہیں اور اس کے غصہ کا خیال نہیں کرتے کسی سے بدگمانی رکھتے ہیں کسی سے بدزبانی کرتے ہیں، کسی کی صورت کو مطعون کرتے ہیں، کسی کی سیرت کو برا کہتے ہیں کسی کے نسب کی برائی کرتے ہیں کسی کو بندۂ شیطان بناتے ہیں کسی کو غیبت میں دو چار گالیاں سناتے ہیں، اور ہر طرح کے کبائر و صغائر میں مبتلا رہتے ہیں۔

اس زمانہ میں ہر طرح کی بلائیں غیبت کی وجہ سے ہوتی ہیں

اسی سبب سے اس زمانہ میں انواع و اقسام کے غضب نازل ہوتے ہیں، کسی شہر میں زمین دھنستی ہے کوئی شہر برباد ہوتا ہے، کوئی شہر غارت ہوتا ہے کہیں پانی بند ہوتا ہے، کہیں پانی ازحد بہتا ہے کہیں سردی زیادہ ہے کہیں گرمی زیادہ ہے کہیں روز بروز کسی شہر میں گرمی کی شدت ہوتی ہے کہیں آدمیوں کے مرنے کی کثرت ہوتی ہے، کہیں آندھی چلتی ہے کہیں آگ لگتی ہے کہیں باد تند لوگوں کو مارتی ہے پھلوں کو درختوں سے جھاڑتی ہے کہیں سلطان ظالم ہوتا ہے مالک شہر انگریز ہوتا ہے کہیں برسوں تک ہیضہ رہتا ہے کہیں سمندر جوش مارتا ہے، کہیں بخار کی بلا ہوتی ہے کہیں دردِ سر کی وبا ہوتی ہے۔ کہیں اور عذاب ہوتا ہے اس کا سبب ہم لوگوں کے گناہ ہیں بسبب غیبت کے یہ سب اُمور عیاں ہیں ہم لوگوں کو چاہیئے کہ ان سب اُمور سے توبہ کریں اور لوگوں پر تعجب ہے کہ جب پانی نہیں برستا یا اور کوئی سامان شدت کا ہوتا ہے تو بہت گھبراتے ہیں، دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے ہیں اور سب ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہتے ہیں یعنی ہمیشہ غیبت کیا کرتے ہیں اسی واسطے ان لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی طبیعت ان کی ملول ہوتی ہے پھر بھی گناہوں کا خیال نہیں کرتے ہیں غیبت کرنے کا انھیں ملال نہیں ہوتا، اسی سبب سے ان لوگوں کا دل سخت ہو گیا ہے ہرگز نصیحت قبول نہیں کرتا ہے، جب کبھی ذکر جنت کا ہو جنت کی دعا مانگتے ہیں

جب کبھی کسی کی شہادت کا بیان ہو بہت سا رو لیتے ہیں لیکن وعظ کہنے والے کی نصیحت کا نہیں خیال کرتے ہیں ۔ ایک کان میں لا کے دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں پھر وہی طور اور وہی حال اپنا لیتے ہیں، اپنی قدیم چال چلتے ہیں ۔ اَللّٰھُمَّ یا اللہ یاحنان ارحمنی وارحم والدی واقاربی واساتذتی فاناعبادک المجرمون امرتنا فترکنا ونھیتنا فارتکبنا فان نا قشتنا فی الحساب فمن یرحمنا فلا تخیبنا بحرمۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ذکرِ آیت حرمت غیبت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ الخ

ترجمہ "تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اور اسے اپنے حلق میں اتارے پس جس طرح ہر شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کو مکروہ جانتا ہے اسی طرح لازم ہے کہ غیبت کو بھی مکروہ جانتے کیونکہ وہ بھی مردے کا گوشت کھانے کے مانند ہے اور مردار کا گوشت حلق میں اتارنے کے مثل ہے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیبت کو مثل گوشت کھانے کے بتانا !

حکایت : تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے شانِ نزول میں یوں لکھا ہے، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جس وقت کسی طرف سفر کرتے ایک ایک محتاج کو دو دو امیر کے ساتھ کرتے تاکہ محتاج ان دونوں کی خدمت کرے اور ہر امیر اس فقیر کی خبر گیری کرے چنانچہ ایک سفر میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو کہ محتاج تھے دو امیر کے ساتھ کر دیا، راہ میں ایک روز جب منزل پر اترے تو وہ دونوں غنی کسی کام سے چلے گئے اور سلمان رضؓ سو رہے جب وہ دونوں شخص آئے اور سلمان رضؓ سے پوچھا اے سلمان رضؓ کیا تم نے کھانے کا سامان مہیا کیا، سلمان رضؓ نے جواب دیا مجھ کو نیند آ گئی اسی سبب سے کچھ تیار نہیں کر سکا، ان دونوں نے کہا جاؤ، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کچھ مانگ لاؤ، سلمان رضؓ نے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جب سرگزشت بیان کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے خازن اسامہ رضؓ کے پاس جاؤ اگر کچھ حاضر ہو تو لے آؤ جب سلمان رضؓ اسامہ رضؓ کے پاس گئے اور کچھ طلب کیا تو اسامہ رضؓ نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے، پھر سلمان رضؓ

نے یہ جواب دونوں کے پاس پہنچایا، سارا قصہ کہہ سنایا، دونوں امیروں نے اسامہؓ کی غیبت کی اور ان کی شکایت کی اور کہا کہ اسامہؓ کے پاس کھانا تھا، لیکن انھوں نے بخل کیا پھر سلمان رضؓ سے کہا کہ صحابہؓ کے پاس جاؤ اگر کچھ ہو تو لے آؤ، سلمانؓ ان کے کہنے کے مطابق جب ادھر روانہ ہوئے تو ان دونوں نے سلمانؓ کی کچھ شکایت کی بعدہٗ سلمانؓ وہاں سے بھی جواب لائے اور خالی ہاتھ آئے تو دونوں شخص خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ نے فرمایا، مجھے تمھارے دانتوں پر گوشت کا رنگ معلوم ہوتا ہے، ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آج بالکل گوشت نہیں کھایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تم دونوں نے ابھی اسامہؓ اور سلمانؓ کا گوشت کھایا کیونکہ ان دونوں کی غیبت کی اسی وقت اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بھیجا اور یہ آیت نازل کی۔

وجہ تشبیہ غیبت گوشت کھانے سے

دقیقہ: آیت اور احادیث میں غیبت کی تشبیہ گوشت کھانے کے ساتھ واقع ہوئی ہے اس کی دو وجہیں ہیں، ایک یہ کہ جس طرح کسی کا گوشت کھانے میں اس کی نہایت ذلت ہوتی ہے اسی طرح اس کی غیبت میں بھی اس کی عزت ریزی ہوتی ہے لہٰذا جب کسی کی غیبت کی تو اس کو اتنا ذلیل کیا کہ گویا اس کا گوشت کھایا، اسی سبب سے غیبت کو گوشت کھانے کے مثل بتایا اور اس تشبیہ کو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح آدمی کا یا مردار کا گوشت کھانا طبیعت کے بہت ہی خلاف ہوتا ہے اور ہر شخص اس سے پرہیز کرتا ہے، اسی طرح غیبت بھی بری چیز ہے، لہٰذا ہر شخص کو لازم ہے کہ غیبت سے اپنی زبان کو بند کرے اور اپنے نفس کو روکے۔

غیبت کرنا حضرت زیدؓ کی اور حضورؐ کے حکم سے صحابہؓ کا خون تھوکنا

حکایت: ایک روز حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں بیٹھے وعظ فرما رہے تھے اور حاضرین کو نصیحت کر رہے تھے کہ کسی جگہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ہدیۃً گوشت آیا، صحابہؓ نے حضرت زیدؓ سے کہا کہ تم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ہمارے واسطے گوشت لے آؤ، حضرت زیدؓ ان کے کہنے کے مطابق

گئے، ان کے جانے کے بعد صحابہؓ نے زیدؓ کی غیبت کی اور ان کی شکایت کی اور ان کا غیبت کرنا اور شکایت کرنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور وحی یا الہام معلوم ہوگیا اور آپ پر یہ بات ظاہر ہوگئی جب زیدؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضؓ کے واسطے گوشت مانگا تو آپؐ نے جواب دیا کہ وہ لوگ ابھی گوشت کھا چکے ہیں اور گوشت کا مزہ لے چکے ہیں، زیدؓ نے یہ جواب صحابہ رضؓ کو سُنایا، صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کہا ہم نے چند روز سے گوشت نہیں کھایا۔ اور گوشت کو مُنہ بھی نہیں لگایا، پھر حضرت زید رضؓ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور صحابہ رضؓ کی بات کہہ سُنائی، پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا اور وہی ارشاد فرمایا، دو تین مرتبہ کے بعد خود وہ صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنا مطلب بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ابھی زید کا گوشت کھایا کیونکہ تم نے ان کی غیبت کی، تم تھوکو! دیکھو تمھارے مُنہ سے گوشت کا اثر معلوم ہوگا، صحابہ رضؓ نے جب تھوکا تو دیکھا کہ فی الحقیقت تھوک کے ساتھ خون کی سُرخی ملی ہوئی ہے (اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے)

مسجد میں غیبت سے عتاب زیادہ ہوتا ہے

دقیقہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہؓ کو بہت زجر فرمایا: پہلے یہ کہ تم نے زید رضؓ کا گوشت کھایا، دوسرے یہ کہ ان سے تھوکوایا تاکہ ان کو زیادہ آگاہی ہوجائے اور غیبت کی سزا معلوم ہوجائے اس وجہ سے کہ ان سے دو گناہ صادر ہوئے ایک غیبت کرنا، دوسرے مسجد میں، معلوم ہوا کہ مسجد میں غیبت کرنا نہایت گناہ ہے بلکہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا یا ہنسنا بھی حرام ہے تو پھر غیبت کیوں نہ حرام ہوگی۔

مسجد کی تعظیم نہ کرنا

نصیحت: اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں مسجد کی تعظیم بھی نہیں رہی ہے۔ اسی واسطے جب کسی مسجد میں جاؤ تو کوئی قہقہہ مارتا ہوا ملتا ہے، کوئی لوگوں کو چڑھاتا ہے، کوئی دنیا کی باتیں کرتا ہے کوئی قصّہ کہانی سناتا ہے بلکہ جب کوئی ملاقات کو آتا ہے تو اس زمانے کے لوگ اس کو مسجد میں بٹھاتے ہیں اور ان سے لغویات شروع کر دیتے ہیں اور جب پانچ وقت سب لوگ جمع ہوتے ہیں تو باہم باتیں کرتے ہیں اور قہقہہ لگاتے ہیں، کسی کو ذکرِ خدا سے کوئی سروکار نہیں، ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کا محبوب

مشغلہ نہیں، اور تعجب ہے کہ جب کسی بادشاہ کے مکان میں جاتے ہیں اور بادشاہ ان کے قریب بیٹھا ہوا دران کے افعال واعمال کو دیکھتا ہو تو نہایت مؤدب ہو کر اپنی زبان کو بند اور نظر نیچی کر کے دوزانو ہو کر بیٹھتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے مکان میں آتے ہیں جو کہ سلطان السلاطین ہے تو اس کی مرضی کے خلاف کرتے ہیں اور وہ باتیں کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں جیسے قہقہہ مارنا غیبت کرنا، وہ مسجد میں کرتے ہیں بلکہ مسجد میں کھڑے ہو کر اجنبیات کا نظارہ کرتے ہیں، اجنبی عورتوں سے اشارہ بازی کرتے ہیں، باوجودیکہ احادیث وآیات میں مسجد کی تعظیم کی نہایت ہی تاکید آئی ہے اور دنیا کے اُمور کی مسجد میں ممنوعیت وارد ہوئی ہے حتیٰ کہ خرید وفروخت بھی منع ہے، سلف صالحین مسجد کی نہایت تعظیم کرتے تھے اور مسجد میں نہایت ادب کے ساتھ جاتے تھے، یہ لوگ جناب باری کی کس طرح مخالفتیں کرتے ہیں اور کچھ تعظیم نہیں کرتے اللّٰھم یامن قلوب الخلائق بیدیہ ارحمنا داعف عنا یوم الحشر ووفقنا للعمل الاکبر اٰمین ثم اٰمین:______ " اے اللہ! آپ کی ذات وہ ہے کہ جس کے قبضہ میں مخلوق کے قلوب ہیں، ہم پر رحم فرما اور ہم سے درگذر فرما حشر کے دن اور توفیق دے ہم کو بڑے کاموں کی آمین"

صحابہ رضؓ کی غیبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی

حکایت: ایک روز چند صحابہ رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ایک شخص مجلس سے اُٹھ کر اپنے مکان کو گیا اس کے جانے کے بعد حاضرین نے اس کی غیبت کی اور کہا کہ اس شخص میں ضعف ہے بالکل طاقت سے خالی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے اس کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا۔ (اس کو ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے) چنانچہ سیرت احمدیہ میں مذکور ہے۔

ماعز رضؓ کی غیبت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز رضؓ کی تعریف فرمائی!

حکایت: حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر خبر دی چنانچہ اس کی تفصیل کتب صحاح میں مشرح ہے اور تشریح اس کی اخبار میں مذکور ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ماعز رضؓ کو سنگسار کرو یعنی کنکریوں سے مارتے مارتے مار ڈالو، جس وقت ماعز رضؓ کو

سنگسار کیا گیا اور وہ رواتہ دار النعیم ہوئے، دو شخصوں نے ان کی غیبت کی اور کہا دیکھو اس شخص کے عیب کو اللہ تعالیٰ نے چھپایا تھا لیکن خود اس شخص نے اپنے زنا کو ظاہر کیا اور جس طرح، کتا کنکریوں سے مارا جاتا ہے، اسی طرح سنگسار ہوا، یہ غیبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی، تھوڑی دیر کے بعد راہ میں ایک مردار گدھا ملا وہ اس قدر پھولا تھا کہ اس کی ایک ٹانگ اوپر کو اُٹھ گئی تھی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اشخاص کہاں ہیں، دونوں نے کہا، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم موجود ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے جو ابھی ماعزؓ کی غیبت کی اس کے بدلے میں اس گدھے کو کھاؤ اور اس مردار کے گوشت کو منہ میں لے جاؤ، ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ اس کو کون کھائے گا، آپ نے فرمایا تم نے جو ابھی ماعزؓ کی غیبت کی وہ اس مردار کا گوشت کھانے سے بڑھ کر ہے اور اس میں نہایت گناہ ہے قسم ہے خدا کی ماعزؓ جنت کی نہروں میں غوطہ مارتا ہے اور باغات میں سیر کرتا ہے (اس کو ابو داؤد نے ابواب الرجم میں روایت کیا ہے)۔

زنا کی حد شرعی کے بعد عاقبت کا گناہ مٹ جاتا ہے یا نہیں؟

دقیقہ: علماء نے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ حد شرعی سے گناہ مٹ جاتا ہے یا نہیں، مثلاً جس وقت کوئی زنا کرے اور اسے حد لگائی جائے تو آیا اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے یا نہیں؛ حنفیہ کے نزدیک اصح یہ ہے کہ فقط حد سے گناہ معاف نہیں ہوتا، ہاں اگر توبہ بھی کر لے تو معاف ہو جائے گا، ان کی دلیل حدیث سابق ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک فقط حد سے ہی وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے، ان کی بھی دلیل حدیث سابق ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعزؓ کو جنتی فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ حد سے گناہ معاف ہو جاتا ہے، لیکن حنفیہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ماعزؓ کا گناہ صرف حد سے نہیں مٹا بلکہ رجم کے وقت انھوں نے توبہ کر لی تھی اور ان کو زنا پر نہایت ندامت ہوئی تھی، اس سبب سے وہ مغفور ہوئے اور جنت میں داخل ہوئے، چنانچہ بعض احادیث میں اس کی تصریح بھی واقع ہوئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقوں کو مسلمانوں کی غیبت سے منع فرمانا

حدیث: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں بلند آواز سے فرمانے لگے:

یامعشر من اسلم بلسانہ ولم یفض الایمان بقلبہ لاتؤذوا المسلمین ولاتعیروھم ولاتتبعوا عوراتھم فانہ من تتبع عورۃ اخیہ المسلم تتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ ــــــ "اے لوگو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور دل ایمان سے خالی ہیں یعنی اے منافقین! مسلمانوں کو اذیت نہ دو اور نہ ان کو عیب دار کہو، اور نہ ان کی غیبت کرو، ان کے عیوب کو بھی نہ تلاش کرو اس لئے کہ جو شخص کسی مسلمان کے عیب کھولے گا اللہ تعالیٰ اس کو شرمندہ و رسوا کرے گا اگرچہ وہ شخص اپنے مکان میں چھپا ہو"

(اس کو ترمذی رحمۃ نے باب تعظیم المومن میں روایت کیا ہے)۔

وجہ تخصیص منافقین دقیقہ: چونکہ اس زمانے میں منافقین مسلمانوں کو بہت ستاتے تھے اور ہمیشہ ان کے عیوب بیان کرتے تھے اس واسطے آپ نے خطاب فقط منافقین کی طرف فرمایا، اس حدیث سے لوگوں کے عیب بیان کرنے کی برائی معلوم ہوگئی اور عیب کھولنے کی سزا بھی ظاہر ہوگئی اور اس زمانے میں جب لوگ ایک مجلس میں جمع ہوتے ہیں دوسروں کے عیبوں کو کھولتے ہیں اور اس عیب کے بیان کرنے سے بہت خوش ہوتے ہیں، ان کا کیا حال ہوگا۔

ناگہاں جب آئے گا دن حشر کا   نیزے بھر پر آفتاب آجائے گا

ذکر حالات حشر جس وقت قیامت کے روز خدا تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اس روز ہر شخص شدت گرمی سے پسینے میں تر ہوگا اور اپنے گناہوں کا خیال کرے گا اور کوئی شخص پرسانِ حال نہ ہوگا، بلکہ بیٹی ماں سے اور بیٹا باپ سے اور جورو خاوند سے ایک سے ایک بھاگے گا اور ہر مرد و عورت سے نفسی نفسی کی آواز بلند ہوگی اور ہر طرف سے واویلا کی آواز کان میں پڑے گی اور دوزخ سامنے جوش مارتی ہوئی ہوگی اور ہر حق والا تقاضا کریگا اور جناب باری کی خدمت میں نالش کرے گا، کوئی کہے گا اس نے ہماری غیبت کی، اس نے ہماری شکایت کی، کوئی بولے گا، اس نے ہم پر ظلم کیا، کوئی کہے گا اس نے ہم کو احمق سمجھا، کوئی کہے گا اس نے ہم کو بے وقوف سمجھا، کوئی پکارے گا، اس نے ہم کو قتل کیا، اور ان لوگوں کو فرشتے پروردگار کے سامنے حاضر کریں گے اور یہ لوگ سر جھکائے ہوئے نادم و شرمندہ ہوں گے، اور

جن جن کا انھوں نے عیب کھولا ہے وہ ان کے دامنگیر ہوں گے اور جناب باری لبساطِ عدل و انصاف پر بیٹھے گا، ہر حق والے کو خوش کرے گا، ان لوگوں کی نیکیاں ان کو دے گا، اور ان کی بدیاں ان کے نامۂ اعمال میں لکھے گا، پھر اگر فضلِ خدا شاملِ حال ہوا تو ان کی نجات ہو جائے گی ورنہ جہنم میں پڑے ایک مدت تک جلیں گے۔

یہ دنیا کا قصہ ہوا چند روزہ   قیامت کا ہے سوچ دل میں ہنوزہ

اللھم اجرنی و اجر والدی و اقاربی من النیران یا ذاالامتنان و ادخلنا بغیر حساب فی الجنان

غیبت زنا سے بڑھ کر ہے

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الغیبۃ اشد من الزنا ——— "غیبت گناہ میں زنا سے بڑھ کر ہے" جس طرح زنا کو لوگ معیوب جانتے ہیں اسی طرح چاہیئے کہ غیبت کو سمجھیں، اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے چنانچہ سیرت احمدیہ میں مذکور ہے۔

دقیقہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ زنا میں فقط رحمٰن کی مخالفت ہوتی ہے اور شیطان کی متابعت ہوتی ہے اور غیبت میں دو امر ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی مخالفت، دوسرے تکلیف دینا اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق تو توبہ سے معاف ہو جاتا ہے مگر بندوں کا حق یعنی جب کوئی گناہ کرے اور اس سے بندے کا حق متعلق ہو جیسے کسی کی غیبت کرے یا کسی کو گالی دے یا کسی پر تہمت لگائے اور پھر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنا حق تو اپنی عنایت سے معاف کر دیتا ہے لیکن بندے کا حق معاف نہ ہوگا جب تک بندہ خود معاف نہ کرے، اسی واسطے بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ حج کرنے سے جتنے گناہ صغیرہ اور کبیرہ ہیں سب معاف ہو جاتے ہیں مگر بندوں کے حقوق اس وقت تک معاف نہ ہوں گے، جب تک بندے خود معاف نہ کریں اور قیامت میں صاحب حقوق دامن گیر ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیبت میں گناہ زنا سے زائد ہے، کیونکہ اگر زنا کرنے والا اپنے گناہ سے مع شرائط توبہ کرے تو خدائے تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس شخص کو معاف کر دیتا ہے اور غیبت کرنے والا اگر نادم ہوا اور غیبت سے توبہ کی تو اگرچہ خدا تعالیٰ اس کو معاف فرما دے گا مگر وہ شخص اپنے ذمہ سے بری نہیں ہوگا جب تک کہ وہ شخص جس کی غیبت کی ہے اس کو

معاف نہ کردے گا وگرنہ وہ شخص قیامت کے روز غیبت کرنے والے کا پیچھا کرے گا، اس کا دامن پکڑے گا اور اس غیبت کرنے والے کا کوئی حامی اور مددگار نہ ہوگا اور عاجزی کے ساتھ اپنے مولا کی طرف رجوع کرے گا، اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرے گا تب اللہ تعالیٰ فرمائیگا الیوم تجزیٰ کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم ——— "اس دن ہر شخص کو اپنے اعمال کے مطابق جزا ملے گی اور ہر شخص کو اپنے گناہ کی سزا ملے گی، آج کے دن ظلم نہیں ہوگا"۔
یہ ندا سن کر وہ شخص ناامید ہوگا نہایت نادم ہوگا کہ کاش ہم دنیا میں ان لوگوں کی غیبت نہ کرتے اور ان کے عیب کو نہ کھولتے۔ اللھم نجنا من حسرۃ یوم القیمۃ یوم الحسرۃ و الندامۃ۔

ابراہیم بن ادہمؒ کا ایک مشہور واقعہ

حکایت: ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے چند لوگوں کی دعوت کی جب لوگ دسترخوان پر کھانا کھانے کے واسطے بیٹھے ایک شخص کی غیبت کرنے لگے، ابراہیمؒ نے کہا زمانِ سابق میں لوگ پہلے روٹی کھاتے تھے بعدہٗ منہ میں گوشت رکھتے تھے اور تم روٹی کھانے سے پہلے لوگوں کا گوشت کھانے لگے اور لوگوں کی غیبت کرنے لگے اس کو تذکرۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے۔

ایک جوان کا ابن المبارکؒ کے پاس آکر کہنا کہ میں نے بڑا گناہ یعنی زنا کیا ہے اور ان کا جواب

حکایت: ایک جوان عبداللہ بن مبارکؒ کی خدمت میں آکر کہنے لگا کہ میں نے ایک ایسا بڑا گناہ کیا ہے کہ اس کو بیان بھی نہیں کرسکتا، عبداللہ نے کہا بیان کرو، اس نے کہا میں نے زنا کیا، عبداللہ نے فرمایا خیر الحمد للہ تو نے غیبت نہ کی کیونکہ غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے (اس کو تذکرۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے)۔

شیخ سعدیؒ کو اپنے والد کی نصیحت

حکایت: گلستان کے باب دوم میں سعدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ میں ایام طفولیت میں شبانہ روز عبادت میں مشغول رہتا تھا اور قرآن شریف کو ہر وقت بغل میں رکھتا تھا، ایک شب اپنے والد کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک گروہ لوگوں کا سو رہا تھا میں نے اپنے والد سے کہا کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ایسے سوئے ہیں گویا کہ مر گئے ہیں، کاش! یہ لوگ بھی جاگتے اور دو رکعت نماز ادا

کرتے، میرے والد نے کہا جانِ پدر! اگر اس وقت تم بھی سوتے اور عبادت نہ کرتے تو بہتر تھا کہ اس غیبت سے بچتے اور عیب بیان کرنے سے نجات پاتے۔

سفر حج میں غیبت نہایت گناہ ہے

حکایت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمدؒ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ابو اللیث بخاری ایک سال حج کے واسطے نکلے اور اپنی جیب میں دو درہم ڈال لئے پھر قسم کھائی اور کہا اگر میں راہ میں آتے وقت یا جاتے وقت کسی کی غیبت کروں تو یہ دو درہم خدا کی راہ میں دے دُوں گا۔ ابو محمدؒ کہتے ہیں کہ پھر جب ابو اللیث حج سے پھرے اور اپنے گھر کو آئے تو لوگوں نے دیکھا کہ وہی دو درہم جو اپنی جیب میں ڈالے تھے موجود ہیں، لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے کہا کہ میں نے راہ میں غیبت نہیں کی کیونکہ میرے نزدیک سو مرتبہ زنا کرنا بہتر ہے ایک مرتبہ غیبت کرنے سے (اس کو خزانۃ الروایات میں نقل کیا ہے)۔

اس زمانہ میں حاجیوں کا حال

دقیقہ: ابو اللیثؒ کے قسم کھانے کی وجہ یہ ہے کہ راہِ حج میں غیبت کرنا بہت بڑے گناہ کا باعث ہے اور انسان کو جہنم تک پہنچاتا ہے، اسی واسطے بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حج اس شخص کا مقبول ہوگا جو احرام میں کچھ گناہ نہ کرے، نہ کسی کو گالی دے اور نہ کسی کی غیبت کرے اور اس زمانہ میں جو لوگ حج کے واسطے جاتے ہیں، جس قدر گناہ گھر میں کرتے ہیں اسی طرح راہ میں بھی کرتے ہیں، اور زمانۂ احرام میں لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور جب حرمین شریفین میں جاتے ہیں تو اہلِ مکہ اور اہلِ مدینہ کی غیبتیں کرتے ہیں اور سب کے عیبوں کو ڈھونڈا کرتے ہیں نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا

غیبت زنا سے بدتر ہے

حکایت: ایک مدرسہ میں ایک عورت آئی اور شیخ مدرسہ سے بولی کہ میں ایک مسئلہ پوچھنے کا ارادہ رکھتی ہوں لیکن بسبب حیا کے کہہ نہیں سکتی، شیخ نے کہا بیان کرو اور حیا نہ کرو عورت نے کہا مجھ سے یہ گناہ صادر ہوا کہ میں نے زنا کیا اور اس سے حاملہ ہوگئی پھر میرے جو لڑکا پیدا ہوا میں نے اسے مار ڈالا، اس بیان کو سُن کر حاضرین نے تعجب کیا، شیخ نے کہا اے لوگو! کیا اس گناہ پر تعجب کرتے ہو؟ سمجھو کہ غیبت کا گناہ

اس سے زائد ہے کیونکہ زنا کرنے والا جب گناہ سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور غیبت کرنے والا جب توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ذمّہ سے بری نہیں کرتا ہے، جب تک کہ وہ شخص جس کی غیبت کی ہے معاف نہ کر دے۔

(اس کو خزانۃ الروایات میں روضہ سے نقل کیا ہے)۔

نصیحت یحییٰ بن معاذ الرازیؒ

یحییٰ بن معاذ الرازی فرماتے ہیں۔ لیکن حظ المؤمن منك ثلاث خصال لتكون من المحسنين احدها ان لم تنفعه فلا تضره والثانية ان لم تسره فلا تغمه والثالثة ان لم تمدحه فلا تذمه ــــــ "اے مسلمان! تجھ پر لازم ہے کہ تجھ سے دوسرے مسلمان کو تین اچھی چیزیں حاصل ہوں تاکہ تو بھی نیکوں میں شمار ہو جائے، ایک یہ کہ اگر تو کسی کو نفع نہ دے تو ضرر بھی نہ دے (یعنی بہتر تو یہ ہے کہ تو ہر شخص کو نفع دیا کرے لیکن اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو کسی کو ضرر بھی نہ دیا کر اور کسی پر ظلم بھی نہ کیا کر) دوسرے یہ کہ اگر کسی کو خوش نہ کر سکے تو غمگین بھی نہ کیا کر (یعنی بہتر تو یہ ہے کہ ہر شخص کو خوش رکھا کر اور اس کی خدمت کیا کر، اس کے حکم کے موافق کیا کر کہ اگر وہ قریبی عزیز ہے تو اس کے ساتھ احسان کیا کر اور صلہ رحمی کر اور اگر وہ اجنبی ہے تو اس کے ساتھ نرمی کیا کر، درشتی اور سختی سے باز رہا کر، اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی کو غم بھی نہ دیا کر، کسی کو ستایا نہ کر کسی طرح سے تکلیف نہ پہنچایا کر) تیسرے یہ کہ اگر کسی کی تعریف نہ کر سکے تو مذمت بھی نہ کر (یعنی اولیٰ تو یہ ہے کہ سب کی تعریف کیا کر سب کے اچھے اچھے اوصاف بیان کیا کر اور جو اوصاف بُرے ہیں ان کو چھپایا کر، اپنے میں ستاریت کی صفت پیدا کر اور لوگوں کے پوشیدہ عیب نہ کھولا کر، اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی کو ستایا بھی نہ کر کسی کی غیبت نہ کیا کر کسی پر تہمت نہ لگایا کر، لوگوں کے سامنے اس کے عیوب آشکارا نہ کر کسی کے ساتھ استہزاء نہ کیا کر)"

اگر یہ تین باتیں تجھ میں پائی جائیں گی تو تو احسان کرنے والوں میں سے ہوگا، تیرا شمار محسنین میں کیا جائے گا، جو ثواب اللہ تعالیٰ نے محسنین کے لئے مقرر کیا ہے وہ تجھ کو عنایت کرے گا، اور اگر تو ان تین باتوں کو ذکر ے گا بلکہ لوگوں پر ظلم کرے گا، لوگوں کو ستائے گا، ان کی حق تلفی کرے گا، اور ان کے کسی کاروبار میں کچھ سعی نہ کرے گا، لوگوں کی غیبت کرے گا، ان کے بھید کھولے گا، ان کے عیبوں کو لوگوں سے کہہ دے گا، ان کو ذلیل کرے گا، ان پر تہمت لگائے گا، ان کو غمگین کرے گا

ہر طرح سے ان کو تکلیف دے گا تو تیرا شمار ظالموں میں ہوگا اور جو جزا اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے واسطے ٹھہرائی ہے وہ تجھ کو نصیب ہوگی، جہنم تیری مشتاق ہوگی، جنت تجھ سے کوسوں دُور بھاگے گی۔

وہ لوگ حشر میں تیرا دامن پکڑیں گے، منصفِ حقیقی کے سامنے فریاد کریں گے تجھ کو ذلیل کروائیں گے، لوگوں کو تجھ پر ہنسوائیں گے، لہٰذا اگر تجھ کو قیامت کے روز مجمع خلائق میں ذلیل ہونا پسند ہے تو دنیا میں لوگوں کی غیبتیں کیا کر، ان کو حقیر کیا کر، ورنہ اپنے افعال سے باز آ، لوگوں کو نہ ستا کسی کے پوشیدہ عیب کو ظاہر نہ کر (اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے)

کامل مسلمان کون ہے؟

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ــــ "کامل مسلمان وُہ شخص ہے کہ اس کے ہاتھ سے اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں"۔

یعنی زبان سے کسی کو گالی نہ دیوے، کسی کو بُرا نہ کہے کسی کی غیبت نہ کرے کسی کو بے وقوف نہ کہے، کسی کو مجنون نہ کہے کسی کے عیب کو نہ کھولے کسی کا بھید نہ کھولے اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ دیوے کسی کو نہ مارے، کسی کو نشانہ نہ بنائے کسی پر ہاتھ نہ اُٹھائے اور جو شخص ایسا نہ ہوا لوگوں کو اُس نے ہر طرح کی تکلیف دی، ہاتھ سے مارنے کا ارادہ کیا، آنکھ سے کسی کی طرف اشارہ کیا، ہر شخص اس سے تنگ رہا تو وہ شخص مسلمان کامل نہیں ہے، ایمان اس کے دل میں مضبوط نہیں ہے انتقال کے وقت احتمال قوی ہے کہ شیطان غالب آجاوے اور ہر طرح سے اپنے وسوسے دکھائے اور وہ شخص دائرہ ایمان سے نکل جائے اور اس کا قدم صراط مستقیم سے پھسل جائے، جہنم کی راہ اختیار کرے، جنت سے فرار کرے، بخلاف اس کے کہ جب ایمان کامل ہو، اسلام کا مزہ دل میں حاصل ہو، ایمان کے افعال پائے جاتے ہوں، بندوں کے حقوق گردن پر نہ ہوں اس صورت میں شیطان کا وسوسہ وقت مرگ اثر انداز نہ ہوگا، دریائے ایمان جوش کرے گا، نیک فرشتہ ابلیس کو بھگا دے گا، وساوس کو دُور کرے گا، اس لئے خاتمہ بخیر ہوگا، شیطان اپنا سر پیٹے گا اپنے سر پر خاک اڑا دے گا اور بہت چیخے گا۔ (اس کو بخاری نے کتاب الایمان میں روایت کیا ہے۔)

کعب احبارؓ کے قول کا بیان

اثر: کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں پڑھا ہے غیبت کا حال ان میں لکھا ہوا ہے۔ من مات تائبا من الغیبة کان اٰخر من یدخل الجنة ومن مات مصرا علیها کان اول من یدخل النار ــــــ "غیبت ایسی بُری شے ہے کہ جو شخص غیبت پر اصرار کر کے مرے یعنی ہمیشہ غیبت کیا کرتا ہو اور اس سے توبہ نہ کرتا ہو اور بغیر توبہ کے مر جاوے پہلے دوزخ میں وہی جائے گا اور جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرے یعنی اس نے غیبت کی پھر توبہ کر کے مرا تو وہ شخص جنت میں تو جائے گا مگر سب کے بعد" اس کو کیمیائے سعادت میں نقل کیا ہے۔

ــــــــ: الحاصل جو شخص غیبت کرتا ہے اس کو سوائے اپنے نقصان کے کچھ نہیں ملتا ہے کیونکہ اگر توبہ کر کے مرا ہے تو قیامت میں اگرچہ اس کی غیبت پر عذاب نہ ہوگا، مگر معتوب ہوگا کہ جنت میں سب لوگوں کے بعد جاوے گا اور تاوقتیکہ سب لوگ جنت میں نہ جالیں وہ جنت میں جانے نہ پائے گا، پھر نہایت پچھتائے گا، ندامت اُٹھائیگا حسرت کرے گا، ایک ہتھیلی دوسری ہتھیلی پر مارے گا ؎

دیکھئے کیا حشر کو ہو میرا حال — مجھ کو رہتا ہے یہی ہر دم ملال

اور اگر بغیر توبہ کے جہان جاودانی کو گیا ہے، دنیائے فانی کو چھوڑا ہے تو قیامت میں سب سے قبل جہنم میں جائے گا، اگرچہ غل بہت مچائے گا، چیخے گا، چلائے گا لیکن کوئی وہاں کام نہ آئے گا، جب خدا تعالیٰ غصے میں آجائے گا۔

حضرت عمرؓ کا فرمان کہ غیبت مرض ہے

اثر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علیك بذکر اللّٰه فانه شفاء وایاك والغیبة وذکر الناس فانه داء ــــ "اے انسان! تو اپنے اوپر خدائے تعالیٰ کے ذکر کو لازم کر، اور ہر وقت اللہ کو یاد کیا کر کیونکہ اس کا ذکر ہر بیماری کے لئے شفا ہے اور تو غیبت سے بچ اور لوگوں کے عیب بیان کرنے سے ڈر کیونکہ غیبت بیماری ہے۔ (اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے)۔

آیت حرمتِ غیبت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ـــــ "وہ کوئی شخص کسی کی غیبت نہ کرے اور کسی پر طعن نہ کرے"۔

قیامت میں غیبت کرنے والے سے کیا سلوک ہوگا؟

اثر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: من اکل لحم اخیہ فی الدنیا قرب الیہ لحمہ فی الآخرۃ وقیل لہ کلہ میتا کما اکلتہ حیا فیا کلہ فیفضح ویکلح۔

"جس شخص نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا یعنی اس کی غیبت کی آخرت میں اس کے سامنے اس کے بھائی کا گوشت پیش کیا جائے گا اور حکم ہوگا کہ جس طرح تو نے دنیا میں اس کا گوشت کھایا یعنی اس کی غیبت بیان کی، اسی طرح اب بھی اس کا گوشت کھا، غیبت کرنے والا جب منہ میں اس گوشت کو رکھے گا، نہایت بُرا منہ بنا دے گا اور رسوا ہوگا (اس کو کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)

حضرت قتادہؒ کی نصیحت

ارشاد: حضرت قتادہ رضؓ فرماتے ہیں: کما یمتنع احدکم من ان یاکل لحم اخیہ میتاً کذلک یجب ان یمتنع من غیبتہ حیًا ——— "جس طرح آدمی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے کراہت کرتا ہے اسی طرح واجب ہے کہ غیبت سے اپنے نفس کو روکے اور جہنم میں اپنے آپ کو نہ جھونکے"۔

(اس کو سلیمان جمل نے حاشیہ جلالین میں نقل کیا ہے)۔

قبر کا تہائی عذاب غیبت سے ہوتا ہے

ارشاد: عذاب القبر ثلث من الغیبۃ وثلث من النمیمۃ وثلث من البول:

——— "عذاب قبر تین سبب سے ہوتا ہے، تہائی عذاب چغلخوری کے سبب اور تہائی عذاب پیشاب سے پرہیز نہ کرنے کے سبب اور تہائی غیبت کے سبب سے ہوتا ہے"۔

(اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا گیا ہے)۔

غیبت کی حُرمت اور بدگمانی کا بیان

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرم من المسلم دمہ وعرضہ وان یظن بہ ظن السوء

——— "حرام ہے کسی مسلمان کے خون کو بغیر حق کے لینا یعنی اس کو قتل کرنا اور حرام ہے ہر مسلمان کی عزت، لہٰذا کسی کی عزت ریزی اور غیبت نہ کرنی چاہیے اور کسی سے بدگمانی رکھنا بھی حرام ہے"۔

(اس کو سلیمان جمل نے حاشیہ جلالین میں نقل کیا ہے)۔

بدگمانی کرنے والوں کی بُرائی

ھدایت: اس حدیث سے بدگمانی کا حرام ہونا ظاہر ہوگیا،

اور اس کا برا ہونا معلوم ہو گیا، بلکہ بعض آیات صاف صاف اس باب میں نازل ہو گئی ہیں اور احادیث اس
کی حرمت پر شاہد ہیں، اس زمانہ میں یہ امر نہایت عام ہو گیا ہے ہر شخص دوسرے کے ساتھ بدگمانی رکھتا
ہے، کوئی سمجھتا ہے کہ فلاں شخص میری غیبت کیا کرتا ہے کوئی سمجھتا ہے کہ فلاں شخص مجھ کو گالیاں دیتا
ہے اور مجھ سے بغض رکھتا ہے کوئی ظن کرتا ہے کہ فلاں آدمی نماز نہیں پڑھتا ہے، کوئی گمان رکھتا
ہے کہ فلاں شخص روزہ چھوڑتا ہے اور یہ نہیں بن پڑتا کہ کسی معتمد سے اس کا حال معلوم کریں اور
اسی بدگمانی کے سبب فساد بپا ہوتا ہے، باہم جنگ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، شیطان جب دیکھتا
ہے کہ اس کے دل میں فلاں شخص کی طرف سے بدگمانی آئی ہے تو اسے ہر طرح کے وسوسے
دلاتا ہے ہر طرح کے خطرات پیدا کرتا ہے اور آخر کار نوبت شر تک پہنچ جاتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی نصیحت

اثر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اذا اردت ان تذکر عیوب صاحبك فاذکر عیوبك
"جب تیرا ارادہ ہو کہ کسی کی غیبت کرے اور اس کا عیب بیان کرے تو تو اس وقت اپنے
عیبوں کو یاد کر لے اور اپنے گناہوں کو سوچ لے تاکہ غیبت سے نجات پائے اور جنت میں جائے"
اور اگر اپنے عیبوں کو تو دیکھے گا، لوگوں کے عیبوں کو پکڑے گا، اللہ تعالیٰ بھی قیامت میں تیرے
عیوب کھولے گا (اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے)۔

ایاس بن معاویہؒ کا عجیب طور سے غیبت سے منع کرنا

حکایت: سفیان بن الحسینؒ ایک روز ایاس بن معاویہؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ انھوں نے کسی کی غیبت کی، اور شکایت کی ایاس نے کہا چپ رہو پھر اس کے بعد کہا، اچھا
اے سفیان! تم نے ترک سے بھی لڑائی کی ہے یا نہیں، انھوں نے کہا نہیں، پھر پوچھا تم نے
کبھی روم سے مقابلہ کیا ہے یا نہیں، سفیان نے جواب دیا نہیں، ایاس نے کہا افسوس کہ تمھارے
ہاتھ سے روم اور ترک نے کسی طرح کی تکلیف نہیں اٹھائی اور تمھاری ذات سے کوئی اذیت
نہیں پائی اور اس مسلم نے کہ جس کی تم نے غیبت کی اذیت پائی (اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے)

حضرت زین العابدینؒ کی نصیحت

حضرت زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو غیبت کرتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: ایاك والغیبۃ

فاتها ادام کلاب الناس ـــــــ "تو غیبت سے بچ اس لئے کہ غیبت ان لوگوں کا ادام ہے جو کتے ہیں ،ادام اس چیز کو کہتے ہیں جس سے روٹی کھائی جائے جیسے شوربہ نمک وغیرہ"

(اس کو کیمیائے سعادت میں نقل کیا ہے)

کتوں سے تشبیہ دینے کی وجہ

دقیقہ: امام زین العابدینؒ نے غیبت کرنے والوں کو کتوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے اس وجہ سے ، کہ قرآن مجید اور احادیث میں غیبت کو مردار کا گوشت کھانے کے مثل بتایا گیا ہے اور اس کی تشبیہ مردار کا گوشت کھانے کے ساتھ واقع ہوئی ہے اور مردار کا گوشت کھاتا اور اس کا چبانا کتوں کا کام ہے ،لہٰذا غیبت کرنے والے مثل کتوں کے ہوئے اور آدمیوں کی اقسام سے خارج ہوئے کیونکہ اگر آدمی ہوتے تو ان میں آدمی کی صفت ہوتی اور انسان کی خصلت ان میں پائی جاتی کسی کی غیبت نہ کرتے کسی کا گوشت کتوں کی طرح نہ چباتے کسی پر طعن نہ کرتے اور طعن کو شوربہ نان نہ بناتے۔

غیبت فاسقوں کی مہمانی ہے

ارشاد: ابو عمران کا قول ہے اَلْغِيْبَةُ ضِيَافَةُ الْفُسَّاقِ وَمَرَاتِعُ النِّسَاءِ وَاِدَامُ كِلَابِ النَّاسِ وَمَزَابِلُ الْاَتْقِيَاءِ ـــــــ "غیبت فاسقوں کی ضیافت ہے اور عورتوں کے چرنے کی جگہ ہے ۔یعنی غیبت فاسقوں کی مہمانی ہے اس لئے فساق جب جمع ہوتے ہیں تو غیبت بہت ہوتی ہے اور عوام کیا خواص اس زمانے میں جب دستر خوان پر کھانا کھانے کے واسطے بیٹھتے ہیں، تو دنیاوی قصص وحکایات بہت بیان کرتے ہیں، اور پہلے بسم اللہ کر کے لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں باوجودیکہ کھانے کے وقت قصص دینیہ اور حکایات صالحین کا ذکر بہتر ہے۔"

اور جب دو شخص ملاقات کرتے ہیں تو ایک دوسرے کی مہمانی یہ کرتے ہیں کہ لوگوں کی غیبت دوسروں کے سامنے کرتے ہیں مسلمانوں کے عیبوں کو کھول کھول کر ذلیل کرتے ہیں ، ذکرِ دین سے ان کا دل خوش نہیں ہوتا ہے ،نفس ملول ہوتا ہے، غیبت سے طبیعت ان کی خوش ہوتی ہے لہٰذا غیبت فاسقوں کی مہمانی ہوئی اور فاجروں کی ضیافت ہوئی ۔

غیبت عورتوں کی چراگاہ ہے

نیز غیبت عورتوں کے چرنے کی جگہ ہے یعنی جس طرح جانور گھاس دیکھتے ہیں تو نہایت خوش ہو کر اس کی طرف دوڑتے

ہیں اور ہر وقت اس خیال میں رہتے ہیں کہ گھاس کہاں ملتی ہے، خوراک کہاں نصیب ہوتی ہے اور ہر وقت اِدھر اُدھر دیکھا کرتے ہیں کہ چراگاہ کہاں ہے، ہمارا مقام کہاں ہے، اسی طرح عورتیں بھی جب دیکھتی ہیں کہ فلاں محفل میں کسی کی غیبت ہوتی ہے، اس کی شکایت ہوتی ہے تو جھٹ پٹ وہاں جاتی ہیں، خود بھی شریک محفل ہوتی ہیں، قہقہے مارتی ہیں، دو چار باتیں اس پر کہہ سناتی ہیں اور جب جمع ہوتی ہیں اور ایک جا سب بیٹھتی ہیں تو لوگوں کا ذکر چلتا ہے، لوگوں کا چرچا ہوتا ہے، آواز بلند ہوتی ہے، غوغا اُٹھتا ہے، ندا اُٹھتی ہے، غل مچتا ہے، ہر عورت ایک کہانی بیان کرتی ہے، ہر عورت کسی کا عیب ظاہر کرتی ہے اور زمانۂ سابق میں بعض عورتیں اس قسم کی تھیں کہ نماز اشراق اور تہجد کا التزام رکھتی تھیں اور پنجوقتہ نماز کے بعد تسبیح پڑھتی تھیں، لوگوں کے عیبوں سے حتی الامکان زبان کو روکتی تھیں، صراطِ مستقیم پر چلتی تھیں، اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا یا کسی کا عیب بیان کرتا تو اُن کو نصیحت کرتی تھیں اور مردوں اور عورتوں کو لوگوں کے ذلیل کرنے سے روکتی تھیں، حیف ہے مردوں پر کہ عورتوں پر برتری رکھنے کے باوجود ہمیشہ غیبتیں کیا کرتے ہیں اور جو عورتیں پرہیزگار ہیں، ان کو نصیحت کیا کرتے ہیں، سعدی رح نے خوب کہا ہے۔

زنانے کہ طاعت برغبت برند	زمردانِ ناپارسا بگذرند !
ترا شرم ناید زمردی خویش	کہ باشد زناں را قبول از تو بیش
زناں را بعذرِ معین کہ ہست	زطاعت بدارند گاہِ دست
تو بے عذر یکسو نشینی چو زن ؟	شوی کم ز زن لافِ مردی مزن

"جو عورتیں عبادت سے رغبت رکھتی ہیں وہ غیر پارسا شوہروں سے گریز کرتی ہیں تجھے اپنی مردانگی پر شرم نہیں ہوتی کہ عورتوں کو تجھ سے زیادہ قبولیت حاصل ہے۔

عورتیں معذور ہوتے ہوئے بھی عبادت سے ہاتھ نہیں اٹھاتیں اور تو بغیر کسی عذر کے عورتوں کی طرح یکسوئی اختیار کرتا ہے، تیرا درجہ عورتوں سے بھی کم ہے، اس لئے تو مردانگی کی لاف و گزاف چھوڑ دے"

نیز غیبت ان مردوں کا سالن ہے جو مثل کتوں کے ہیں چنانچہ اس کی تفصیل گذر چکی نیز غیبت

اتقیاء اور زاہدوں کے نزدیک کوڑا پھینکنے کا مقام ہے یعنی جس طرح مقام خس و خاشاک نہایت بد ہے ہر وقت اس سے بچتے ہیں اپنی زبان کو روکتے ہیں، اس کو نزہۃ المجالس میں نقل کیا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے کبھی غیبت نہ کی

محمد بن المحمود العربی الخوارزمی مسند امام اعظم میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رح کی عجب شان تھی کہ انھوں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی اور کبھی کسی کی برائی نہیں بیان کی۔

جہنم میں غیبت کرنے والوں کو خارش ہوگی

حکایت: جہنم میں دوزخیوں کو ازحد خارش ہوگی اور خارش کے سبب ان کا سب گوشت پوست فنا ہو جائے گا، ہڈی نکل آئے گی اس وقت ندا ہوگی، اے لوگو! کیا تم کو اس سے تکلیف ہوتی ہے، ناری جواب دیں گے، ہم تکلیف ہو رہی ہے، جواب ملے گا یہ تکلیف تم کو اس سبب سے ہوئی کہ دنیا میں تم لوگوں کو ذلیل کرتے تھے مسلمانوں کو اذیت دیتے تھے، اس کو احیاء العلوم میں مجاہدؒ سے نقل کیا ہے۔

تفسیر وَيْلٌ لِّكُلِّ

آیت: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهُ ۝ —— "پھٹکار ہے اس شخص پر جو ہمزہ اور لمزہ ہو اور جو مال جمع کرے"۔

مفسرین نے پہلے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ یہ آیت عام ہے یا خاص، بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت ایک شخص خاص کی شان میں نازل ہوئی ہے مراد اس آیت سے وہی شخص ہے تفسیر جلالین میں تحریر ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی شان میں نازل ہوئی جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی غیبتیں کیا کرتے تھے جیسے ولید بن المغیرہ وغیرہ اور کلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اخنس بن شریق کی شان میں اتری ہے کہ وہ ہمیشہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت کیا کرتا تھا، اور مومنین کی شکایت میں اپنے اوقات صرف کرتا تھا اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ مراد ہمزہ اور لمزہ سے کوئی شخص خاص نہیں ہے، بلکہ ہر وہ شخص جو غیبت کرے اور یہ آیت کسی شخصِ خاص کی شان میں نہیں نازل ہوئی بلکہ ہر غیبت کرنیوالے کی شان میں اتری ہے۔ چنانچہ کرخی نے مجاہد علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے اور محققین کا مذہب یہ ہے

کہ یہ آیت اگرچہ خاص لوگوں کی شان میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت کیا کرتے تھے نازل ہوئی ہے لیکن مراد اس آیت سے ہر غیبت کرنے والا ہے خواہ اخنس بن شریق ہو یا ولید بن المغیرہ ہو یا اور کوئی شخص ہو اس پر پھٹکار ہے، چنانچہ امام رازی کا تفسیر کبیر میں اسی طرف میلان ہے پھر اس کے بعد مفسرین ہمزہ اور لمزہ کے معنی میں اختلاف کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ دونوں سے مراد غیبت کرنے والا ہے، چنانچہ جواہر التفسیر میں نقل کیا ہے اور کلبی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مراد ہُمزہ سے وہ شخص ہے جو لوگوں کی غیبت ان کے پیچھے کرے اور مراد لُمزہ سے وہ شخص ہے جو لوگوں کے سامنے ان پر لعنت کرے اور گالیاں دیا کرے اور سلیمان جمل نے حاشیہ جلالین میں حضرت حسن بصری رح سے اس کا برعکس نقل کیا ہے، یعنی ہمزہ سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کو ان کے سامنے بُرا کہا کرے اور لمزہ سے وہ شخص جو غیبت کیا کرے اور امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں امام ابو زید سے نقل کیا ہے کہ مُراد ہمزہ سے وہ شخص ہے جو لوگوں کو ہاتھ سے تکلیف دیا کرے اور اُن کو مارا کرے اور لمزہ سے مُراد وہ شخص ہے جو لوگوں کو زبان سے تکلیف دیا کرے الحاصل اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے والے پر اظہارِ افسوس فرمایا اور از حد زجر فرمایا تعجب ہے لوگوں پر کہ لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور خدا کے غضب وقہر کے سزاوار رہتے ہیں اور بلا شک اگر اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو نظرِ انصاف سے دیکھے گا تو ایک شخص بھی ہم لوگوں میں سے نجات نہ پائے گا ہاں اگر نظرِ عنایت فرمادے تو نجات ہوگی۔

اللھم انا عبادك المجرمون ان لنا ذنوبا فیما بیننا وبینك وذنوبا فیما بیننا وبین خلقك فما کان منها لك فاغفر لنا بفضلك واما ما کان منها لخلقك فارض عنا خصمائنا بجود احسانك۔

درویشانِ طریقتؒ کی عجیب طریقہ سے نصیحت

حکایت: چند درویش باہم بیٹھے تھے اور باہم مذاکرے ہو رہے تھے کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت شروع کی ایک درویش نے اس سے پوچھا کہ اے شخص! تُونے فرنگ سے کبھی جہاد کیا یا نہیں اس نے جواب دیا کہ میں کبھی اپنے گھر کی چہار دیواری سے بھی باہر نہیں نکلا درویش نے کہا ایسا بدبخت کوئی نہ ہوگا کہ اس کے ہاتھ سے کافروں نے اذیت نہ پائی اور ایک مسلمان نے جس کی تم نے غیبت کی تکلیف

اٹھائی، سعدی رح نے اس واقعہ کو منظوم کر کے لکھا ہے ؎

طریقت شناسانِ ثابت قدم — بخلوت نشستند چندے بہم
یکے زاں میاں غیبت آغاز کرد — درِ ذکر بیچارۂ باز کرد
کسے گفتش اے یار شوریدہ رنگ — تو ہرگز غزا کردۂ در فرنگ
بگفت از پسِ چار دیوار خویش — ہمہ عمر تہ نہادہ ام پائے پیش
چنیں گفت درویش صادق نفس — ندیدم چنیں بخت برگشتہ کس
کہ کافر ز پیکارش ایمن نشست — مسلماں ز جورِ زبانش نہ رست

"چند اہل طریقت خلوت میں بیٹھے تھے ایک شخص نے کسی کی غیبت کرنی شروع کر دی ایک درویش نے اس سے پوچھا کہ کیا تُو نے کبھی فرنگ سے جہاد کیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے کبھی گھر کی چار دیواری سے پاؤں بھی نہیں نکالا، درویش نے کہا کہ اس سے زیادہ برگشتہ قسمت آدمی میں نے نہیں دیکھا کہ جس کے ظلم سے کافر تو محفوظ رہا اور مسلمانوں کو اس کی زبان کے طعنوں سے نجات نہ مل سکی"

حضرت ابن عمرؓ کا غیبت کو نفاق کہنا

حکایت: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حجاج کی غیبت کر رہا ہے پوچھا اے شخص! اگر حجاج یہاں ہوتے تو یہ عیب ان کے سامنے بیان کرتا یا نہیں، اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ صحابہؓ اس امر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نفاق سمجھتے تھے کہ لوگوں کے سامنے ان کی تعریف کریں اور پیچھے ان کی شکایت کریں (اس کو احیاء العلوم کے باب الخوف میں نقل کیا ہے)۔

نفاق اہل زمانہ

نصیحت: اس زمانہ میں لوگوں کا عجیب حال ہے کہ جب ملتے ہیں تو نہایت تعظیم کے ساتھ پیش آتے ہیں اور خیر و عافیت پوچھتے ہیں ہر طرح کی خاطر داری کرتے ہیں ہر طور کی مہمانداری کرتے ہیں کبھی پان الائچی سے منہ لال کرتے ہیں، یہ سب امور ظاہراً کرتے ہیں اور باطن میں بغض و عداوت رکھتے ہیں اسی واسطے جب مجلس برخاست ہو جاتی ہے تو لوگوں کی غیبتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں ان کے عیوب بیان کر کے ہنستے ہیں کہ فلاں شخص ایسا ہے، فاجر ہے، داڑھی مونڈاتا ہے اور فلاں شخص داڑھی کترواتا ہے اور فلاں شخص کو کیا ہو گیا ہے ہمیشہ گلبدن کا پاجامہ پہنتا ہے، خلاف شرع باتیں کرتا ہے اور فلاں شخص کی چال عجیب ہے

کو دیکھ کر ہنسی آتی ہے اور فلاں شخص کتنا بے حیا ہے کہ اس کی باتوں سے ہم کو شرم آتی ہے، اور فلاں شخص متکبر معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے باتیں کم کرتا ہے اور فلاں شخص بے وقوف ہے لوگوں سے بات کرنے کا شعور نہیں رکھتا اور فلاں شخص عجیب مسخرہ ہے کہ گویا ہیجڑا ہے اور جب ان سے کوئی کہتا ہے کہ کس واسطے ان کی برائیاں بیان کرتے ہو اور ان کے عیوب کو عیاں کرتے ہو تو جواب دیتے ہیں کیا مضائقہ ہے بادشاہ کو بھی ہر شخص غیبت میں بُرا کہتا ہے۔

تقریرِ مؤلف بعض حضرات سے

ایک روز راقم الحروف غفرلہٗ اللہ تعالیٰ الرؤف نے ایسے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ عجیب بے مروت ہیں کہ سامنے لوگوں کی تعریف کرتے ہیں، ان کی چاپلوسی کرتے ہیں اور غیبت میں ان کی برائیاں بیان کرتے ہیں، انھوں نے جواب دیا کہ اسی کا نام حسنِ خلق ہے یعنی عادت کا اچھا ہونا اور اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرمایا ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم بیشک نہایت خلق پر ہو" اس لئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ان کے سامنے بُرا نہیں کہتے تھے، اسی طرح ہم لوگ بھی کسی کو منہ پر بُرا نہیں کہتے ہیں، تاکہ اس کو رنج نہ ہو۔ راقم الحروف نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح روبرو لوگوں کو بُرا نہیں کہتے تھے، اسی طرح کسی کی غیبت بھی نہیں کرتے تھے، مگر ہاں! جب کوئی فائدہ ہو چنانچہ تفصیل فوائد کی گذر چکی، برخلاف آپ لوگوں کے کہ ظاہر میں تعریف کرتے ہیں اور باطن میں بغض رکھتے ہیں، اس کو حسنِ خلق نہیں کہتے ہیں بلکہ یہ نفاق ہے۔

مزاح غیبت سے بہتر ہے

حکایت: سعدیؒ کہتے ہیں کہ ایک پرہیزگار شخص نے ایک مرتبہ ایک لڑکے سے کچھ دل لگی کی مگر نیت تفریح کی تھی جب دوسرے پرہیزگاروں نے سُنا کہ فلاں نے ایک لڑکے سے دل لگی کی تو باہم ہنسنے لگے اور غیبت کرنے لگے رفتہ رفتہ جب یہ خبر اس پارسا کو پہنچی کہ دیگر پارسا حضرات میرے حال پر ہنستے ہیں تو اس نے کہا، اے لوگو! خدائے تعالیٰ نے تفریحاً لڑکے کے ساتھ مذاق کرنا حرام نہیں کیا ہے البتہ غیبت حرام کی ہے لہٰذا تم لوگوں کو کس نے غیبت کرنے کی اجازت دی؟

بطیبت بخندید از کودکے ؎ شنیدم کہ از پارساں یکے

دگر پارسایان خلوت نشیں — بغیبش فتادند در پوستیں !
بآخر نماند ایں حکایت نہفت — بصاحب نظر باز گفتند گفت
مدر پردۂ یار شوریدہ حال — بہ طیبت حرام ست و غیبت حلال

"سُنا ہے کہ ایک پارسا نے تفریحاً ایک لڑکے سے مزاح کیا دوسرے پارسا اس کی غیبت میں اس کو برا بھلا کہنے لگے، یہ خبر اس پارسا سے پوشیدہ نہ رہ سکی لوگوں نے اس تک بات پہنچائی، اس نے کہا کہ لڑکے کے ساتھ مزاح کرنا تو برائے تفریح حرام ہوگیا اور غیبت حلال ہوگئی"

حضرت حذیفہ رضؓ کا غیبت کو نفاق کہنا

حکایت: ایک روز حضرت حذیفہ رضؓ کے دروازے پر چند لوگ بیٹھے اور حذیفہؓ کا انتظار کرنے لگے، اسی دوران میں کچھ حذیفہ رضؓ کا بھی تذکرہ آگیا، جب حذیفہ باہر آئے تو وہ لوگ حیا کے مارے چُپ ہوگئے حذیفہ رضؓ نے فرمایا جو کہتے تھے کہو کیونکہ اس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاق سمجھتے تھے کہ لوگوں کے سامنے چپ رہیں اور پیچھے ان کے اوصاف بیان کریں (اس کو احیاء العلوم کی کتاب الخوف میں نقل کیا ہے)۔

حدیث حُرمت غیبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل المسلم علی المسلم حرام مالہ وعرضہ و دمہ حسب امرء من الشران یحقر اخاہ المسلم ——— "تمام مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، ان کا مال بھی حرام ہے لہٰذا کسی کے مال کو چوری سے لے لینا چھین لینا یا خراب کر دینا یا کھو ڈالنا جائز نہیں ہے اور عزت بھی حرام ہے لہذا کسی کی عزت لینا کسی کی غیبت کرنا یا کسی کو ذلیل کرنا منع ہے اور خون بھی حرام ہے لہذا بلا وجہ کسی کو مار ڈالنا درست نہیں ہے اور یہ بدی تو بہت بڑی ہے کہ کوئی شخص کسی کو ذلیل کرے یعنی اگر ایک کو دوسرے سے کچھ تکلیف نہیں پہنچتی ہے مگر یہ کہ وہ شخص اس کو ذلیل کرتا ہے تو یہی تکلیف کافی ہے" (اس کو ابوداؤد نے روایت کیا)

نصیحت: لوگوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کو تکلیف دینے سے باز آئیں اور توبہ کے لئے ہاتھ اٹھائیں کیونکہ اس زمانے والوں کا یہ حال ہے کہ جب کسی شخص پر احسان کرتے ہیں یا اس کا کوئی کام کر دیتے ہیں تو اپنا احسان جتلاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے کہا کرتے ہیں کہ دیکھو فلاں شخص پر ہم نے احسان کیا ہم نے اس کو تکلیف نہیں دی اور شام و صبح اس کی غیبت میں مصروف رہتے ہیں

اور اس کے ذلیل کرنے میں اپنے اوقات صرف کرتے ہیں اور اس کو تکلیف نہیں سمجھتے ہیں ، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ذلیل کرنا بھی بہت بڑی تکلیف ہے ۔

اللھم اجعلنا ممن تبع الصراط المستقیم وسلک طریق الدین القویم ۔

سعدیؒ کو ان کے اُستاد کی نصیحت

حکایت : ایک روز مدرسہ نظامیہ میں سعدیؒ نے اپنے استاد شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی سے کہا کہ جب لوگوں کو میں حدیث کا درس دیتا ہوں تو فلاں شخص حسد کرتا ہے اور اس کا دل طیش میں آتا ہے استاد نے کہا کہ اے سعدیؒ ! تم پر تعجب ہے تم حسد کو اتنی بُری چیز سمجھتے ہو کہ میرے سامنے اس کا ذکر کرتے ہو اور اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرتے ہو تم سے کس نے کہا کہ حسد حرام ہے اور غیبت حلال ہے اگر وہ شخص جہنم میں بسبب حسد کے جائے گا تو تم بھی جہنم میں بسبب غیبت کے جاؤ گے ، چنانچہ بوستان میں ہے ؎

مرا در نظامیہ ادرار بود	شب و روز تلقین و تکرار بود
مر استاد را گفتم اے پُر خرد	فلاں یار بر من حسد می برد
چو من داد معنی دہم در حدیث	بر آید بہم اندرونِ خبیث
شنید ایں سخن پیشوائے ادب	بہ تندی بر آشفت گفت ای عجب
حسودی لپسندت نیامد ز دوست	ندانم کہ گفتنت کہ غیبت نکوست
گر او راہِ دوزخ گرفت از خسی	ازیں راہ دیگر تو در وے رسی

ان فارسی اشعار کا ترجمہ و مفہوم اوپر بیان ہو چکا ہے ۔

آیت حرمت غیبت

آیۃ : اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ـــــ "اے محمد ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی اطاعت نہ کر وجہ حلّاف ہو یعنی قسمیں بہت کھایا کرتا ہو اور سچ جھوٹ میں خدا کو گواہ بنایا کرتا ہو اور مہین یعنی کم عقل ہو اور ہماز ہو یعنی غیبت کرتا ہو "

ہر سچی بات میں بھی قسم کھانا منع ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر بات میں قسم کھانا ممنوع ہے ، اس زمانے کے لوگ قسم کو اپنا تکیہ کلام بنا لیتے ہیں اور

ہر بات میں جھٹ پٹ قسم کھا جاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ نام کس عظیم الشان ہستی کا ہے، بلکہ جو بات جھوٹ ہو اور اس کو سچ بنانا منظور ہو تو اس پر خدا کو گواہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں خدا گواہ ہے اور خدا جانتا ہے اس کو حالانکہ بعض کتب فقہ میں مصرح ہے کہ ایسی صورت میں آدمی کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے خدا کو جھوٹ بات پر گواہ بنایا، گویا خدا تعالیٰ جھوٹا ہوا، نعوذ باللہ تعالیٰ منہ

حکایت: جب حضرت یوسف اور حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام میں ملاقات ہوئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس وہ بھیڑیا جس پر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے کھا جانے کی تہمت لگائی تھی مبارک بادی کے واسطے آیا انھوں نے بھیڑیے سے پوچھا کہ اتنی مدت تک حضرت یوسف علیہ السلام کا حال تجھ کو معلوم تھا یا نہیں؟ اس بھیڑیے نے کہا مجھ کو یوسف علیہ السلام کا حال اور جو کچھ ان کے بھائیوں نے اُن کے ساتھ کیا سب معلوم تھا مگر آپ کے سامنے بیان نہیں کیا تاکہ غیبت اور چغلخوری نہ ہو جائے (اس کو نزہۃ المجالس میں نقل کیا ہے)۔

اہلِ زمانہ بھیڑیے سے بھی بدتر ہیں

نصیحت: اس زمانے کے لوگوں کا عجیب حال ہے کہ ہر وقت غیبت کیا کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا کرتے ہیں اور جانور جو بے عقل ہوتے ہیں غیبت سے اور شکایت سے پرہیز کرتے ہیں لہٰذا یہ لوگ بھیڑیے سے بھی بدتر ہوتے، مقام افسوس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو سب پر حتیٰ کہ عورتوں پر بھی بزرگی دی ہے اور یہ لوگ خود اپنا نقصان کرتے ہیں اپنے آپ کو عورتوں سے اور جانوروں سے بدتر بناتے ہیں۔

ہولناک منظر

حدیث: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لما عرج بی مررت بقوم لھم اظفار من نحاس یخمشون وجوھھم وصدورھم فقلت من ھؤلاء یا جبریل قال ھؤلاء الذین یاکلون لحوم الناس و یقعون فی اعراضھم "جب میں شبِ معراج میں جبرئیل کے ساتھ گیا تو راستے میں عجیب و غریب معاملات دیکھے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ چند لوگوں کو میں نے دیکھا کہ ان کے ناخن تانبے کے ہیں اور وہ اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے ہیں میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہ اس عذاب میں گرفتار ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کی عزت ریزی کرتے تھے"

غیبت کے بارے میں حاتم اصمؒ کا ارشاد

حاتم اصمؒ فرماتے ہیں: المغتاب والنمام قرود اھل النار والکذاب کلب اھل النار و الحاسد خنزیر اھل النار ـــــــ غیبت کرنے والے اور چغلی کھانے والے دوزخیوں میں بندر ہونگے اور جھوٹ بولنے والے کتے اور حسد کرنیوالے جہنمیوں میں سُور ہونگے" (اسکو نزہت المجالس میں نقل کیا ہے)

ے
بندروں کی شکل بنتے اے جواں وہ اٹھیں گے عیب میں جو ہیں یہاں!

جھوٹ کو گناہِ صغیرہ سمجھنا نادانی ہے

اس زمانے میں یہ سب امور یعنی چغلخوری، حسد اور جھوٹ عام ہوگئے ہیں، خصوصًا جھوٹ کیا عالم کیا جاہل، کیا رذیل کیا شریف، کیا ذلیل سبھی جھوٹ بولا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جھوٹ گناہ صغیرہ ہے اس لئے اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور جب لوگ ایک محفل میں جمع ہوتے ہیں تو جھوٹی باتیں بول کر لوگوں کو ہنساتے ہیں اور اپنی جان پر کئی طرح کا وبال مول لیتے ہیں اور روزے کے دنوں میں بھی جھوٹ سے نہیں رُکتے ہیں بلکہ زیادتی کرتے ہیں اور نہیں جانتے ہیں کہ جو گناہ آدمی کے نزدیک حقیر معلوم ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑا گناہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی جھوٹ پر پکڑ لے اور سخت عتاب فرمائے اور جہنم میں داخل کرے، نعوذ باللہ منہ متقدمین جھوٹ سے نہایت پرہیز کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ سچ میں نجات ہے اور جھوٹ میں نقصان ہے احادیث میں جھوٹے بولنے والوں پر پھٹکار وارد ہوئی ہے اور ان کی شان میں نہایت سختی نازل ہوئی ہے۔

داؤد طائیؒ کا غیبت سے منع کرنا

حکایت: ایک شخص نے داؤد طائی کے سامنے کسی کا عیب بیان کیا اور کہا کہ فلاں صوفی مست پڑا ہوا تھا اور اس کے تمام کپڑوں میں قے بھری ہوئی تھی اور اس کے اردگرد کتے بیٹھے ہوئے تھے، طائی اس بات کو سن کر ذرا غور کرکے کہنے لگے اے شخص! اسی روز کے واسطے مہربان دوست چاہیئے تاکہ اپنے دوست کی غیبت نہ کرے اس کو سعدی نے بوستان میں نقل کیا ہے اور فرمایا ہے ے

یکے پیش داؤد طائی نشست | کہ دیدم فلاں صوفی افتادہ مست
قے آلودہ دستار و پیراہنش! | گروہے سگاں حلقہ پیرامنش
چو فرخندہ خوایں حکایت شنید | نگو بندہ ابرو بہم بر کشید؟

زمانے برآشفت وگفت ای رفیق بکار آمد وامروز یار شفیق !

"ایک شخص داؤد طائی کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا کہ میں نے فلاں صوفی کو بدمست پڑے ہوئے دیکھا اور اس کی پگڑی اور کرتے میں قے بھری ہے اور کتوں کی ایک جماعت ان کے چاروں طرف گھیرا ڈالے ہوئے ہے، یہ سن کر داؤد طائی کے ابرو پر شکن آگئی، انھوں نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا کہ اسی دن شفیق دوست کام آتا ہے"۔

ذکرِ حلم و غضب

حکایت: زمانہ سابق میں ایک نبی کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ صبح کو جو چیز تمھیں پہلے نظر آئے اسے کھا جانا اور پھر جو چیز نظر آئے اس کو چھپا دینا اور ظاہر نہ کرنا اور پھر جو چیز نظر آئے اس کو پناہ دینا اور پھر جو چیز نظر آئے اس کو ناامید نہ کرنا اور اس کے کہنے کے مطابق کرنا پھر جو چیز نظر آئے اس سے بھاگنا جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے ان کی نظر ایک عظیم الشان پہاڑ پر پڑی متحیر ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ پہلی چیز کو کھاجانا، اب اس پہاڑ کو کس طرح کھاؤں پھر خیال کیا کہ حکم کے مطابق کرنا چاہیئے، جب پہاڑ کو کھانے کا ارادہ کیا تو وہ کم ہونے لگا یہاں تک کہ ایک نہایت شیریں لقمہ ہوگیا اور انھوں نے اس کو کھا لیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اس کے بعد ان کے سامنے ایک سونے کا طشت آیا چونکہ اللہ جل شانہ نے فرمایا تھا کہ دوسری چیز کو چھپا ڈالنا انھوں نے زمین کھود کر اس طشت کو دفن کردیا اور وہاں سے روانہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد جب پیچھے دیکھا تو وہی طشت زمین کے اوپر پڑا ہے تو پھر اس کو دفن کیا پھر اس کو نکلا ہوا پایا دو تین مرتبہ ایسا ہی کیا جب ہمیشہ طشت باہر آنے لگا تو اس کو چھوڑ کر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک چڑیا نہایت مضطرب آئی اور ایک باز اس کے پیچھے شکار کے واسطے دوڑا ہوا آیا، چونکہ خدا تعالیٰ کا حکم تھا کہ تیسری چیز کو پناہ دینا اس لئے انھوں نے اس چڑیا کو پناہ دی اور اس کو باز سے بچایا، اس بات کو دیکھ کر باز کہنے لگا کہ یا نبی اللہ تم نے میرے شکار کو پناہ دی، اب میری بھوک کی کچھ تدبیر کیجئے، نبی (علیہ السلام) نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا تھا کہ چوتھی چیز کو ناامید نہ کرنا اس واسطے میں اپنی ران کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے دیتا ہوں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، بعد میں ان کی نظر میں ایک مردار آیا خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی اس سے

بھاگے جب شام ہوئی تو نبی علیہ السلام نے کہا، یا اللہ میں نے تیرے حکم کے مطابق کیا، اب اس کی حکمت بیان فرما، جب نبی علیہ السلام سوئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا، اے نبی (علیہ السلام) پہلی چیز جو تم نے کھائی وہ مثال غصے کی ہے جس طرح وہ پہاڑ پہلے بہت بڑا تھا جب تم نے کھانے کا ارادہ کیا تو نہایت چھوٹا ہو گیا اور اس میں مٹھاس پیدا ہو گئی، اسی طرح غصہ ہے، کہ جب شروع میں آدمی کو آتا ہے تو نہایت جوش ہوتا ہے، پھر اگر آدمی نے حلم کو دخل دیا اور غصے کو کھایا وہ کھانا نہایت مفید ہوتا ہے کہ دنیا میں وہ شخص بردبار کہلاتا ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ پاتا ہے لہٰذا غصہ کو پی جانا اور اپنے نفس میں بردباری کی صفت پیدا کرنا اولاً نہایت شاق معلوم ہوتا ہے جیسے پہاڑ کا کھانا اور جب آدمی پختہ ارادہ حلم کا کر لیتا ہے تو غصہ کو مثل شہد پی جاتا ہے، جس طرح شہد کے کھانے میں نفس کو ایک فرحت حاصل ہوتی ہے اسی طرح غصہ کے کھانے میں بھی آدمی کو دارین میں خیر حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسی مضمون کی طرف بعض شعراء نے اشارہ کیا ہے اور کہا ہے ؎

الحلم اوله مر مراقیة　　　لکن آخره احلی من العسل

"حلم کا مزا اگرچہ ابتدا میں کڑوا ہوتا ہے نفس کو نہایت گراں معلوم ہوتا ہے لیکن آخر میں اس کا مزا شہد سے بھی اچھا ہوتا ہے۔"

اور حلیم اپنے حلم سے درجات دنیہ ودنیویہ پاتا ہے اور اے نبی　　　　دوسری

چیز جو تم نے چھپا دی اور پھر وہ باہر نکل آئی وہ مانند اس نیک کام کے ہے جو اخلاص سے ہو یعنی جس طرح وہ طشت باوجود دفن کرنے اور چھپانے کے ہر وقت باہر نکل آتا تھا اسی طرح جب آدمی خالص نیت سے کوئی عبادت کرے اور اس میں ریا منظور نہ ہو یہاں تک کہ اس کام کو چھپا دے تاکہ لوگ واقف نہ ہوں وہ عبادت خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ چونکہ اس کو قبول کرتا ہے اس لئے خود لوگوں کو اس پر مطلع کرتا ہے اور اے نبی (علیہ السلام) تیسری چیز کی مثال امانت کی ہے یعنی جب کوئی امانت رکھا دے تو اس میں خیانت نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس کی امانت کو پناہ میں رکھنا چاہیئے اور اے نبی (علیہ السلام) چوتھی چیز سے اشارہ اس طرف ہے کہ جس طرح اپنی ران کا گوشت تم نے اس باز کو دے دیا اور اس کی حاجت کو پورا کیا، اسی طرح جب کوئی شخص اپنے کسی کام کے واسطے

تم سے کہے تو ضروری ہے کہ تم اس کی حاجت روائی کرو اور اس کو نا اُمید نہ کرو کیونکہ انسان بار سے بدرجہا بہتر ہے اور اے نبی (علیہ السلام) پانچویں چیز جو مراد تھی اور ہم نے اس سے بھاگنے کا حکم دیا تھا وہ مثل غیبت کے ہے لہذا جس طرح مردار سے بھاگتے ہو اسی طرح غیبت سے بھی نفرت کرو اور اس سے بھاگو اس کو فقیہ ابو اللیث نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

حدیث: ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں ارشاد فرمایا: ان الدرھم یصیبہ من الربوا اعظم عند اللہ فی الخطیئۃ من ست وثلاثین زنیۃ یزنیہا الرجل وارب الربا عرض الرجل المسلم ——— "اگر کوئی سود کا ایک روپیہ لے دے تو اس کا گناہ اس سے زائد تر ہے کہ چھتیس مرتبہ زنا کرے اور مسلمان کی عزت سود سے زائد ہے" (اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اے غیبت کرنے والو ! ذرا غور کرو حدیث سابق سے معلوم ہوا کہ غیبت زنا سے زائد تر گناہ ہے اور سود لینا چھتیس زنا سے زائد ہے لہذا غیبت کا گناہ چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زائد ہے تعجب ہے لوگوں پر کہ زنا سے اس قدر اجتناب کرتے ہیں کہ بعض اشراف مرنے کو زنا سے بہتر جانتے ہیں اور پہروں اور شام و سحر لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے ہیں اور اس کو اچھی چیز سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیّت

حدیث: جس وقت اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل کیا اور حجۃ الوداع میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ الآیۃ ——— "آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی"۔

صحابہؓ سمجھ گئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آگیا، کیونکہ مرتبۂ کمال کے بعد پھر نقصان کا مرتبہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل کیا تو یقیناً اب اس کا نقصان شروع ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں نقصان کس طرح ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ انتقال قریب آپہنچا، چنانچہ یہی امر وقوع میں آیا جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت کی شدت ہوگئی اور مدت حیات کم رہ گئی آپؐ جمعرات کے روز حجرے سے مسجد میں

تشریف لائے اور کہا اے بلال رضؓ مدینے میں ندا کردو کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے ہیں اور کچھ نصائح کرتے ہیں جس کو سننا منظور ہو وہ آئے کیونکہ یہ آخری وصیت ہے، اب زمانہ انتقال قریب ہے، حضرت بلال رضؓ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق نہایت غمگین ہو کر ندا کی یہ ندا سن کر عشاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مشتاقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں جمع ہو گئے اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور امت مرحومہ کی جدائی پر روئے اور از حد حمد و ثناء کی اور انبیائے سابقین پر صلوٰۃ بھیجی بعدہ نصیحتیں کرنا شروع کیں کہ:

"اے لوگو! یہ میری آخری وصیت ہے، تم لوگوں کو میں نصیحت کرتا ہوں ان امور کی کہ نماز میں قصور نہ کرنا اور لونڈی غلام کو تکلیف نہ دینا۔"

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی وصیتیں کیں، منجملہ ان کے آپ نے فرمایا:

ان اللہ جامعکم یوم القیمۃ فی صعید واحد فی مقام عظیم وھول شدید فی یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم احفظوا السنتکم وابکوا اعینکم ایھا الناس لا تظلموا فان اللہ ھو الطالب لمن جار وعلیہ حسابکم والیہ ایابکم۔

"اے میری امت اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے روز ایک میدان میں جمع کرے گا اس دن نہایت ہول اور دہشت ہوگی اور اولاد و مال کچھ کام نہ آوے گا، علاوہ اس شخص کے جو قلب سلیم کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا، تم لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی زبانوں کو روکے رہو اور ہمیشہ آنسو بہاتے رہو اور کسی پر ظلم نہ کرو، کیونکہ خدائے تعالیٰ ہی کے ذمہ ایسے لوگوں کا حساب ہوگا اور اسی کی طرف ان لوگوں کو لوٹ کر جانا ہوگا (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب الرفق میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ستر علی مومن عورتہ ستر اللہ عورتہ یوم القیامۃ۔ "جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپادے اور غیبت نہ کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب کو بھی چھپادے گا اور اپنی رحمت سے سرفراز کرے گا۔"

اور جو شخص دنیا میں لوگوں کے عیبوں کو کھولے گا اور ان کی غیبتیں کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز ہلاکت میں ڈالے گا اور جہنم میں بھیجے گا (اس کو امام غزالی نے باب صفۃ المسائل میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یغتب بعضکم بعضًا فتھلکوا ـــــــ "کوئی شخص کسی کی غیبت نہ کرے ورنہ غیبت کرنے والے ہلاک ہوجائیں گے اور قیامت کے روز عذاب میں مبتلا ہوجائیں گے۔"

(اس کو تنبیہ الغافلین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں کے بیان میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کف لسانہ عن اعراض الناس اقال اللہ عثرتہ یوم القیامۃ

"جو شخص اپنی زبان کو لوگوں کی عزت ریزی سے روکے اور لوگوں کی غیبت نہ کرے خدا تعالیٰ قیامت کے روز اس کے گناہوں کو معاف کرے گا اور اس پر نہایت احسان کرے گا۔" اس وجہ سے کہ اس نے ایک مسلمان پر احسان کیا اور اس کے عیبوں سے تعرض نہ کیا (اس کو نزہۃ المجالس اور منتخب النفائس میں نقل کیا ہے)۔

نصائح فضیلؒ بن عیاض

ارشاد: ایک شخص نے فضیلؒ بن عیاض سے کہا کچھ وصیت کیجئے، انھوں نے کہا:

احفظ عنی خمسا، اولھا ما اصابك من شئ فقل ذلك بقضاء اللہ تعالیٰ حتی ترفع الملامۃ عن الخلق و ثانیھا احفظ لسانك و انت تنجو من عذاب اللہ و ثالثھا صدق ربك بما وعدك من الرزق حتی تکون مؤمنًا و رابعھا استعد للموت حتی لا تموت غافلا و خامسھا اذکر اللہ کثیرا حیث ما کنت تکون محصنا من جمیع السیئات ـــــــ "اے سائل! میں تجھ کو پانچ چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں، اوّل یہ کہ جو مصیبت دنیوی ہو یا دینی اس کو اللہ کی قضا و قدر کے ساتھ ملا دے اور سمجھ لے کہ جو امر ہے تقدیر کے موافق ہوجاتا ہے، کسی کو ملامت نہ کر کیونکہ جو امر مقدر ہے وہ ہونا ہے، دوسری یہ کہ اپنی زبان کی حفاظت کر (روک) کسی کی غیبت نہ کرتا کہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پائے تیسری یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کو جو اس نے رزق کے بارے میں کیا ہے سچ سمجھ اور جائز ناجائز مال جمع کرنے کی فکر نہ کر، چوتھی یہ کہ ہر وقت مرنے کی تیاری رکھ تاکہ تیری موت (موت سے) غفلت کی حالت میں نہ ہو پانچویں یہ کہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کر کہ برائیوں سے بچنے کے لیے یہ سب بڑا قلعہ ہے۔" مزید تشریح آگے آرہی ہے

۱۔ بحث تقدیر : تنبیہ ، بعض ملحدین کا یہ قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں ہونے والی بھلائی اور برائی کو لکھ دیا ــــــ تو اب اللہ تعالیٰ کو برائیوں کے بدلے میں عذاب دینا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ بندہ مثل پتھر کے بے اختیار ہو گیا، کیونکہ اگر بندہ مختار ہو اور اس کو امرِ مقدر کے خلاف کرنے کا بھی اختیار ہو تو اس سے تقدیر کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف کذب منسوب ہو جاتا ہے اور یہ شک بعض سامعین کو جب کہ میں والد ماجد سے شرح عقائد نسفیہ پڑھتا تھا، عارض ہوا کہ خلافِ تقدیر ہونے میں اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے لہٰذا اگر آدمی مختار ہو اور اس کو امر مکتوب کے خلاف کرنے کا بھی اختیار ہو تو تقدیر جھوٹی ہو جائے گی مثلاً اگر زید کی تقدیر میں لکھا ہے کہ فلاں روز زنا کرے گا تو اگر یہ شخص زنا کرتے میں مختار ہو تو شاید اپنے اختیار سے زنا نہ کرے اور اس سے تقدیر کے خلاف ہونا لازم آجاتا ہے اور اگر مختار نہیں ہے تو پھر یہ اہلِ سنت کے مذہب کے خلاف ہے، اس وقت میں نے ہر طرح سے سمجھایا لیکن وہ لوگ نہ سمجھے، پھر مجلس کے برخواست ہونے کے بعد بھی بہت سمجھایا مگر ان کے خیال میں نہ آیا اور کہنے لگے چونکہ یہ مسئلہ اعتقاد کا ہے، اس واسطے ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ تقدیر لکھنے سے انسان کا اختیار باقی رہتا ہے لیکن اس کی وجہ اچھی طرح ہمارے ذہن نشین نہیں ہوتی اور کچھ اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتی، اب اس کے ازالہ کی تقریر کو سن لینا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں یہ نہیں لکھا کہ فلاں شخص فلاں کام کو بغیر اختیار چار و ناچار کرے گا بلکہ وہاں یہ مضمون درج ہے کہ فلاں شخص وہ کام باوجود اپنے اختیار کے کرے گا مثلاً تقدیر میں یہ نہیں لکھا ہے کہ زید زنا کرے گا اور اس فعل میں مجبور ہو جائے گا بلکہ لوح محفوظ میں جو بات ہونے والی ہے چونکہ خدا تعالیٰ اس کو جانتا ہے اس لئے لکھ دیا ہے کہ زید سے زنا ہو گا یعنی اگرچہ زید کو اختیار ہے کہ چاہے زنا کرے یا نہ کرے لیکن ہم جانتے ہیں کہ زید کی طبیعت زنا کی طرف رغبت کرے گی اور زنا اس سے ہو جائیگا لہٰذا معلوم ہوا کہ تقدیر میں لکھنے سے اختیار ختم نہیں ہوتا ہے اگر اس کی زیادہ شرح منظور ہو تو اس کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ مثلاً اگر ایک شخص کو قرائن وغیرہ کے ذریعہ یقین ہو کہ زید سے کل زنا ہو گا اور وہ شخص زید سے کہہ دے کہ کل تم سے زنا ہو گا جب کل ہوئی تو زید سے زنا ہو گیا تو اس شخص کے پہلے سے خبر دینے سے زید کا اختیار چلا نہیں گیا بلکہ باایں ہمہ زید کو اختیار تھا کہ اگر چاہتا تو زنا،

ذکر تا لیکن اس کی طبیعت چونکہ اس طرف راغب ہوگئی اس سبب سے یہ امر وقوع میں آیا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو کہ عالم الغیب ہے جانتا ہے کہ زید سے زنا ہوگا اور اس کی خواہش جوش کرے گی، اپنے علم کے موافق اسے لوح محفوظ میں لکھ دیا، لہٰذا اس سے اختیار کا سلب ہونا کہاں لازم ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو بند کر اور کسی کی غیبت وشکایت ذکر تا کہ تجھ سے مخلوقات کو نجات ہو اور تجھ کو خدائے تعالیٰ کے عذاب سے نجات ہو اگر تو کسی کی غیبت کرے گا تو تجھ کو بھی عاقبت میں تکلیف ہوگی اور تیرے سبب سے لوگوں کو مشقت ہوگی، سعدیؔ کہتے ہیں ؎

زباں آمد از بہر شکر وسپاس — بغیبت نگرداندش حق شناس

"زبان شکر وسپاس کے لیئے بنائی گئی ہے، اہل حق اسے غیبت میں استعمال نہیں کرتے"

الحاصل اگر تو زبان کو نہ روکے گا اور جو نفس کہے گا اسی کے موافق کرے گا تو ہلاک ہوگا اور قیامت میں عذاب پاوے گا، چنانچہ اسی مضمون کی طرف بعض شعراء نے اشارہ کیا ہے ؎

احفظ لسانك واحترز من لفظه — فالمرء يسلم باللسان ويعتب

"اے انسان اپنی زبان کی حفاظت کر اور اس کے الفاظ سے ڈر کیونکہ اپنی زبان کے سبب سے انسان، سلامتی پاتا ہے اور ہلاکت میں پڑتا ہے"

غیبت کے سبب جس شخص کی غیبت کی اس کو تکلیف پہنچتی ہے، اس کے دل میں زبان کا زخم پیدا ہوتا ہے اور زبان کا زخم ایسا ہوتا ہے کہ اس کا اچھا ہونا ناممکن ہوتا ہے کیونکہ جب ایک بات زبان سے نکلی کسی کے حق میں شکایت یا گالی نکلی تو اس کا زخم دوسرے کے دل میں جم گیا اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا ہے بخلاف تیر وغیرہ کے زخم کے وہ دوا وغیرہ سے اچھا ہو سکتا ہے، لہٰذا زبان کا زخم کہ اس کے سبب سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، تیروں کے زخم سے بھی زائد تر ہے اسی واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

جراحات السنان لها التيام — ولا يلتام ما جرح اللسان

"تیر کا زخم تو بھر جاتا ہے لیکن زبان کا لگایا ہوا زخم نہیں بھرتا"

اور اسی مضمون کو بعض اردو شعراء نے نظم کیا ہے"

بھرتے ہیں زخم تیر و تیروں کے — جب کہ ان کا علاج کرتے ہیں!

ان زبانوں کے زخم اے عاجزؔ　　　عمر بھر تک نہیں یہ بھرتے ہیں

۳۔ تیسری یہ کہ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے رزق کا کیا ہے اس کو سچ سمجھ یعنی اللہ پہ توکل کر، اور مال جمع کرنے کی فکر نہ کر کیونکہ خود اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق کا کفیل ہوگیا ہے اور قرآن میں فرماتا ہے:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ——— "روئے زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو"

اور اگر تُو نے مال جمع کرنے کی فکر کی اور اس دنیائے فانی میں اپنے اوقات کو تحصیلِ مال میں ضائع کیا گویا اللہ تعالیٰ کو تو نے (نعوذ باللہ) جھوٹا سمجھا اور اس کے وعدے کا اعتبار نہ کیا لہٰذا ضروری ہے کہ اپنی عمر کو عبادت میں صرف کر اور دنیا کے حاصل کرنے میں اوقات کو برباد نہ کر کیونکہ دنیا ایک شے فانی ہے اور وطن اصلی جہانِ جاودانی ہے لہٰذا دنیا میں مثل مسافر کے رہنا چاہیئے اور مال کے ساتھ فریب نہ کھانا چاہیئے: ؎

راحتِ دنیا ہے عاجزؔ یا کہ خواب　　　بادِ صرصر یا کہ برقِ اضطراب
سیل ہے یا سایۂ دیوار ہے،　　　کچھ نہیں معلوم کیا اسرار ہے

۴۔ **سفرِ آخرت کی استعداد کا ذکر:** چوتھے یہ کہ ہر وقت مرنے کے لئے تیار رہو تاکہ تیرا انتقال غفلت میں نہ ہو اور تیری عاقبت خراب نہ ہو جائے کیونکہ یہ دنیا ایک جہانِ فانی ہے کسی روز یقیناً یہاں سے سفر کرنا ہے ؎

آخر اس دنیا سے اٹھنا ہے تجھے　　　ذائقہ اس موت کا چکھنا ہے تجھے

اور جو شخص جانتا ہے کہ عنقریب ہمارا اس شہر سے سفر ہوگا، سامانِ سفر مہیا کرتا ہے، اور کچھ توشہ اپنے ساتھ رکھتا ہے، لہٰذا جب معلوم ہے کہ یقیناً ایک روز سفر کرنا ہوگا اور ملک الموت اپنی صورت دکھائے گا تو یقیناً سفرِ آخرت کا توشہ اپنے ساتھ رکھ لینا چاہیئے اور مرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ یکایک روح قبض ہو جائے اور عزرائیل موت کی خبر سنائیں اس وقت ندامت عارض ہو اور حسرت لاحق ہو کہ ہم نے کیوں سفر کا زاد و توشہ مہیا نہ کیا اسی مضمون کی طرف بعض شعراء نے اشارہ کیا ہے ؎

چو زیں دارِ فنا قصدِ سفر سوئی دگر داری   چرا غافل نشینی اے دل اسبابش مہیا کُن

"جب اس دارِ فانی سے دوسرے دار کی طرف سفر کا ارادہ ہے تو اے دل غافل کیوں بیٹھتا ہے، سامانِ سفر مہیا کر"

اور عطار فرماتے ہیں ؎

بغفلت می گذاری زندگانی   در یغا گر چنیں غافل بمانی؟

"غفلت میں زندگی گذار رہے ہو۔ اگر اسی طرح غافل ہو گئے تو تمہارے حال پر افسوس ہے"

اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص نہایت خوش حال ہو اور ہر طرح کا اس کو چین اور آرام ہو لیکن اس کو اس امر کا خیال ہے کہ فلاں شخص اگر یکا یک آجائے تو ہم کو قید کر کے لے جاوے گا حجرے میں بند کر دے گا ہر طرح سے تکلیف دے گا ایسی صورت میں وہ شخص لذائذ کو چھوڑ کر عیش سے مُنہ موڑ کر اس سامان میں رہتا ہے کہ اگر وہ شخص آئے ہم کو تکلیف نہ دے، لوگوں سے جا کے ہاتھ جوڑتا ہے اپنی نجات طلب کرتا ہے اس شخص سے اپنی سفارش چاہتا ہے، لہٰذا اسی طرح ہر شخص کو لازم ہے کہ دنیا پر نظر کرے ہر وقت موت کی تیاری کرے اپنی عمر کو طاعتِ مولیٰ میں صرف کرے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ مَلک الموت یکا یک تشریف لاویں اور اپنی ڈراونی صورت دکھا دیں ؎

آ کھڑا ہو سر پہ عزرائیل جب   بھول جائے کرّ و فر یک لخت سب

اور با ہزار شدت و محنت روح کو کھینچیں گے پھر تنگ و تار یک قبر میں بند کریں ؎

قبر میں تنہا پڑے گا جب کہ تو   پھر فرشتہ آ کھڑا ہو روبرو

وہاں ہر طرح کا عذاب نمودار ہو، نہ کوئی اپنا ہمسر نہ کوئی یار ہو، اِدھر سے زمین دباتی ہے اُدھر سے وحشت آتی ہے ؎

ہڈی اور پسلی لگیں سب ٹوٹنے   جسم سے اعضا لگیں سب چھوٹنے

اِدھر سے سانپ اور بچھو ڈنگ مارتے ہیں اُدھر سے ملائکہ گرز مارتے ہیں ؎

اس گھڑی کیونکر اسے دو گے جواب   جس گھڑی ہونے لگے تم پر عذاب

۵۔ پانچویں یہ کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کر، ہر وقت اللہ سے التجا کیا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر مانند قلعہ کے ہے جس طرح آدمی اپنے دشمنوں سے بچتا ہے، اسی طرح خدائے تعالیٰ کے ذکر سے انسان گناہوں سے بچتا ہے (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب ذکر اللہ میں نقل کیا ہے)۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ

امام حجۃ الاسلام ابوحامد الغزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کان الصحابۃ یتلاقون بالبشر ولا یغتابون عند الغیبۃ ویرون ذلک افضل الاعمال ــــــ "صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ جب کسی سے ملتے تھے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے تھے، ان کا یہ حال تھا کہ وہ کسی کے پیچھے اس کی غیبت نہ کرتے تھے اور نہ یہی کرتے تھے کہ سامنے اس کی تعریف کریں اور پیٹھ پیچھے اس کی برائی بیان کریں"، جو شخص صحابہؓ کے طریقہ پر چلے وہ جنت کا مستحق ہوگا اور جو اس طریقے سے پھرے گا، دوزخ میں جائے گا۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا تند و بدبودار تھی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بدبودار ہوا اس سبب سے چلی کہ منافقین نے بعض مسلمانوں کی غیبت کی ہے (اس کو خزانۃ الروایات میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اگر فی الحقیقت دیکھو تو اس زمانے میں بھی بسبب غیبت کے انواع واقسام کی تکلیفیں ہوتی ہیں اور ہر طرح کی سختیاں نمودار ہوتی ہیں، لیکن لوگ اس کا خیال نہیں کرتے ہیں توبہ نہیں کرتے ہیں۔

ایک شخص نے چند اشخاص کی غیبت بطور کتابت کی اور ان کے عیوب کو خط میں لکھ کر لوگوں کے پاس بھیج دیا، اللہ تعالیٰ کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا کیونکہ اس سے ایک غلط فعل سرزد ہوا، اتفاقاً ایک روز اس سے اور اس کے شاگرد سے لڑائی کی نوبت آگئی، شاگرد نے اس کو خوب دبایا۔ ہر طرف سے خون بہایا اور یہ معاملہ ایک جم غفیر کے سامنے پیش آیا، وہ شخص نہایت نادم ہوا لیکن اس کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ سزا غیبت کی ملی اور یہ جزا اس شکایت کی ملی۔

بسبب غیبت نزول بلا ہوتا ہے

ایک شخص تھا جو اپنے عزیزوں کی غیبت کیا کرتا تھا اپنے اوقات کو ان کی شکایت میں صرف کیا کرتا تھا خدائے تعالیٰ نے اس پر محتاجی کی بلا ڈالی وہ شخص نہایت تنگ ہوا، اپنی بے کسی سے پریشان ہوا حتی کہ لوگوں سے سوال کرنے کی نوبت آئی اور سخت تکلیف اٹھائی۔

حکایت: ایک عورت تھی جو لوگوں کی ازحد غیبت کیا کرتی تھی اور اپنے اعزاء کو ستایا کرتی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کے پیٹ میں زخم کر دیا جس کی وجہ سے سانس لینے میں تکلیف ہونے لگی۔

آخر کار اسی مرض میں اس کا انتقال ہوا، اہل دنیا کو نہایت ملال ہوا۔

حکایت: ایک شخص اپنے استاد کی نافرمانی کیا کرتا تھا، اس کی غیبت اور شکایت میں اوقات بسر کرتا تھا، اتفاقاً ایک روز اس کی اور استاد کی لڑائی ہوئی استاد نے بر سر محفل اس کو جوتیاں ماریں، لوگوں نے اُس کو بُرا بھلا کہا، یہ سزا اس کو غیبت کی ملی۔

ذکر حالاتِ علماء و جہلاءِ زمانہ

دقیقہ: چونکہ جناب شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں غیبت کم واقع ہوتی تھی اس کی بد بو اور خباثت لوگوں کو معلوم ہو جاتی تھی اور اس زمانہ میں چونکہ ہر خاص و عام کیا جاہل، کیا فاضل کیا ظالم، کیا عالم شام و صبح لوگوں کے گوشت کو کھاتے ہیں لوگوں کے عیوب کو ظاہر کرتے ہیں، اسی سبب سے لوگوں کی نظروں میں غیبت کی برائی معلوم نہیں ہوتی اور اس کی نجاست اور خباثت کی بھی تمیز نہیں ہوتی اور جس طرح کہ خاکروب کو بد بو دار غلاظت کی تمیز نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ وہی اس کا پیشہ ہوتا ہے اور جو شخص ایک بد بو دار مکان میں رہے عادت ہو جانے کے سبب اس کو بد بو نہیں محسوس ہوتی ہے اسی طرح اس زمانہ کے لوگوں کو علماء ہوں کہ جہلاء غیبت کی بد بو معلوم نہیں ہوتی ہے اور غیبت کے عام ہونے کی وجہ سے جاہلوں کا یہ حال ہے کہ جب کوئی عالم ناچ دیکھے یا زنا کرے تو اس کو فاسق سمجھتے ہیں، اس سے اعتقاد کم کرتے ہیں، نہایت تعجب کرتے ہیں اور اس کو بدنام کرتے ہیں اور علماء ہمیشہ غیبتیں کیا کرتے ہیں اس امر میں کوئی ان کو بدنام نہیں کرتا ہے کوئی ان کو برا نہیں کہتا ہے۔

اور علماء کا یہ دستور ہے کہ جاہلوں کو وعظ میں ہر طرح کی نصیحت کرتے ہیں، احکام نماز و حج کی تعلیم کرتے ہیں، زنا اور شراب اور سود کی فضیحت کو بیان کرتے ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرتے ہیں لیکن غیبت کے مسائل لوگوں کو نہیں تبلاتے، غیبت کی حرمت کا بیان نہیں کرتے، دو سبب سے، ایک تو یہ کہ غیبت ان کی نظر میں چنداں گناہ نہیں، کیونکہ وہ خود ہمیشہ غیبت کیا کرتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ جانتے ہیں کہ اگر لوگوں کو غیبت نہ کرنے کی نصیحت کریں گے اور غیبت کرنے والوں کو فضیحت کریں گے تو سننے والے ہمیں بدنام کریں گے اور کہیں گے کہ فلاں عالم لوگوں کو غیبت نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے اور خود ہمیشہ مسجد میں بیٹھ کر

لوگوں کو ذلیل کرتا ہے لہٰذا اس امر میں ہمارا رعب چلا جائے گا اللّٰھم نجنا من وساوس الشیطان وارحم علینا یوم العرض علی المنان ۔

اہلِ زمانہ کو نصیحت

حکایت: ایک روز خالد ربعی جامع مسجد میں بیٹھے تھے، لوگوں نے کسی کی غیبت شروع کی اور کسی کی شکایت کی خالد نے ان کو منع کیا تھوڑے عرصہ کے بعد پھر ان لوگوں نے غیبت شروع کی اس وقت شیطان کے ورغلانے سے خالد بھی شریک شکایت ہوئے بعدہٗ جب اس رات کو سوئے ایک شخص کو خواب میں دیکھا، کہ اس کے ہاتھ میں سور کا گوشت ہے اور وہ ان سے کہتا ہے کہ کھاؤ اس کو خالد نے خواب ہی میں جواب دیا کہ یہ گوشت نجس اور حرام ہے میں اس کو کس طرح کھاؤں اس شخص نے کہا تم نے غیبت کر کے اس سے بُری چیز کھائی ہے یعنی آدمی کا گوشت جس کی تم نے غیبت کی، بعدہٗ اس شخص نے سؤر کا گوشت ان کے مُنہ میں زبردستی ڈال دیا، خالد کہتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو تیس یا چالیس روز تک میرے مُنہ سے بدبو آئی اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے ۔

نصیحت: اے بھائیو! ذرا غور کرو اور کسی پر ظلم نہ کرو اگر سور کا گوشت کھانا منظور ہو تو لوگوں کی شکایت کرو ورنہ غیبت سے باز آجاؤ، تعجب ہے لوگوں پر کہ سؤر کا گوشت اگر ان کو کھلایا جائے تو نہایت مکروہ جانتے ہیں اور کھلانے والے کے دشمن ہوجاتے ہیں اور مجلس غیبت میں نہایت خوشی کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور اگر حکایات صالحین کا بیان ہو، قدماء کی حالت کا بیان ہو اس مجلس کو پسند نہیں کرتے ہیں بلا شک ان لوگوں پر شیطان غالب ہے، اگر مجلسِ خیر ہو تو اس میں نیند آتی ہے اگر مجلسِ غیبت ہو تو طبیعت خوش ہوجاتی ہے، جو بھی کلام ہو جو بھی بات ہو اس میں کسی نہ کسی کی غیبت کرتے ہیں اگر موقع نہیں ملتا ہے تو صرف آنکھ مٹکا دیتے ہیں، جب کسی مجلس سے اُٹھتے ہیں تو راہ میں اہلِ مجلس کی غیبت کرتے ہیں کہ فلاں شخص بخیل ہے فلاں شخص ذلیل ہے، فلاں حقیر ہے، فلاں شخص شریر ہے اور اس بیان پر قہقہے مارتے ہیں لوگوں کو ہنساتے ہیں ان سب امور کا سبب ان کی غفلت ہے، اگرچہ وہ نہایت مسرور ہیں چونکہ یہ لوگ شیطان کی پیروی کرتے ہیں شیطان ان کو خراب کرتا ہے، طرفہ ماجرا یہ ہے کہ حقیقت میں شیطان کی اطاعت کرتے ہیں اور جب شیطان کی عداوت کا حال پڑھتے ہیں تو اعوذ باللہ

پڑھتے ہیں شیطان سے پناہ مانگتے ہیں لیکن اپنے افعال کو نہیں چھوڑتے ہیں اور غیبت سے منہ نہیں موڑتے ہیں، لہٰذا خود شیطان ان لوگوں پر ہنستا ہے ان لوگوں کی مثال ایسے شخص کی ہے کہ اس کے سامنے شیر آئے، اب ڈر رہا ہو کہ وہ شیر کچھ زخم پہنچائے یا جان سے مار ڈالے اور اس شخص کے سامنے ایک قلعہ ہو کہ اگر وہ اس قلعے میں جائے تو شیر کے ضرر سے نجات پائے لیکن وہ شخص قلعے میں نہ جاتا ہو اور کہتا ہو کہ اس قلعے کے ذریعے میں شیر کے ضرر سے پناہ مانگتا ہوں، بس فقط اسی پر کفایت کرے تو ایسے شخص کو سب بیوقوف کہتے ہیں، یہی حال ان لوگوں کا ہے جو اپنے کو خدا کا دوست کہتے ہیں اور حقیقت میں شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور خدا کی اطاعت کو چھوڑتے ہیں۔

اثر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے تو چند اشخاص کو دیکھا کہ وہ مردار کا گوشت کھا رہے ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا میں لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے تھے اور لوگوں کی شکایتیں کرتے تھے اس کو سیرۃ احمدیہ میں نقل کیا ہے

لطیفہ: جو شخص خواب میں دیکھے کہ مردار کا گوشت کھا رہا ہوں تو وہ لوگوں کی غیبت کرے گا، اس کو امام غزالی رح نے حقوق الصحبت کے حق رابع کے بیان میں نقل کیا ہے۔

لطیفہ: جو شخص خواب میں دیکھے کہ آدمی کا گوشت کھا رہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ لوگوں کی غیبت کرے گا کیونکہ قرآن میں غیبت کی تشبیہ گوشت کھانے کے ساتھ وارد ہوئی ہے، ابن سیرین نے اس کی تصریح اپنے رسالہ تعبیر میں کی ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ قد حرم علی المؤمن دمه وماله وعرضه وان يظن به ظن السوء ——— "اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے ہر مومن پر دوسرے مومن کے خون کو مال کو اور عزت کو حتیٰ کہ کسی کو بے وجہ مار ڈالنا حرام ہے بلکہ ابن عباسؓ کے نزدیک جو شخص کسی کو بلا وجہ مار ڈالے وہ شخص کبھی جنت میں نہ جائے گا اگرچہ توبہ کر کے مرے اور کسی کے مال کو چوری کرتا یا چھین لینا جائز نہیں ہے اور کسی کی عزت ریزی

حرام ہے اور کسی مسلمان کے ساتھ بدگمانی کرنا بھی حرام ہے۔"

(اس کو احیاء العلوم میں باب حق الاخوۃ الصحبۃ کے حق ثالث کے بیان میں نقل کیا ہے)۔

ترک غیبت کا تمام دنیا سے بہتر ہونا

وہیب مکی فرماتے ہیں لان ادع الغیبۃ احب الی من الدنیا ومافیہا ولان اغض بصری احب الی من ان یکون لی الدنیا ومافیہا ـــــــ "غیبت چھوڑنا میرے نزدیک تمام دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے اور کسی اجنبیہ کی طرف نظر نہ کرنا بھی تمام دنیا سے بہتر ہے۔"

(اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے)

دقیقہ: ترکِ غیبت کے تمام دنیا سے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دنیا ایک شے فانی ہے اس کو ثبات اور قرار نہیں ہے اور دنیا کی چیزیں آخرت میں نہ ملیں گی، بلکہ لوگ اس پر کفِ حسرت ملیں گے اور ترکِ غیبت کا ثواب آخرت میں ملے گا پھر وہی شخص نہایت خوش ہوگا لہٰذا دین کو چھوڑ کر دنیا کو قبول کرنا سخت بے وقوفی ہے اسی واسطے وہیب نے فرمایا کہ غیبت کو ترک کرنا تمام دنیا سے بہتر ہے۔

نظرِ حرام کے سلسلے میں اہلِ زمانہ کی عادت

نصیحت: وہیب کے قول سے معلوم ہوا کہ کسی حرام چیز کی طرف نہ دیکھنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور یہ امر یعنی نظر کرنا اس زمانے کی عورتوں اور مردوں میں نہایت عام ہوگیا ہے مردوں کا یہ حال ہے کہ راہ میں چاروں طرف نظر کرتے جاتے ہیں اگر کسی خوبصورت عورت کی طرف نظر پڑگئی تو اس کو خوب غور سے دیکھتے ہیں اگر موقع نہیں پاتے ہیں تو آنکھوں کے کونوں سے دیکھتے ہیں، ہر شخص کے گھر کی طرف نظر ڈالتے ہیں کہ شاید کوئی عورت پردے کے اندر ہو اس کو بھی دیکھ لیں جب عورتوں کی محفل اپنے گھر میں جمع ہوتی ہے کوٹھوں پر چڑھ چڑھ کے پردے ڈال کے غیروں کی عورتوں کو دیکھتے ہیں تعجب ہے ان لوگوں پر کہ لوگوں سے حیا کرکے علانیہ نہیں دیکھتے ہیں بلکہ پوشیدہ پوشیدہ نظارہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے جو ہر وقت حاضر وناظر ہے، ذرا حیا نہیں کرتے، افسوس اپنے مولیٰ کے غلاموں سے شرم کرتے ہیں اگر کسی عورت سے آنکھیں دوچار ہوں تو آنکھیں لڑاتے ہیں اور زنا کی نوبت لاتے ہیں اگر خلوت میں کوئی عورت

ملی اُس سے بوس وکنار کرتے ہیں اور زنا کے اسباب فراہم کرتے ہیں خواہ وہ عورت بہن ہو، یا پھوپھی، خالہ ہو یا اجنبیہ ہو کچھ بھی خیال نہیں کرتے ہیں کہ اس عورت سے مباشرت جائز ہے یا نہیں؟ ان لوگوں نے اپنے بزرگوں کا نام خراب کیا اپنے نسب کو برباد کیا، سلف کا یہ حال تھا کہ اگر کبھی شیطان غلبہ کرتا اور کسی کی طرف دیکھ لیتے تو اپنی آنکھ پھوڑ ڈالتے اپنے کو کانا کر لیتے اور اس زمانہ کی عورتوں کی یہ چال ہے کہ مردوں کی طرف دیکھنے کو درست سمجھتی ہیں اور جب کبھی دیوان خانے میں محفل جمع ہوتی ہے تو پردے میں مردوں کو دیکھتی ہیں اور اگر کسی خوبصورت جوان کو دیکھ لیا تو خوب مزے کے ساتھ دیکھتی ہیں اور طبیعت کو لذت کا احساس دلاتی ہیں، جب کسی جوان سے ملاقات ہو اور موقع ہاتھ آوے تو اس کو ہر وقت دیکھتی ہیں تا کہ وہ شخص بھی التفات کرے ذرا کچھ بات کرے، ظاہر میں کہتی ہیں کہ مردوں کو دیکھنے میں کیا مضائقہ ہے ہاں اگر مرد ہم کو دیکھیں تو مضائقہ ہے، اور دل میں خواہش کرتی ہیں نیز ان کی طبیعت بسبب نظر کے بے قرار ہوتی ہے، ابلیس کی یاد ہوتی ہیں یا وجود دیکھ مردوں کا عورتوں کو اور عورتوں کا مردوں کو شہوت سے دیکھنا نہایت گناہ ہے اور احادیث و آیات میں اس کے منع کا حکم نازل ہوا ہے اسی واسطے وہیب نے کہا کہ کسی حرام شے کی طرف نہ دیکھنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اور نظر کرنا تمام دنیا سے بدتر ہے۔

اثر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما چونکہ نہایت عاقل اور فاضل تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو مجلس میں شیخوں پر بزرگ رکھتے تھے اور جو بزرگ سن رسیدہ تھے ان سے زائد ان کی تعظیم کرتے تھے، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند سے کہا، میں دیکھتا ہوں کہ عمر رضؓ تمہاری تعظیم کرتے ہیں لہٰذا میں تم کو چند چیزوں کی وصیت کرتا ہوں اور چند باتوں کی نصیحت کرتا ہوں کہ اگر وہ باتیں تم عمر رضؓ کے سامنے کرو گے تو تمہاری قدر جاتی رہے گی ان کی نظر میں آپ کی عزت گھٹ جائے گی، اوّل یہ کہ عمر رضؓ کے بھید کو کسی کے سامنے نہ کھولنا اور اس کا اظہار نہ کرنا کیونکہ اگر تم ان کا بھید کسی کے سامنے کھولو گے تو عمر رضؓ تم کو بُرا سمجھیں گے، اور تمہاری قدر نہ کریں گے۔

بھید کھولنے کی بُرائی

نصیحت: عیب کھولنے اور بھید ظاہر کرنے میں اول ضرر یہی ہوتا ہے کہ بھید کھولنے والا اس شخص کے سامنے حقیر ہو جاتا ہے، اور

اس زمانے میں یہ امر نہایت عام ہو گیا ہے، ہر شخص دوسرے کا بھید کھول دیتا ہے، لوگوں سے اس کا مشورہ کہہ دیتا ہے، اگر وہ شخص منع کر دے کہ فلاں بات کسی سے نہ کہنا تو اس کے پیچھے وہ پوشیدہ بات کھولتا ہے، خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرے تاکہ یہ لوگ اپنے فعل سے باز آئیں، جہنم کی راہ پر نہ جائیں، دوسرے یہ کہ عمرؓ کے سامنے کسی کی غیبت نہ کرنا تیسرے یہ کہ ان کے سامنے جھوٹ نہ بولنا کسی مقدمہ میں خلاف واقعہ بیان نہ کرنا ۔

جھوٹ بولنے کی ممانعت

نصیحت : اس زمانہ میں جھوٹ بولنا لوگوں کی غذا ہے ہر شخص ہر بات میں بلا فائدہ جھوٹ بولتا ہے اگر محفل میں خصوصاً مسجد میں لوگ جمع ہوں تو جھوٹ باتیں اپنے دل سے بنا کر کہتے ہیں تاکہ لوگ ہنسیں اور قہقہے ماریں، حدیث میں ایسے شخص پر لعنت وارد ہوئی ہے، نہایت شدت آئی ہے طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے اس وقت حاضرین کے سامنے یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ کیا کریں جھوٹ بولنا پڑتا ہے باوجودیکہ جانتے ہیں کہ جھوٹ بولنا قطعی حرام ہے، چوتھے یہ کہ لا یطلعن منك علیٰ خیانة ـــــــ "یعنی تم سے کوئی امر خیانت ظاہر نہ ہونے پائے خواہ مال میں ہو یا مشورے میں" (اس کو احیاء العلوم کی کتاب الاخوۃ میں حق ثالث کی مبحث میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد : بعض حکماء فرماتے ہیں۔ ان ضعفت عن ثلاث فعلیك بثلاث ان ضعفت عن الخیر فامسك عن الشر وان کنت لا تستطیع ان تنفع الناس فامسك عنهم وان کنت لا تستطیع ان تصوم فلا تاکل لحوم الناس ـــــــ "اگر تجھ سے نیکی نہ ہو سکے اور باری تعالیٰ کی اطاعت نہ ہو سکے تو بدی سے بچ اور مخالفت مولیٰ سے احتراز کر اور اگر تو لوگوں کو نفع نہیں دیتا ہے تو ضرر بھی نہ دے اور اگر تو روزہ نہیں رکھتا ہے تو لوگوں کا گوشت نہ کھا (غیبت نہ کر) یعنی بہتر تو یہ ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھا کر تاکہ روزہ میں غیبت سے بچا کر ورنہ حتی الوسع غیبت سے پرہیز کیا کر" (اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد : مجاہد فرماتے ہیں: لا تذکر اخاك فی غیبته الا کما تحب ان تذکر فی غیبتك ـــــــ "اپنے بھائی کا تذکرہ اس کی عدم موجودگی میں اسی انداز سے کر جس انداز میں تم اپنی عدم موجودگی میں اپنا تذکرہ پسند کرتے ہو"

جس طرح اگر کوئی تیری عدم موجودگی میں ذکر بد کرے اور غیبت کرے تو تو اس امر کو برا جانتا ہے اسی طرح چاہیئے کہ دوسرے کی غیبت کو بھی برا جان کیونکہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

ارشاد : مجاہدؓ کہتے ہیں : ان لابن آدم جلساء من الملٰئکۃ فاذا ذکر احدھم اخاہ بخیر قالت الملٰئکۃ ولک مثلہ واذا ذکر احدھم اخاہ بسوء قالت یا بن آدم کشفت المستور علیہ عورتہ ارجع الی نفسک واحمد اللہ الذی ستر علیک عورتک "ہر شخص کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے مقرر ہیں جب کوئی شخص کسی کی برائی کرتا ہے اور عیب کھولتا ہے اس وقت فرشتے کہتے ہیں، اے عیب کھولنے والے تو نے اپنے بھائی کا عیب کھولا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عیب کو چھپایا تھا، تجھ کو چاہیئے کہ اس بات پر شکر کر اللہ تعالیٰ نے تیرے عیب کو نہ کھولا، کیونکہ تجھ میں بھی ہر طرح کے عیب ہیں اور اگر کوئی شخص کسی کی تعریف کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے تعریف کرنے والے اللہ تعالیٰ تجھ کو بھی ایسی نیکی دیوے"۔ (اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا گیا ہے)۔

دقیقہ : غیبت اور عیب کھولنے میں یہ فرق ہے کہ غیبت کسی کے عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں اس طرح پر کہ اگر وہ شخص سنے تو برا جانے اور اس سے مقصود تذلیل ہو خواہ وہ عیب پہلے سے لوگوں کو معلوم ہو یا لوگ پہلے سے واقف نہ ہوں بلکہ اس کے کہنے سے خبردار ہوئے ہوں اور افشائے تریعنی عیب کھولنے میں ضروری ہے کہ وہ عیب پہلے سے لوگوں کو معلوم نہ ہو اور لوگوں کو آگاہ کرنے کے واسطے عیب بیان کرے مثلاً اگر کوئی شخص بے نمازی مشہور ہے تو اگر اس کی غیبت کی یعنی اس کا بے نمازی ہونا اس کو ذلیل کرنے کے لئے بیان کیا تو غیبت ہو گی، لیکن اس کو عیب کھولنا نہ کہیں گے کیونکہ یہ عیب یعنی اس کا بے نمازی ہونا پہلے سے معلوم تھا۔

ذکر حسن خلق

حدیث : سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کچھ نصیحت کیجیے اور کچھ تحفہ عنایت کیجیے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ان تلقی اخاک ببشر حسن وان ادبر فلا تغتابہ ــــــ "جب اپنے کسی بھائی

سے ملاقات کرو تو فرحت کے ساتھ ملاقات کرو، خندہ پیشانی سے پیش آؤ، کشادہ پیشانی کے ساتھ باتیں کرو اور اس کے پیچھے اس کی غیبت نہ کرو اور اس کا عیب بیان نہ کرو۔"
(اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ: اسی کو حسنِ خلق کہتے ہیں کہ جب کسی سے ملاقات کرے اس کو خوش رکھے اور جب وہ شخص چلا جائے اس کی غیبت نہ کرے اسی واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا و انک لعلیٰ خلقٍ عظیم ط کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص سے اگرچہ کافر ہو خندہ پیشانی سے ملتے اور کسی کے پیچھے اس کی غیبت نہ کرتے بلکہ جب لوگوں کو کسی شخص سے اس کی شرارت کے سبب ضرر پہنچنے کا احتمال ہوتا اس وقت البتہ آپ ایسے شخص کا عیب بیان کرتے لیکن جب وہ ملاقات کرتا تو آپ نہایت اخلاق کے ساتھ پیش آتے، چنانچہ منقول ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم کا ایک نمونہ

حکایت: ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت چاہی حضرت عائشہ رض سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اپنے قبیلے میں نہایت بد ہے بعدہٗ جب اس سے ملاقات ہوئی تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہایت نرمی کے ساتھ باتیں کیں، جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کے آنے کے قبل تو آپ نے اس کو شریر فرمایا، پھر کس واسطے اس سے نرمی کی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت برا ہے کہ جس کو لوگ اس کی شرارت اور فحش کے سبب سے چھوڑ دیں لہٰذا اگر میں لوگوں سے سختی کیا کروں تو لوگ میرے پاس کیسے آویں گے، اس کو مسلم نے کتاب البرّ والصلۃ کے باب مداراۃ من یتقی فحشہ میں روایت کیا ہے۔

نوویؒ لکھتے ہیں کہ وہ شخص عیینہ بن حصین تھا جو اس وقت تک ایمان نہیں لایا تھا بعدہٗ ایمان لایا پھر مرتد ہو گیا، نعوذ باللہ. پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قید ہوا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں قاضی عیاض سے نقل کرتے ہیں کہ عیینہ کا مومن ہونا اس زمانے

میں ثابت نہیں ہوا لہٰذا اس کی غیبت درست تھی اور اگر وہ مومن تھا تو آپ نے اس کی شکایت لوگوں کو اس کی شرارتوں سے ڈرانے کے لئے کی اور یہ درست ہے چنانچہ ذکر اس کا تفصیل گذر چکا۔

نصیحت اہلِ زمانہ و طریق اہل زمانہ

مقامِ غور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی اور اس زمانہ کے لوگ جو اپنے آپ کو اُمت میں شمار کرتے ہیں اس کے خلاف کام کرتے ہیں، بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ جب کسی سے ملاقات ہوتی ہے تو اس سے بسبب بغض کے کشیدہ خاطر رہتے ہیں اچھی طرح اس سے بات نہیں کرتے اور اس کے پیچھے غیبت کو اپنی غذا بناتے ہیں، اس کی بُرائی میں دن رات رہتے ہیں اور بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہیں اس کے ساتھ نہایت فرحت کی باتیں کرتے ہیں لیکن جب مجلس برخاست ہوتی ہے تو بلا کسی وجہ شرعی کے اس کی غیبت کرنا شروع کر دیتے ہیں اس کے عیبوں کو کھو لتے ہیں پھر اپنے کو حسنِ خلق کے ساتھ متصف کرتے ہیں حالانکہ کام ریا کے ہوتے ہیں، اگرچہ یہ لوگ اول قسم کے لوگوں سے فی الجملہ اچھے ہیں لیکن فی نفسہٖ نہایت بُرے ہیں ان کے حال پر افسوس ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے ہیں اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو چھوڑتے ہیں لازم ہے کہ توبہ کریں اور اس فعل سے باز آئیں۔

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا یامعاذ اقطع لسانك عن اخوانك ولتكن ذنوبك عليك ولا تحملها على اخوانك ولا تزك نفسك بتذميم اخوانك ولا ترفع نفسك بوضع اخوانك ولا تراء بعملك الناس —— "اے معاذ! تم زبان کو اپنے بھائیوں کے عیبوں سے بند کرو یعنی کسی کی غیبت نہ کرو کسی کا عیب نہ کھولو اور دوسروں کو بُرا کر کے اپنے کو اچھا نہ کرو اور دوسروں کو ذلیل کر کے اپنے نفس کو بلند نہ کرو اور عبادت میں ریا نہ کرو"

(اس کو تنبیہ الغافلین کے باب التفکر میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اس زمانے میں جو لوگ مقرب بارگاہ سلطانی ہوتے ہیں اور دربار دیوانی ہوتے ہیں سلطان یا دیوان کے سامنے لوگوں کی برائیاں بیان کرتے ہیں لوگوں کے عیبوں کو عیاں

کرتے ہیں اس نیت سے کہ سلطان فقط ہمیں کو اپنا مقرب رکھے اور دوسرے کی طرف التفات نہ کرے، اسی طرح امراء سے بھی جب ملاقات ہوتی ہے کسی کی تعریف درمیان میں آتی ہے تو تعریف سے ڈرتے ہیں کہ شاید یہ امیر اس شخص کی اگر تعریف سنے اس کو فوراً رکھ لے، ہماری تنخواہ میں کمی کر دے لہٰذا اس کی بُرائی بیان کرتے ہیں اشارۃً یا کنایۃً اس کا عیب ظاہر کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص شہدہ ہے، بے وقوفوں میں اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہے تاکہ وہ امیر اس سے مُنہ پھیرے اس کی صحبت سے منہ موڑے، ان لوگوں کو چاہیئے کہ توبہ کریں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو نہایت منع اور اس کام کو حرام فرمایا ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لایری المومن من اخیہ عورۃ فیسترھا علیہ الا دخل الجنۃ ـــــ "جو شخص کسی کے عیب کو دیکھے اور آشکارا نہ کرے، بلا شک وہ جنت کا مستحق ہوگا" (اس کو احیاء العلوم کے باب حقوق المسلم میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان من اربی الربوا الاستطالۃ فی عرض المسلم بغیر حق ـــــ "ربو سے زیادہ گناہ بغیر حق کے مسلمان کی عزت ریزی ہے" اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے وجہ زیادتی گناہ کی یہ ہے کہ سود میں فقط قرض کے باب میں زیادتی ہوتی ہے اور غیبت میں انسان کی عزت لی جاتی ہے اور مسلمان کی عزت ہر چیز سے بہتر ہے حتیٰ کہ اہلِ سنت کا اعتقاد ہے کہ انسان فرشتے سے بہتر ہے۔

دقیقہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر حق کے لفظ سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ غیبت اگر با حق ہو تو درست ہے، خواہ حق دنیا کا ہو یا دین کا اسی واسطے ظالم کی غیبت درست ہے اور جو شخص حدیث کی جھوٹ روایت کرے اس کو جھوٹا کہنا بھی درست ہے جیسے محدثین نے جرح و تعدیل کی ہے اور بعض راویوں کی تحقیر کی ہے کیونکہ لوگ ان لوگوں کے عیبوں سے واقف نہ ہوں گے تو ان کی روایت کو سچ جانیں گے اور دین میں ایک فتنہ عظیم برپا ہوگا۔ اور اسلام میں خلل واقع ہو جائے گا چنانچہ اس کی تحقیق و تصریح گذر چکی۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الغیبۃ والنمیمۃ تحطان الایمان ـــــ "غیبت اور چغل خوری ایمان کو چھیل دیتی ہیں، جب انسان نے غیبت کی تو

اس غیبت کے سبب سے تھوڑا ایمان غیبت کرنے والے کا چلا گیا حتیٰ غیبت کرتے کرتے یہ نوبت پہنچتی ہے کہ وقتِ مرگ ایمان بالکل چلا جاتا ہے اور یہی حال ہے چغلخوری کا۔"
(اس کو سیرت احمدیہ میں اصبحانی سے نقل کیا ہے)۔

غیبت اور نمیمہ میں فرق

غیبت اور نمیمہ میں فرق یہ ہے کہ دو شخصوں کے درمیان، ایک کی بات دوسرے سے نقل کرتا کہ فلاں شخص تم کو بُرا کہتا تھا بنیت فساد کے تاکہ ان دونوں میں دشمنی ہو جائے نمیمہ ہے اور غیبت کہتے ہیں کسی کا عیب نقل کرنے کو خواہ بنیت فساد ہو یا نہ ہو لہٰذا جس مقام پر چغلخوری ہو گی غیبت بھی وہاں موجود ہو گی چنانچہ امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم میں یہی تعریف لکھی ہے اور بعضوں کے نزدیک غیبت اور نمیمہ میں کچھ فرق نہیں ہے جس کو غیبت کہتے ہیں اسی کو نمیمہ بھی کہتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک نمیمہ بھید کھولنے کو اور عیب ظاہر کرنے کو کہتے ہیں اور اسی کو افشائے ستر بھی کہتے ہیں خواہ از راہِ فساد ہو یا نہ ہو، چنانچہ امام غزالی رح نے احیاء العلوم میں اسی مذہب کو پسند کیا، لیکن احادیث میں غور کرنے سے اول مذہب حق معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم

ترکِ غیبت عبادت سے افضل ہے

ارشاد: بعض تابعینؓ کا قول ہے ادرکنا السلف وھم لایرون العبادۃ فی الصلوٰۃ والصوم بل فی الکف عن اعراض الناس ——— "ہم نے صحابہؓ کا یہ حال دیکھا کہ نماز اور روزے کو چنداں عبادت نہیں سمجھتے تھے جس قدر کہ غیبت سے رکنے کو عبادت سمجھتے تھے۔" (اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ: راقم الحروف کہتا ہے کہ باوجودیکہ نماز سب عبادتوں سے افضل ہے، اور روزے کو بعضوں نے عمدہ ترین عبادتوں میں شمار کیا ہے لیکن صحابہؓ غیبت سے بچنے کو اس سے بڑھ کر عبادت جانتے تھے کئی وجہ سے۔

وجہ اول: نماز اور روزہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادتیں ہیں کہ ان کے چھوڑنے میں فقط اللہ تعالیٰ کا عتاب ہو گا، لیکن کسی بندہ کا حق نہ ہو گا بخلاف غیبت کے کہ اس میں سوائے اللہ کی نافرمانی کے بندوں کا حق بھی متعلق ہے اور نافرمانی اللہ کی توبہ سے معاف ہو سکتی ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ

غفور و رحیم ہے اپنے بندوں پر رحمت کی نظر رکھتا ہے یہاں تک کہ کافر کو بھی رزق دیتا ہے ، لہذا جب گناہ گار اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر جناب باری کے حضور میں آہ وزاری کرے گا تو بلا شک اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا اور جب گنہگار اپنے گناہ پر ندامت اور حسرت کریگا تو خدائے تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا ، کیونکہ جب غلام اپنے مولیٰ کی نافرمانی کرے اور سوائے مولیٰ کے کوئی اس غلام کا دستگیر بھی نہ ہو تو جب وہ غلام اپنے مولیٰ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہے مولیٰ اس کے قصور کو معاف کرتا ہے بخلاف غیبت کے کہ ذمہ غیبت کرنے والے کا فقط اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے سے پاک نہیں ہوتا ہے ، جب تک غیبت کرنے والا اس شخص سے کہ جس کی غیبت کی ، قصور معاف نہ کرائے لہذا غیبت کرنا بدتر ہے نماز اور روزے کے چھوڑنے سے اور غیبت کا ترک نماز سے بہتر ہے ۔

دوسری وجہ: گناہ چھوڑنے میں عبادت کرنے سے زیادہ افضلیت ہے یعنی اگر کوئی شخص عبادت نہیں کرتا ہے لیکن جو گناہ شرع میں ممنوع ہیں ان سے بچتا ہے تو وہ شخص بہتر ہے اس شخص سے جو ہمیشہ عبادت کرتا ہے اور جملہ صغائر و کبائر میں مبتلا رہتا ہے خصوصاً وہ گناہ جو مثل غیبت کے بدترین ہے ، جب یہ کلیہ ہر گناہ میں ہے تو غیبت میں بدرجۂ اولیٰ یہ بات ہوگی ، کہ غیبت سے بچنا نماز اور روزے سے بہتر ہوگا ، اسی واسطے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بہتر جانتے تھے ۔

حکایت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت جو شخص عبادت بہت کرتا ہے اور گناہ بھی بہت کرتا ہے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو عبادت کم کرتا ہے لیکن گناہ بھی کم کرتا ہے ، حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا ما اعدل بالسلامۃ شیئا "یعنی جو شخص عبادت کم کرتا ہے اور گناہ بھی کم کرتا ہے وہ بہتر ہے اور سلامتی اسی کو ہے " کیونکہ گناہ چھوڑنے میں عبادت کرنے سے زیادہ ثواب ہے (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب الذنوب میں نقل کیا گیا ہے) ۔

تیسری وجہ: یہ ہے کہ ہر گناہ گویا مرض ہے اور جس مرض کی دوا معلوم نہ ہوتی ہو ، اور اس کی تشخیص بھی خوب نہ ہوتی ہو اس مرض سے بچنا محال ہے اور اس سے صحتیاب ہونے میں شبہ ہے

اور غیبت ایک قسم کا مرض ہے کہ اس کی دوا لوگوں سے نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس کی برائی کسی کے خیال میں اچھی طرح نہیں آتی ہے، بخلاف صلوٰۃ وصوم کے ترک کے کہ اس کی برائی سب کو معلوم ہے۔

چوتھی وجہ: جس مرض کا کوئی طبیب نہ ہو وہ مرض نہایت سخت ہوتا ہے اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ مریض کی جان لے لیتا ہے اور غیبت ایسا ہی مرض ہے کہ اس کا کوئی طبیب نہیں کیونکہ گناہوں کے طبیب علماء ہیں اور وہ خود اس مرض (غیبت) میں مبتلا ہیں، جب وہ خود اس بیماری میں مبتلا ہیں تو دوسروں کو کیسے اچھا کریں گے، بخلاف نماز اور روزہ چھوڑنے کے کہ البتہ علماء برا جانتے ہیں اور لوگوں کو اس سے ڈراتے ہیں، اسی واسطے صحابہؓ غیبت سے اجتناب کو بہتر سمجھتے تھے۔

پانچویں وجہ: جس مرض کا اثر کسی تک پہنچے اور اس میں ضرر دوسرے شخص کا ہو تو وہ مرض لوگوں کے نزدیک بہت برا ہوتا ہے جیسے خارش کہ اس کو سب برا جانتے ہیں کیونکہ یہ مرض دوسرے شخص کو بھی کبھی پہنچ جاتا ہے اور غیبت ایسا ہی مرض ہے کہ اس کے سبب سے اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے ضرر ہوتا ہے، بخلاف نماز اور روزہ چھوڑنے کے کہ اس کا وبال فقط گناہ کرنے والے پر ہوتا ہے، اسی وجہ سے صحابہ رضؓ غیبت کو نماز اور روزہ چھوڑنے سے بدتر جانتے تھے۔

چھٹی وجہ: نماز اور روزہ چھوڑنا گناہ ہے ہاتھ، پیر اور اعضاء کا اور غیبت گناہ ہے زبان کا اور زبان کا گناہ جوارح کے گناہ سے نہایت برا ہوتا ہے اسی سبب سے صحابہؓ غیبت کو نماز اور روزہ چھوڑنے سے برا جانتے تھے۔

زبان کی استقامت اور عدمِ استقامت

حدیث: سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی بامرٍ اعتصم بہ "کوئی نصیحت کیجئے کہ اس کے سبب سے میری فلاح درست گاری ہو جائے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل ربی اللہ واستقم ـــــ "اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کے قائل ہو کر صراط مستقیم پر چلے جاؤ" اور

گناہوں سے اجتناب کرتے رہو، پھر سفیان نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکثر ما تخاف علی ــــــــ " وہ کونسا عضو ہے کہ اس کے سبب سے نہایت خوف ہے"۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑا اور کہا یہ عضو ایسا ہے کہ اس کے سبب سے آدمی کو نہایت خوف رکھنا چاہیے، اس کو ابن ماجہ نے باب کف اللسان فی الفتنہ میں روایت کیا ہے، اسی واسطے مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

اے زباں تو بس زیانی مر مرا چہ توئی گویا چہ گویم مر ترا

" اے زبان تو میرے لئے نقصان دہ ہے۔ جب تو ہی اس کی غیبت میں گویا ہے تو میں کیا کہوں"۔

حدیث: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من وقاہ اللہ شر اثنین ولج الجنۃ ــــــــ " جس شخص کو اللہ دو چیزوں کے شر سے بچائے، وہ شخص جنت کا مستحق ہے"۔ ــــــــ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی چیزیں ہیں فرمایا: بین لحییہ وما بین رجلیہ ــــــــ " ایک وہ چیز جو دونوں داڑھوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور دوسری وہ چیز جو دونوں پیروں کے درمیان ہے یعنی فرج"۔

جس شخص نے ان دونوں چیزوں کی بدی سے نجات پائی وہ جنت کا مستحق ہوا اور جو شخص ان کی بدی میں مبتلا ہوا وہ واصل جہنم ہوا (اس کو امام مالک نے مؤطا میں روایت کیا ہے)۔

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا اصبح ابن آدم فان الاعضاء کلھا تکفر اللسان فتقول اتق اللہ فینا فانا نحن بک فان استقمت استقمنا وان اعوججت اعوججنا ــــــــ " جب صبح ہوتی ہے تو آدمی کے تمام اعضا زبان سے کہتے ہیں اے زبان ہماری خرابی اور بہتری تیرے سبب سے ہے اگر تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اور جنت میں جائیں گے اور اگر تو کج ہوگئی اور جہنم کی طرف چلی تو ہم سب تیرے سبب سے جہنم میں پڑیں گے اور بلا وجہ آگ میں جلیں گے"۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے کہ جس کے سبب سے انسان جہنم میں جاتا ہے فرمایا: الاجوفان الفم والفرج ــــــــ " دو چیزیں جو کہ بیچ میں ہیں ایک منہ اور دوسری فرج"۔ ان دونوں کے گناہوں کے سبب سے اکثر آدمی

جہنم میں جائیں گے (اس کو ابن ماجہ نے باب الذنوب میں روایت کیا ہے)

دقیقہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہنم میں دو چیزیں لے جائیں گی ایک منہ دوسرے فرج لیکن منہ کا گناہ فرج کے گناہ سے بدتر ہے کیونکہ فرج کے گناہ کا زیادہ وبال فقط گناہ کرنے والے پر ہوتا ہے اور منہ کے گناہ کا حق دوسرے کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔

نصیحت: اس زمانے میں متقی ہونے کا مدار عبادات ظاہریہ مثلاً نماز روزے پر ہو گیا ہے جو شخص نماز بہت پڑھتا ہے یا دعا بہت کیا کرتا ہے یا روزے بہت رکھتا ہے یا صدقہ بہت دیتا ہے۔ اس کو لوگ کہتے ہیں یہ شخص بڑا عابد نہایت زاہد ہے اگرچہ تمام دن لوگوں کی غیبتیں کیا کرتا ہو اور تمسخر میں بسر اوقات کرتا ہو اور جو شخص ظاہر میں عبادات کم کرتا ہو اور غیبت وغیرہ سے بچتا ہو اس کو متقی نہیں کہتے ہیں۔ سبب اس کا یہی ہے کہ لوگوں کی نظروں میں غیبت کی کچھ حرمت نہیں، غیبت نہ کرنے کی کچھ اہمیت نہیں۔ اللھم اھدنا واسلکنا سبیل الھدایۃ والرشاد۔

غیبت زنا سے بدتر ہے

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الغیبۃ اشد من ثلثین زنیۃ فی الاسلام

"غیبت حالتِ اسلام میں تیس زنا کرنے سے زیادہ گناہ رکھتی ہے" (اس کو محمد بن عثمان بن عمر البلخی نے عین العلم میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ: راقم الحروف کہتا ہے کہ زنا کرنا حالت اسلام میں زیادہ برا ہے بہ نسبت کفر کی حالت میں زنا کرنے سے اس کی دو وجہیں ہیں۔

پہلی وجہ: کافر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان کا حکم ہے اور مسائل فرعیہ بعضوں کے نزدیک جیسے نماز اور روزہ کا وجوب یا زنا اور سود کا حرام ہونا کافر کے لئے نہیں ہے اسی واسطے وہ لوگ کہتے ہیں کہ قیامت میں اگر کسی مسلمان پر عذاب ہوگا تو بسبب اس کے گناہوں کے ہوگا اور کافر کو فقط اس کے کفر کی وجہ سے سزا ہوگی اور نماز وغیرہ چھوڑنے یا زنا کرنے کے بدلہ میں سزا نہ ہوگی، کیونکہ ان سب احکام کی شرط ایمان ہے، لہذا جب کافر میں اصل ایمان نہیں ہے تو احکام بھی اس پر واجب نہ ہوں گے معلوم ہوا کہ زنا کرنا ایمان کی حالت میں نہایت برا ہے بہ نسبت

بحالتِ کفر زنا کرنے کے کیونکہ کافر کو زنا کرنے پر کچھ عذاب نہ ہوگا، اگرچہ ایمان نہ لانے کا عذاب ہوگا اور مسلمان کو بسبب زنا کے یقیناً عذاب ہوگا اور سخت عذاب ہوگا۔

دوسری وجہ: بحالتِ کفر زنا کا معاف ہوجانا توبہ پر موقوف نہیں اور اس کے عفو میں فقط ندامت واجب نہیں، جب وہ کافر اپنے کفر سے باز آوے گا، ایمان کو اپنے دل میں راسخ کرے گا تو خود بخود اس کے تمام گناہ جو حالتِ کفر میں کئے ہیں زنا ہو یا دوسرے گناہ معاف ہو جائیں گے، اگرچہ بوقت ایمان اس شخص کے دل میں زنا سے ندامت نہ حاصل ہوئی ہو کیونکہ اہلسنت کا مسئلہ ہے کہ ایمان سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور نامۂ اعمال سے سب گناہوں کو محو کر دیتا ہے، بخلاف مسلمان کے زنا کے کہ وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، اس کی ذات بغیر ندامت کے پاک نہیں ہوتی، کسی نیکی سے زنا کا عذاب نہیں جاتا، اگرچہ نیک کام صغیرہ گناہ کو مٹا دیتا ہے لیکن کبیرہ معاف نہیں ہوتے ہیں جب تک انسان توبہ نہ کرے معلوم ہوا کہ مسلمان کا زنا کرنا کافر کے زنا کرنے سے بُرا ہے، اس لئے کہ کافر کا زنا ایک نیکی کے کرنے سے جو کہ سب نیکیوں سے عمدہ ہے یعنی ایمان لانے سے معاف ہوجاتا ہے اور مسلمان کا زنا کسی نیکی سے معاف نہیں ہوتا جب تک وہ شخص توبہ نہ کرے ہاں اگر فضلِ خدا شامل ہو تو خود اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے معاف کرے گا اور اس کے گناہوں سے درگذر کرے گا، اسی واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الاسلام کا لفظ بڑھایا تاکہ معلوم ہو کہ غیبت تیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی بدتر ہے وہ زنا جو حالتِ اسلام میں انسان سے صادر ہو کہ وہ خود بھی نہایت بدتر ہے کافر کے زنا سے۔

نصیحت: اس زمانے میں لوگ زنا کو غیبت سے بڑا گناہ سمجھتے ہیں اسی واسطے اگر کسی شریف سے یا کسی عالم سے زنا صادر ہوجائے تو تمام لوگ اس امر کو نہایت معیوب سمجھتے ہیں اس عالم کو اور شریف کو بہت بدنام کرتے ہیں، اس کو فاسق سمجھتے ہیں تمام شہر میں اس کو مشہور کرتے ہیں، اس سے ترک ملاقات کرتے ہیں اس کو فاجر بتاتے ہیں، اگرچہ وہ شخص زنا سے توبہ بھی کرے اس کو ندامت بھی حاصل ہو لیکن لوگوں کے دلوں میں جو خیال اس کی بدی کا آجاتا ہے اس کا مٹنا محال ہوجاتا ہے اور علماء شرفاء جو کہ صبح وشام لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے

ہیں، اس فعل میں کوئی ان کو فاسق نہیں کہتا، کوئی ان کو بدنام نہیں کرتا بلکہ خود لوگ بھی اس غیبت کرنے والے کی مجلس میں جا کر لطف اٹھاتے ہیں، اپنی آخرت خراب کرتے ہیں۔

اثر: حاتم فرماتے ہیں: ثلاث اذا کن فی مجلس فالرحمة عنهم مصروفة ذکر الدنیا والضحك والوقیعة فی الناس ــــــ "وہ تین مجلسیں ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں نازل ہوتی ہے، خدا کی عنایت ان اہلِ محفل پر کم ہوتی ہے، ذکرِ دنیا کی مجلس، ہنسی مذاق کی مجلس اور غیبت کی مجلس۔

پہلی مجلس: وہ جس میں ذکرِ دنیا ہو یعنی لوگ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے امورِ دنیا کا ذکر کر رہے ہوں اور دنیا کے امور کے ساتھ خوشی کا مظاہرہ کر رہے ہوں، ایسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں نازل ہوتی، راقم الحروف کہتا ہے اس کی کئی وجہیں ہیں۔

وجہ اوّل: رحمت ان لوگوں پر نازل ہوتی ہے جو ذات واجب تعالیٰ کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں اور غیرِ خدا سے وحشت رکھتے ہیں اور جب یہ لوگ دنیا کی طرف متوجہ ہونے لگے، دنیا کے امور سے خوش ہونے لگے، نزولِ رحمت ان پر بند ہو گیا، عنایت ان سے رُک گئی ؎

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دُوں ــــ ایں خیال ست ومحالست وجنوں

"خدا اور دنیا کو بیک وقت چاہنا محض خیال ہے، محال اور پاگل پن ہے"۔

وجہ دوم: دنیا ایک سرائے ہے جو فانی ہے جائے قرار نہیں ہے، مولانا روم فرماتے ہیں

؎ اطلس عمرت بمقراضِ شہور ــــ پارہ پارہ کرد خیاط غرور

"غرور کے خیاط نے تیری عمر کے اطلس کو ایام کی قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا"۔

دنیا مثل مسافر خانے کے ہے، ہر شخص اپنی ماں کے پیٹ سے آتا ہے اور زمین کے نیچے چلا جاتا ہے جس طرح مسافر ایک شہر سے دوسرے شہر کو جاتا ہے ؎

اے دل، ترا کہ گفت بدنیا قرار گیر ــــ وین جان نازنین خود اندر حصار گیر

جائے مقام نیست دل خود بر و منہ ــــ خود را مسافری کن وایں راہ گذار گیر

بنگر کہ تا تو آمدہ چند کس برفت! ــــ آخر یکے ز رفتن شان اعتبار گیر

"اے دل! تجھ سے کس نے کہہ دیا کہ دنیا کو ٹھکانا بنا اور اپنی نازک جان اس قلعہ میں محصور کر، دنیا

قیام کی جگہ نہیں ہے اس میں دل نہ لگا۔ مسافر ہیں کہ اس راستے سے گذر اور دیکھ کتنے لوگ آکر چلے گئے ان کے جانے سے عبرت حاصل کر۔"

لہٰذا دنیا کے ساتھ انسیت جو قوی ہے اور یہ وقتی بھی سبب ہے رحمت کے بعید ہونے کا جس طرح مولیٰ اپنے غلاموں میں جو عاقل ہوتا ہے اس کی طرف التفات کرتا ہے اور جو غلام احمق ہو اس سے نظر پھیر لیتا ہے۔

وجہ سوم: دنیا اگرچہ ظاہر میں اچھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت بُری ہے، اور جو بُری چیز کی طرف التفات کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے رحمت کو جو سب چیزوں سے عمدہ ترین ہے جدا کر دیتا ہے جس طرح اگر سلطان کا ایک پاخانہ ہو اور سلطان نے اس میں موتی لگا دیئے ہوں کہ اس کے سبب سے بظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں نہایت بُرا ہے تو جو شخص اس پاخانہ کی طرف نظر کرے گا اور اس پر اپنا دل لگا دے گا بلا شک سلطان اس پر خفا ہو گا اگرچہ عتاب نہ کرے گا، اس سے بات کرنا چھوڑ دے گا، اپنی عنایت اس پر کم کرے گا۔

وجہ چہارم: دنیا خلاف مرضی مولیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے نہ کہ دنیا کے ذکر کے واسطے ؎

منہ دل دریں دیر نا پائیدار ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار

"اس ناپائیدار جگہ سے دل مت لگا، سعدی کی یہی ایک بات یاد رکھ"

خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ——— "میں نے جن اور انسان کو صرف عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے۔"

جس طرح کوئی شخص سلطان کی مرضی کے خلاف کرے تو اس پر سلطان نظرِ عنایت کم کر دیتا ہے اور اس کی طرف سے کشیدہ خاطر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خدا بھی اپنی مرضی کے خلاف کرنے والوں پر نظرِ عنایت اور التفات کم کر دیتا ہے۔

دوسری مجلس: جس میں مضحکہ ہو یعنی لوگ اس مجلس میں ہنس رہے ہوں اپنی طبیعتوں کو خوش کر رہے ہوں، راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کی بھی کئی وجہیں ہیں۔

وجہ اوّل: ہنسنا غفلت کا سبب ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے غافل ہوا، اللہ تعالیٰ بھی

اس سے غافل ہوا اسی واسطے رحمت ایسی مجلس پر بند ہوتی ہے۔

وجہ دوم: ہنسنے کے سبب سے ہنسنے والوں کا دل سخت ہوجاتا ہے اس میں پتھر کی سی سختی آجاتی ہے چنانچہ یہ تجربہ ہے کہ جو لوگ بہت ہنستے ہیں ان کے دل میں نہایت سختی آجاتی ہے رقت ان کے دل سے چلی جاتی ہے اسی واسطے نصیحت ان پر اثر نہیں کرتی، توبہ کی طرف ان کی طبیعت مائل نہیں ہوتی اور ان کو کبھی رونا نہیں آتا ہے، دل ان کا ذکر جہنم سے خوف نہیں کھاتا ہے اگر کسی کی شہادت بیان ہو یا کسی کی وفات کا حال بیان ہو تو ان کے دل میں مطلق ملال نہیں ہوتا ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا جو کہ سب مصیبتوں سے عظیم ترین مصیبت ہے خیال نہیں ہوتا اور سختی دل کو اللہ تعالیٰ نہایت برا جانتا ہے اسی واسطے کفار کے حالات میں ان کی سختی دل کو بیان فرمایا ہے اسی واسطے جس مجلس میں ضحک ہو اس سے رحمت اٹھ جاتی ہے۔

دقیقہ: ہنسی کی تین صورتیں ہیں، اول صورت اس طرح سے ہنسنا کہ نہ آواز نکلے اور نہ دانت کھلیں اور نام اس کا تبسم ہے جس کو مسکرانا کہتے ہیں، دوسری صورت اس طرح سے ہنسنا کہ اگرچہ دانت کھل جائیں لیکن آواز نہ نکلے اس کو ضحک کہتے ہیں، تیسری صورت اس طرح سے ہنسنا کہ آواز بھی نکلے اس کو قہقہہ کہتے ہیں۔

نصیحت: اس زمانے میں مسکرانا نہایت کم ہے اور ضحک یعنی دانت کھول کر ہنسنا نہایت عام ہے اور قہقہہ کا رواج بے حساب ہے ہر مجلس میں لوگوں میں قہقہے ہوتے ہیں آواز بلند ہوتی ہے ہر شخص ایسی بات کرتا ہے کہ لوگ قہقہے ماریں، لہٰذا وہ شخص اپنے سر پر ایک گناہ اپنے قہقہے کا دوسرا گناہ لوگوں کے ہنسانے کا لیتا ہے اور راہ جہنم اختیار کرتا ہے خصوصاً مسجدوں میں اور مقبروں میں کہ پنج وقتہ نماز کے واسطے جب لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں لوگوں کے تذکرے شروع ہوتے ہیں قہقہے اڑتے ہیں اگر کوئی منع کرے کہ مسجد میں ہنسنا حرام ہے تو اس پر لوگ ہنستے ہیں اس کے ساتھ استہزاء کرنے لگتے ہیں اور مقابر میں جب ایام عرس میں لوگ جاتے ہیں تو فاسقوں اور ہنسنے والوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، قبروں کے قریب ذکر خدا کو چھوڑ کر رشتہ عبرت کو توڑ کر دنیا کے تذکرے کرتے ہیں اور خوب ہنستے ہیں، لوگوں کو ہنساتے ہیں اپنے دین کو بگاڑتے ہیں، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تبسم فرماتے تھے اور کبھی آپ کے دانت بھی کھل جاتے تھے لیکن کبھی آپ نے

قہقہہ نہیں مارا کیونکہ قہقہہ نہایت خراب ہے اسی واسطے خدائے تعالیٰ نے قہقہہ کو جب کہ وہ نماز میں واقع ہو مفسد نماز اور مفسد وضو قرار دیا ہے اور اگر باعتبار عقل کے دیکھو تو عقل کہتی ہے کہ ہنسنا نہایت حماقت ہے کیونکہ ہنسنے کا مدار خوشی پر ہے اور جو خوشی زائل ہو اس پر کس کو ہنسی آتی ہے خصوصًا جب ہر طرف سے غم لاحق ہو اور ہر طرح سے رنج عارض ہو اور یہ معلوم ہے کہ جو بات دنیا میں خوشی کی ہے وہ ختم ہونے والی ہے، لہٰذا اس پر خوشی کرنا سخت بے وقوفی ہے جب کہ آدمی کو ہر طرف سے فکر بھی عارض ہے کیونکہ جس وقت حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت سے ہم کو نکالا اور گروہ جنتی کو گروہ جہنمی سے جدا کیا، نہ معلوم کہ اس وقت ہم کو کس فرقے میں شمار کیا اور جس وقت ماں کے پیٹ میں رُوح پڑی، نہیں معلوم کہ اس وقت ہماری تقدیر میں سعادت لکھی گئی یا شقاوت اور جس وقت موت عارض ہوگی نہیں معلوم کہ رُوح خوشخبری کے ساتھ نکلے گی یا بدخبری سے جاوے گی۔ بقول سعدی رح ؎

چہ سالہائے فراواں و عمرہائے دراز | کہ خلق بر سرِ ما بر زمین بخواہد رفت

"سالہا سال اور عمر دراز سے کیا حاصل جب کہ مخلوق زمین پر ہمارے سروں پر سے گذرے گی"

اور جس وقت قیامت قائم ہوگی، ہر طرح کی دہشت ہوگی، دھوپ کی شدت ہوگی، پسینے کی کثرت ہوگی، بایں ہمہ وجوہ ہر وقت ہنسنا خالی از حماقت نہیں۔

ذکر تدابر و تباغض وغیرہ

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تباغضوا ولا تدابروا ولا تنافسوا وکونوا عباد اللہ اخوانا ——— "باہم بغض نہ رکھو، تدابر یعنی غیبت نہ کرو، تنافس یعنی دنیا کی طرف رغبت نہ کرو، یا یہ مت چاہو کہ فلاں وصف میں کوئی ہمارا مثل نہ ہو اور تم سب باہم بھائی ہو جاؤ"

اور بعضوں نے تدابر کے یہ معنی لکھے ہیں کہ تدابر باہم منہ پھیر لینے کو کہتے ہیں یعنی جب دو شخصوں میں ملاقات ہو تو ہر شخص بسبب بغض کے دوسرے سے منہ پھیر لے اور اس کی طرف اپنی پیٹھ کر دیوے (اس کو حاکم نے کتاب البر و الصلۃ میں روایت کیا ہے)۔

نصیحت:

جن جن اُمور کی ممانعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اس زمانے میں وہ سب

اُمور عام ہیں کہ ہر شخص دوسرے شخص سے بغض رکھتا ہے حتیٰ کہ بیٹا باپ اور ماں سے لڑتا ہے اور ان کی شکایتیں کرتا ہے، اور شاگرد اُستاد سے بغض رکھتا ہے، اگر موقع پڑ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں فلاں کا شاگرد نہیں ہوں اور بھائی بھائی سے عداوت رکھتا ہے، اپنے اوقات کو اس کی غیبت میں صرف کرتا ہے اور جب دو بغض والوں میں ملاقات ہوتی ہے تو تدابر کی نوبت آتی ہے ہر شخص دوسرے کو سلام نہیں کرتا ہے اس کی طرف رُخ نہیں کرتا ہے اور یہ تباغض وغیرہ قرابت میں بہت ہوتا ہے ہر شخص چاہتا ہے کہ میں فلاں عزیز سے رتبے میں بڑھ جاؤں اور ہر شخص اپنے قریب کے ساتھ ایسی بات کرتا ہے کہ اس سے دشمنی ہو جائے اور باہم لڑائی ہو جائے، باوجودیکہ صلۂ رحم اور قرابت کا لحاظ رکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ جمیع مسلمانوں کو راہِ راست پر چلائے۔

حکایت: ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سوائے پنجوقتہ نماز کے اور کوئی نماز نہیں پڑھتا ہوں اور سوائے فرض روزوں کے اور کوئی روزہ نہیں رکھتا ہوں، اور میں فقیر ہوں، صدقہ بھی نہیں دیتا ہوں اور حج بھی نہیں کرتا ہوں، جب میں مروں گا تو کہاں جاؤں گا کیونکہ میرا کوئی کام جنت میں جانے کے واسطے نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میرے ہمراہ جنت میں جائے گا، اگر اپنے دل کو دو چیزوں سے محفوظ رکھے گا، ایک جھوٹ، دوسرے غیبت۔ اور اپنی آنکھ کو دو چیزوں سے بچائے گا، ایک کسی حرام چیز کی طرف دیکھنے سے، دوسرے کسی کو ذلیل سمجھنے سے، لہٰذا تو اس وقت جنت میں جائے گا اور میرے ہمراہ ہوگا۔ (اس کو امام غزالی رح نے رجا کی دوا کے بیان میں نقل کیا ہے)۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت کو چھوڑنا نماز اور روزے سے بڑھ کر ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے، چنانچہ اس کا تذکرہ اوپر ہو چکا اور اُوپر میں نے سات وجہیں بیان کی ہیں۔

آٹھویں وجہ: اس وقت ایک آٹھویں وجہ خیال میں آگئی وہ یہ ہے کہ غیبت کی

تشبیہ مردار کا گوشت کھانے کے ساتھ واقع ہوئی ہے اور ہر شخص کی طبیعت نماز اور روزہ وغیرہ چھوڑ دینے کو گوارا کر سکتی ہے لیکن مُردار کھانے کو روا نہیں رکھ سکتی، اسی سبب سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک غیبت کا چھوڑ دینا نماز روزہ سے بہتر تھا، واللہ اعلم

اور ان آٹھ وجہوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز فرض اور روزہ فرض سے غیبت نہ کرنا بہتر ہے، پس نفل عبادت کی بات تو بہت اس سے دُور ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

پانچویں فروع
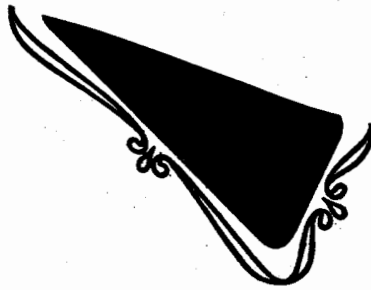
غیبت کے نقصانات

واضح ہو کہ غیبت سے بہت ضرر پیدا ہوتے ہیں دنیا میں بھی اور دین میں بھی غیبت کرنے والا خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق ہوتا ہے۔

پہلی مضرت

دعا کا نہ قبول ہونا جو شخص غیبتیں بہت کرتا ہے وہ نادم بہت کم ہوتا ہے، اس لئے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے اور اس پر عنایت نہیں نازل ہوتی ہے۔

ارشاد: فقیہ ابو اللیثؒ تنبیہ الغافلین کے باب الحسد میں فرماتے ہیں ثلثۃ لا یستجاب دعوتھم اکل الحرام ومکثار الغیبۃ ومن کان فی قلبہ غل او حسد للمسلمین "تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی اور ان کی عاجزی منظور نہیں ہوتی ہے، ایک وہ شخص جو مالِ حرام کھاتا ہو، دوسرا وہ شخص جو بکثرت غیبت کرتا ہو تیسرا وہ شخص جو کہ مسلمان سے حسد رکھتا ہو، یا بخل کرتا ہو۔"

حکایت: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ دعا کرتے ہیں لیکن دعا قبول نہیں ہوتی ہے؟ ابراہیم بن ادہمؒ نے جواب دیا اس سبب سے کہ تمہارے دل مردہ ہیں انھوں نے پوچھا مردہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

ابراہیم رحؒ نے کہا تم لوگوں میں آٹھ عیب ہیں اس سبب سے تم لوگوں کے دلوں میں تازگی نہیں رہی ہے اسی سبب سے تمہاری دعا قبول نہیں ہوتی۔ پہلا عیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو تم لوگ جانتے ہو اور اس کی قدرت کو پہچانتے ہو اور خدا کے حق میں قصور کرتے ہو اور اس کی طاعت میں فتور کرتے ہو، دوسرا عیب یہ کہ تم لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہو اور اس کے

موافق عمل نہیں کرتے ہو، تیسرا[۳] عیب یہ کہ زبان سے تم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہو اور ان کی حدیث کے موافق عمل نہیں کرتے ہو حالانکہ محبت کے معنیٰ یہی ہیں کہ محب محبوب کی مرضی کے موافق کرے اور اس کی چال پر چلے، چوتھا[۴] عیب یہ کہ زبان سے تم لوگ کہتے ہو کہ ہم موت سے ڈرتے ہیں اور موت کی استعداد عبادات سے پیدا نہیں کرتے ہو حالانکہ جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے اپنی نجات کی فکر کرتا ہے، پانچواں[۵] عیب یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۔

"شیطان تم لوگوں کا دشمن ہے اس سے ڈرتے رہو۔"

بتحقیق شیطان انسان کا　　　عدو ہے کھلا یہ خدا نے کہا

اور تم لوگ گناہ میں رفاقت صرف کرتے ہو، شیطان کو اپنا دوست بناتے ہو، سعدی رح فرماتے ہیں ؎

کجا سر بر آریم ازیں عار و ننگ　　　کہ با او بصلح ایم با حق بجنگ !

"ہم اس عار و شرم سے کہاں سر اٹھا سکتے ہیں کہ شیطان کے ساتھ تو ہماری صلح ہے اور حق کے ساتھ جنگ"

چھٹا[۶] عیب یہ کہ زبان سے کہتے ہو کہ ہم دوزخ سے ڈرتے ہیں اور دوزخ میں اپنے جسموں کو ڈالتے ہو، کیونکہ ہمیشہ گناہ کیا کرتے ہو، آٹھواں[۸] عیب یہ کہ جب تم سو کر اٹھتے ہو تو اپنے عیبوں کو پیٹھ کے پیچھے ڈال دیتے ہو اس کی طرف خیال نہیں کرتے ہو اور لوگوں کے عیبوں کو اپنے سامنے رکھتے ہو، لوگوں کی شکایتیں کرتے ہو اسی سبب سے تم پر رحمت نازل نہیں ہوتی ہے، چنانچہ اسی مضمون کی طرف مثنوی میں اشارہ ہے ؎

غافل اند ایں قوم از خود سر بسر　　　لاجرم گویند عیب ہم دگر

"یہ قوم سراسر اپنے آپ سے غافل ہے آپس میں ایک دوسرے کے عیب کو ظاہر کرتی ہے۔"

(اس کو تذکرۃ الاولیاء اور احیاء العلوم میں نقل کیا ہے)۔

۲۔ دوسری مضرت

نیکیوں کا نامہ اعمال سے کم ہوتا

اثر: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان العبد لیعطی کتابه یوم القیمة فیری فیه

حسنات لم یکن عملها فیقول یا رب انّی لی کذا فیقال له هذا بما اغتابك الناس انت لا تشعر ـــــــــ "قیامت کے روز جب ہر شخص کو اس کی کتاب ملے گی اور ہر شخص جب اپنی کتاب میں نیکی دیکھے گا، خوش ہوگا اور جب بدی پر نظر پڑے گی طبیعت مضطرب ہوگی اس وقت بعض لوگوں کو جو کتاب ملے گی وہ اپنی کتاب میں ایسی نیکیاں پائیں گے، کہ دنیا میں انھوں نے وہ نیکیاں نہ کی ہوں گی، وہ لوگ خدائے تعالیٰ سے پوچھیں گے کہ یا اللہ! یہ نیکیاں ہم سے دنیا میں نہیں ہوئی ہیں، یہ ہماری کتاب میں کس طرح درج ہیں، ارشاد ہوگا اے شخص! اگرچہ تجھ سے یہ نیکیاں نہیں ہوئیں لیکن جن لوگوں نے تیری غیبت کی تھی ان کی نیکیاں ان کے نامۂ اعمال سے محو ہو کر تیری کتاب میں لکھ دی گئیں"۔ (اس کو تنبیہ الغافلین اور کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سُنا کہ فلاں شخص نے میری غیبت کی تو اس کے پاس کچھ ہدیہ بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تُو نے غیبت کے سبب اپنی نیکیاں مجھ کو دیں، اس کے بدلہ میں یہ ہدیہ بھیجتا ہوں، (اس کو نزہۃ المجالس میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان الرجل لیعطی کتابه منشرا فیقول یا رب فاین حسنات کذا وکذا عملتها لیست فی صحیفتی فیقول له محیت باغتیابك الناس ـــــــــ "بعض لوگوں کو قیامت کے میدان میں کتاب اعمال کھلی ہوئی ملے گی وہ لوگ دیکھ کر کہیں گے یا اللہ میں نے فلاں فلاں نیکیاں دنیا میں کی تھیں وہ کیا ہوئیں کہ میرے نامۂ اعمال میں نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ چونکہ تم نے دنیا میں لوگوں کی غیبتیں کی تھیں اس واسطے وہ نیکیاں تمہاری کتاب سے محو کر کے جن کی تم نے غیبت کی تھی ان کے نامۂ اعمال میں درج کی گئیں" (اس کو منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)۔

صحیفہ جو ظالم کا ہوگا تمام ۔۔۔ نہ ہوگا کہیں اس میں نیکی کا نام
کہے گا الٰہی مری نیکیاں ۔۔۔ لکھی تھیں جو ساری گئیں اب کہاں
یہ ہو حکم نامے میں مظلوم کے ۔۔۔ ترے کام نیک سب ہیں اس میں لکھے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ ـــــــــ "خدا تعالیٰ قیامت کے روز ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرے گا، پس جس کا حق جس پر ہوگا وہ ادا کرے گا اور کسی نے کسی کی غیبت

کی ہوگی تو غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس کو دی جائیں گی۔"

حدیث: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضہ سے پوچھا تم لوگ مفلس کو جانتے ہو، صحابہ رضہ نے جواب دیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال نہ ہو، آپ نے فرمایا یہ مفلس باعتبار مال کے ہے، اصل مفلس وہ ہے کہ قیامت کے روز خدا کے حضور میں حاضر ہو اور اس کی عبادات مثل نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے بہت ہوں، پھر اس پر لوگوں کے حقوق بھی ہوں، کسی کو اس نے گالی دی ہو، کسی کی اس نے غیبت کی ہو، کسی کا مال اس نے کھایا ہو، کسی کی جان اس نے ماری ہو، چنانچہ سب حق والے قیامت کے روز دامن گیر ہوں، جناب باری میں فریاد کریں، اللہ تعالیٰ تخت عدل پر بیٹھے ہر حق والے کو خوش کرے، ہر مدعی کو اس کا حق پہنچا دے ہر شخص پر بساطِ احسان پھیلائے، اس شخص کی نیکیاں حق والوں کو دینا شروع کرے اور اس کی عبادات میں کم کرنا شروع کرے جب نیکیاں اس کی فنا ہو جائیں اور حقوق باقی رہ جائیں حق والوں کی بدیاں اس پر ڈالے اس کے نامۂ اعمال کو مدعیوں کی سیئات سے سیاہ کرے۔ آخر الامر وہ لوگ اپنا اپنا حق لے کر جنت میں جاویں اور وہ شخص جہنم میں جائے، حقیقت میں وہ شخص مفلس ہے کیونکہ دنیا میں جو مال کا مفلس ہے اس کو چنداں تکلیف نہیں ہوتی، کیونکہ اور اہل اسلام اس کے خبر گیر ہو جاتے ہیں بخلاف اس شخص کے کہ قیامت کے روز ہر طرف نفسی نفسی کی آواز بلند ہو گی ہر طرف سے جہنم کے جوش و خروش کی صدا کان میں پڑیگی، ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار ہوگا کوئی کسی کا یار نہ مددگار ہوگا، یہاں تک کہ باپ ماں سے بھائی بہن سے اور جورو خاوند سے بھاگیں گے کسی کے قریب نہ جائیں گے، بلکہ لوگ تمنا کریں گے کہ اگر ہمارا کچھ حق ہمارے باپ پر ہوتا تو ہم اس سے آج لے لیتے اس کی نیکیوں کو اپنی کتاب میں بھر لیتے، اس دن عوام کو کون پوچھتا ہے، انبیاء نفسی نفسی کہیں گے شفاعت سے ہاتھ اُٹھائیں گے، اپنی لغزشوں پر ندامت کریں گے کیونکہ اس روز جناب باری کا دریائے غضب جوش کرے گا ہر کس و ناکس کو مدہوش کرے گا ایک عجیب کیفیت عالم پر طاری ہوگی، ہر شخص کو اپنی جان بھاری ہوگی پھر جب اعمال تلیں گے تو لوگوں کے چہروں کے رنگ اس خوف سے اُڑیں گے کہ دیکھا چاہیئے کونسا پلّہ بھاری ہوتا ہے

کونسا ہلکا ہوتا ہے ؎

تب اس وقت عاصی کا ہو رنگ زرد وہ حسرت سے ہردم بھرے سانس سرد

پھر جب ہر شخص کو حساب کے واسطے ندا ہوگی، ہر شخص کی رُوح قبض ہوگی، ایک آفت ہوگی ہر شخص کو سخت کلفت ہوگی، لوگوں کے ابدان کانپیں گے، بلکہ انبیاء بھی لرزیں گے پھر جب اللہ تعالیٰ حق والوں کو بلائے گا، نہایت انصاف کرے گا۔ تب لوگوں کو نہایت ندامت ہوگی کہ کاش! ہم دنیا میں لوگوں کی غیبت نہ کرتے کسی کو تکلیف نہ دیتے اس وقت ہر شخص چاہے گا، کہ میری بدیاں دوسرے کو دے دی جائیں اور دوسروں کی نیکیاں مجھ کو عنایت ہوں اس روز جو حساب کتاب میں پڑا انہایت افلاس میں گرفتار ہوا، اس حدیث کو بغوی رحمۃ اللہ نے تفسیر معالم التنزیل میں روایت کیا ہے۔

عبداللہؒ بن مبارک کہتے ہیں کہ میں ایک روز سفیانؒ ثوری کی مجلس میں بیٹھا تھا انھوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ کی غیبت شروع کی میں نے سفیان سے کہا کہ امام کی عجب شان ہے وہ کسی کی غیبت نہیں کرتے ہیں کسی کی شکایت نہیں کرتے ہیں، سفیان نے کہا کہ عقلاء کی یہی شان ہے کہ اپنی نیکیوں پر دوسروں کو مسلط نہ کریں اور کسی کی غیبت نہ کریں، اس کو مسند ابوحنیفہ رحمۃ میں اور ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

تیسری مضرت

بدیوں کا نامۂ اعمال میں زیادہ ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایاکم والغیبۃ فان فیھا ثلاث آفات لا یستجاب لہ الدعاء ولا یقبل لہ الحسنات ویزداد علیہ السیأت ـــــ

"تم لوگ غیبت سے بچو کیونکہ اس میں تین آفتیں ہیں ایک[۱] یہ کہ غیبت کرنے والے کی دعا نہیں قبول ہوتی، دوسرے یہ کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں نہیں قبول ہوتی ہیں، تیسرے[۳] یہ کہ اس کی بدیاں نامۂ اعمال میں زیادہ ہوتی ہیں (اس کو خزانۃ الروایات میں نقل کیا ہے)۔

اثر: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب قیامت قائم ہوگی اور دُنیا ختم ہوگی تو اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک جگہ جمع کرے گا ؎

جمع ہوگی خلق ساری ایک جا　　نفسی نفسی کی بلند ہوگی صدا

اُس وقت اللہ تعالیٰ ایک ندا کرے گا کہ جس شخص کا حق کسی پر ہو وہ آوے پس ہر شخص خوش ہوگا، اور اپنے باپ، ماں، بھائی اور جورو سے حق کا طالب ہوگا ؎

جب نہ دیں ماں باپ بھی بیٹے کا ساتھ　　پھر وہاں پکڑے تمہارا کون ہاتھ

اسی مضمون کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ کر کے فرماتا ہے: فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ ۔ ـــــــــ "جب صور پھونکا جائے گا اور حساب سامنے آئے گا اس وقت لوگوں کی قرابتیں مٹ جائیں گی اور محبتیں فنا ہو جائیں گی پھر ہر شخص ہر شخص سے حق کا مدعی ہوگا" کوئی کسی کی حمایت نہ کرے گا اور اس میدان میں دو قسم کے لوگ ہوں گے، جو شخص نیک ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو اس کو جنت میں داخل کرنا منظور ہوگا، اس پر اللہ تعالیٰ اپنی عنایت اس طرح کرے گا کہ جب اس کی نیکیاں حق والے لے جائیں گے اور صرف ایک ذرہ برابر نیکی بچے گی تو فرشتے خدائے تعالیٰ سے کہیں گے یا رب اس شخص کی سب نیکیاں ختم ہوگئیں مگر ایک ذرہ برابر رہی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس ذرہ برابر نیکی کو بڑھادو اور میری عنایت سے اس بندے کو جنت میں داخل کر دو، اور جو بد ہوگا وہ جہنم کا مستحق ہوگا، اس کا حال یہ ہوگا کہ جب اس کی نیکیاں مٹ جائیں گی اور حق والوں پر تقسیم ہو جائیں گی اور ذرہ برابر بھی نیکی نہیں رہے گی اور حق والے ابھی باقی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، حق والوں کے گناہ اس کے نامۂ اعمال میں ڈالو، فرشتے حکم بجالائیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے ؎

اور نیکی ظالموں کی کردگار　　دے گا مظلوموں کو تا ہو رستگار

اور جو اس کے نامۂ اعمال میں　　کچھ نہ ہوں گی نیکیاں اس حال میں

تو اسی مظلوم کے اعمالِ زشت　　جو کہ ہوں گے درمیانِ سرنوشت!

دے گا اس ظالم کو حق بے اشتباہ　　تاکہ وہ مظلوم ہو پاک از گناہ

(اس کو بغوی نے معالم التنزیل میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: انسان کو لازم ہے کہ اپنی عبادت پر غرّہ نہ کرے اور اپنی عبادت کی کثرت سے خوش نہ ہو کیونکہ قیامت کے روز یہ سب عبادتیں دوسرے کی کتاب میں چلی جائیں گی اور ان کی

بدیاں اپنے نامۂ اعمال میں آئیں گی، کیونکہ جس قدر آدمی عبادت کرتا ہے اس سے زائد اپنی گردن پر حقوق لیتا ہے مثلاً جب انسان روزہ رکھتا ہے شیطان اس پر سوار ہوتا ہے، لوگوں کو مارتا ہے لوگوں کے سر کاٹتا ہے کسی کی غیبت کرتا ہے کسی کو گالی دیتا ہے کسی پر خفا ہوتا ہے کسی کے دل کو پژمردہ کرتا ہے لہٰذا یہ سب بدیاں ایک روزے سے زائل ہو جاتی ہیں، اسی واسطے امام غزالی فرماتے ہیں۔ لعلك لو حاسبت نفسك و انت مواظب على نفسك بصيام النهار وقيام الليل لعلمت انه لا ينقضى عنك يوم الا يجرى عليك من غيبة المسلمين ما يستوفى جميع حسناتك ـــــ "اگر تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کرو اور رات کو عبادت کیا کرو اور پھر خیال کرو تو تمام دن میں جو غیبت مسلمان کی تم سے ہوئی ہو گی وہ نیکیوں سے بڑھ جاوے گی اور تمام نیکیوں کو غارت کر دے گی، لہٰذا انسان کو لازم ہے کہ بندوں کے حقوق سے حتی الوسع اپنے نفس کو بچائے رکھے اور اپنی ذات کو بندوں کے حقوق سے محفوظ رکھے اگرچہ عبادت کم کرے اور نیکیوں کی تحصیل کم کرے کیونکہ بندوں کا گناہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے زائد تر ہے اور تکلیف بندوں کی اللہ تعالیٰ کے عصیان سے زائد بری ہے"

اسی واسطے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الكبائر ما كان فيه المظالم بينك وبين عباد الله تعالىٰ والصغائر ما كان بينك وبين الله تعالىٰ لان الله تعالىٰ كريم يعفو "جو گناہ بندوں کے درمیان ہو وہ کبیرہ ہے اگرچہ ادنیٰ بھی تکلیف ہو اور جو گناہ اللہ تعالیٰ کا ہو وہ صغیرہ ہے اگرچہ زنا بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ بخشش کرے گا اور بندہ اپنے حق کا طالب ہو گا"

اس کو بغوی نے آیت ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه کی تفسیر میں نقل کیا ہے اور آخرت میں جب ادنیٰ ادنیٰ چیز کا حساب ہو گا تو غیبت اور نمیمہ جن کا شمار کبائر میں ہے بدرجہ اولیٰ جہنم میں لے جائیں گے۔

ارشاد: حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ان الرجل ليتعلق بالرجل يوم القيمة فيقول والله ما اعرفك فيقول بلى انت اخذت لبنة من حائطى و اخذت خيطا من ثوبى ـــــ "قیامت میں ایک شخص دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہے گا، ہمارے اور تیرے درمیان خدا حاکم ہے وہ شخص کہے گا میں تجھ کو نہیں پہچانتا ہوں تو کون ہے، پھر یہ شخص کہے گا تو نے

میری دیوار سے ایک اینٹ نکالی تھی، اور تو نے میرے کپڑے سے دھاگا نکالا تھا۔ اس سبب سے میں دعویٰ کرتا ہوں (اس کو امام غزالی رح نے کتاب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: کہمس ابن الحسن بن بشر فرمانے لگے میں نے ایک گناہ کیا ہے جس کی ندامت مجھے چالیس برس سے ہے اور میں ہمیشہ روتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا، یا حضرت وہ کونسا گناہ ہے آپ نے فرمایا میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کی مہمانداری کے واسطے مچھلی لی تھی اس کے کھانے کے بعد میں نے اپنے ہمسائے کی دیوار سے بلا اجازت مٹی لے کر ہاتھ دھویا تھا، اسی گناہ پر میں روتا ہوں، اس کو فقیہ ابو اللیث نے باب الذنوب میں نقل کیا ہے، لہٰذا ہر انسان پر لازم ہے کہ اس مقام کو دیکھ کر نصیحت پکڑے، اپنے نفس کو قیامت کے روز رسوا نہ کرے اگر لوگوں کے حقوق اس پر ہوں ان سے معاف کرا لے تاکہ قیامت میں پاک وصاف ہو جائے ورنہ اس کی عبادت میدانِ حشر میں کچھ کام نہ آئے گی، جب ہر طرف سے حقوق والوں کی آواز اٹھے گی اور ہر شے سے اس کی فریاد اٹھے گی اللھم یا رحمٰن لا تناقشنا فی الحساب واجعلنا من الاٰمنین یوم یعرض الکتاب یا وھاب بتوسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

چوتھی مضرت

نیکیوں کا نہ قبول ہونا

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما النار فی الیبس باسرع من الغیبۃ فی حسنات العبد

"آگ سوکھی چیز میں اتنی جلدی اثر نہیں کرتی جتنی جلدی بندے کی نیکیوں میں غیبت کا اثر ہوتا ہے" یعنی جب سوکھی لکڑی میں آگ ڈالو تو اس میں کتنی جلدی آگ لگتی ہے اور وہ لکڑی جلدی جل جاتی ہے لیکن غیبت کا اثر نیکیوں میں اس سے بھی جلدی ہوتا ہے کہ جب کسی نے غیبت کی اس کی نیکیوں میں فتور پڑ جاتا ہے اور عبادات قبول نہیں ہوتی ہیں۔

(اس کو احیاء العلوم کے باب علاج الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: خالد بن معدان رضؓ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا، اے معاذ رضؓ کوئی حدیث ایسی بیان کرو جو آپ نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنی ہو حضرت معاذ رضؓ بہت روئے اور ایک نہایت طویل حدیث بیان کی اس میں یہ مضمون بھی بیان کیا کہ ایک روز

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے معاذ رض جو لوگ حافظِ عمل ہوتے ہیں اور جو فرشتے اعمال کو لکھتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صبح سے شام تک کے ایک شخص کے نیک اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں اور وہ اعمال مثل آفتاب کے چمکتے ہوئے ہوتے ہیں جب اوّل آسمان پر پہنچتے ہیں اور دوسرے آسمان پر لے جانا چاہتے ہیں تو ایک فرشتہ جو اوّل آسمان پر خدائے تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہتا ہے کہ ان اعمال کو صاحبِ اعمال کے منہ پر مار دو اور اس کو عدمِ مغفرت کی خبر دے دو کیونکہ وہ شخص مسلمانوں کی غیبتیں کیا کرتا تھا لہٰذا اس کے اعمال قبول نہیں ہوتے (اس کو فقیہ ابو اللیث رض نے باب التفکر میں روایت کیا ہے)۔

ارشاد: حسن بصری فرماتے ہیں: واللہ الغیبۃ اسرع فی دین الرجل المومن من الاکلۃ فی الجسد ــــــــ "قسم خدا کی زخم کے بدن میں اثر کرنے سے زیادہ غیبت مرد مومن کے دین میں جلد اثر کرتی ہے"

جس وقت انسان نے غیبت کی اسی وقت اس کے دین میں نقصان آگیا، نیکیوں کی قبولیت میں فتور پیدا ہوگیا (اس کو امام غزالی رح نے باب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

پانچویں مضرت

قیامت میں اربابِ حقوق کی فریاد

قطعہ: اے یار جو کسی کو کلپاوے گا
یہ یاد رکھے کہ وہ بھی نہ کل پاوے گا
اس دارِ مکافات میں سُن اے غافل
بیداد کرے آج تو کل پاوے گا

حکایت: ایک روز ایک شخص زاہد کے سامنے حجاج کی غیبت کرنے لگے اور اس کا ظلم بیان کرنے لگے، زاہد نے کہا خدا تعالیٰ منصفِ حقیقی ہے جس طرح حجاج سے مظلوموں کے حقوق لے گا اسی طرح حجاج کی طرف سے اس کی غیبت کرنے والوں سے بدلہ لے گا، جب کہ حجاج دعوے کرے گا، چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ اسی حکایت کو منظوم کر کے فرماتے ہیں ؎

کسے گفت حجاج خونخوارہ ایست ــــ دلش ہمچو سنگ سیہ پارہ ایست
نترسد ہمی راہِ فریادِ خلق ــــ خدایا تو بستان از و دادِ خلق

جہاں دیدہ دپیر دیرینہ زاد   جواں را یکے پند پیرانہ داد
کزو داد مظلوم مسکین اد   بخواہند واز دیگراں کین او

"کسی نے کہا حجاج خونخوار ہے اور اس کا دل سنگ سیاہ کی طرح ہے وہ مخلوق کی فریاد سے خوف نہیں کھاتا خدایا تو ہی اس سے مخلوق کے حقوق لے، جہاندیدہ اور دیرینہ سال بزرگ نے اس جوان کو ایک بزرگانہ نصیحت کی کہ خدا تعالیٰ حجاج سے تو مظلوموں اور مسکینوں کے حقوق لے گا مگر دوسرے لوگوں سے حجاج کا حق بھی لیں گے۔"

زوجۂ بد سے ترکِ تعلق اور حالِ اہلِ زمانہ

حکایت: ایک زاہد نے اپنی بیوی کے واسطے روٹی خریدی بیوی نے روٹی دیکھ کر کہا کہ جنھوں نے روٹی بیچی انھوں نے تمہارے ساتھ دغا کی یہ سن کر فوراً اس زاہد نے بیوی کو طلاق دے دی لوگوں نے پوچھا حضرت کس واسطے آپ نے طلاق دے دی انھوں نے کہا اس عورت نے روٹی بیچنے والوں کی غیبت کی، قیامت کے روز وہ سب اس پر دعویٰ کریں گے اور اس کے دامن گیر ہوں گے، حاضرین کہیں گے کہ یہ لوگ فلاں کی بیوی پر دعویٰ کرتے ہیں اس بات سے مجھ کو ندامت ہوگی، اس واسطے میں نے طلاق دے دی تاکہ لوگ یہ امر زبان زد نہ کریں اور میری طرف اس بیوی کو منسوب نہ کریں (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ: اگر واقع میں دیکھو تو اس عورت کی طرف سے روٹی بیچنے والوں کا عیب بیان کرنا غیبت نہیں ہے کیونکہ غیبت میں یہ امر معتبر ہے کہ شخص معین کا عیب بیان کیا جائے اسی واسطے مجہول کی غیبت درست ہے اور اس عورت نے روٹی بیچنے والوں کا عیب بیان کیا تھا اور وہ مجہول تھے کیونکہ اس نے کسی کا نام نہیں لیا تھا لیکن زاہد نے اپنے کمال زہد سے اس کو بھی غیبت سمجھا اور بیوی کو چھوڑ دیا۔

راقم الحروف کہتا ہے شاید اس زاہد نے بیان کیا ہوگا کہ فلاں شخص سے روٹی خرید کر لایا ہوں لہٰذا جب بیوی نے بیچنے والوں کا عیب بیان کیا تو یہ شخص معلوم کی غیبت ہوگی اسی واسطے اس نے طلاق دے دی۔

نصیحت: اس حکایت سے معلوم ہوا کہ بری بیوی سے صحبت رکھنا اور اس کے ساتھ معاشرت

کرنا بُرا ہے اور زیادہ ملاقات کچھ اثر پیدا کرتی ہے، جب بُری بیوی سے صحبت ہوگی خاوند میں بھی اس کی برائی آجائے گی، کیونکہ صحبت بد کا اثر مشہور ہے اور یار بد سانپ سے بھی زیادہ بد ہے۔

دور شو از اختلاطِ یارِ بد یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند یارِ بد بر جان و بر ایمان کند

صحبتِ صالح ترا صالح کند صحبتِ طالح ترا طالح کند

"بُرے دوست کی صحبت سے دُور رہو، بُرا دوست بُرے سانپ سے بھی بدتر ہوتا ہے بُرا سانپ محض جان پر حملہ کرتا ہے اور برا دوست جان اور ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے نیک شخص کی صحبت تجھ کو نیک بنائے گی اور برے کی صحبت تجھ کو برا بنائے گی"۔

اس زمانے کا عجب حال ہے کہ لوگوں کی بیویاں فاسقہ ہوتی ہیں لیکن ان کو نہیں چھوڑتے ہیں، طلاق دینا عار سمجھتے ہیں، امر شرعی میں حیا کرتے ہیں بے حیائی کو حیا سمجھتے ہیں نہ اپنی بیویوں کو چھوڑتے ہیں، اور نہ ان کو نصیحت کرتے ہیں، اگر بیوی نماز نہ پڑھے تو کچھ بھی التفات نہیں کرتے، اگر بیوی روزہ نہ رکھے تو خفا نہیں ہوتے اور باوجودیکہ جانتے ہیں کہ بیوی جماع کے بعد ناپاک رہتی ہے، غسل نہیں کرتی تو اس کو کبھی غسل کی تنبیہ نہیں کرتے ہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ایسی صورت میں بیوی کے ساتھ جماع کرنا بہتر نہیں ہے کیونکہ جو شخص ایک شر کو پیدا کرے گویا کہ فاعلِ شر ہوتا ہے، بیویوں کے ناپاک رہنے کا سبب مردوں کا جماع ہے، مردوں کو چاہیئے کہ جب بیوی غسل نہ کیا کرے تو اس کے ساتھ مجامعت میں کمی کیا کریں تاکہ عورتیں خود آگاہ ہوجائیں اپنے قصور پر نادم ہوکر غسل کرنے لگیں پاک صاف رہنے لگیں اور چونکہ مرد عورتوں کو تعلیم نہیں دیتے ہیں اس لئے عورتیں مردوں پر شیر ہوجاتی ہیں، اپنی حکومت جتاتی ہیں، پھر مرد ایسا ڈرتے ہیں جیسا آدمی شیر سے اور بلی ببر شیر سے اور عورتوں کے تابع ہوجاتے ہیں، اگر بیوی کہتی ہے جو تمھاری آمدنی ہے سب ہمیں کو دو ہمارا زیور بناؤ ماں کو، بہن کو یا قریب کو نہ دو، وہ ویسا ہی کرتے ہیں اپنے عزیزوں سے بیویوں کی طرف سے لڑتے ہیں اگر بیوی کہے تم اس وقت مسجد میں نہ جاؤ، یا نماز نہ پڑھو اتباع امر واجب سمجھتے ہیں خدا کے حکم کو طاق پر رکھ دیتے ہیں باوجودیکہ اگر ماں منع کرے کہ بیٹے عشاء کے وقت اندھیرے

میں نماز کو نہ جاؤ تو فرزند کو لازم ہے کہ ماں کا کہنا نہ مانتے اور مسجد کو چلا جاتے، چنانچہ بخاریؒ نے حسن بصری سے نقل کیا ہے اور اس زمانے والے ایسا کرتے ہیں کہ اگر ماں منع کرے کہ آج مسجد میں نہ جاؤ تو ماں کی ضد کرتے ہیں اور مسجد میں چلے جاتے ہیں اور جب بیوی کہے کہ مسجد میں نہ جاؤ تو فی الفور حکم مان لیتے ہیں تابعداری کو واجب جان لیتے ہیں، سعدی فرماتے ہیں ؎

کسے گفت کس راز نے بدمباد دگر گفت زن در جہاں خود مباد

"ایک شخص نے کسی سے کہا کہ عورت بری نہ ہونی چاہیئے، اُس نے کہا عورت دنیا میں ہی نہ ہونی چاہیئے"

لازم ہے ان لوگوں کو کہ توبہ کریں اور ایسی بیویوں سے یا تو صحبت کم کریں یا انھیں نصیحت کریں کیونکہ گنہگار سے صحبت رکھنا اچھا نہیں اور ہر مخلوق گنہگار کو بد کہتی ہے۔

منقول ہے کہ جس وقت جنت میں حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے گناہ صادر ہوا اور ان کو زمین پر آنے کا حکم ہوا تو جنت کی ہر چیز رونے لگی اور ان کی جدائی پر حسرت کرنے لگی، علاوہ سونا اور چاندی کے خدائے تعالیٰ نے ان دونوں سے پوچھا، تم آدم کی مفارقت پر کیوں نہیں روتے ہو، سونا اور چاندی نے عرض کیا یا رب! جس شخص نے آپ کی مخالفت کی اس کی جدائی پر ہم کس طرح روئیں، اللہ تعالیٰ نے کہا اے سونا اور چاندی تمھاری عقلمندی کے سبب میں نے تم کو ایسی عزت دی کہ تم کو ہر چیز کی قیمت بنایا اور تم کو ہر شخص کا محبوب بنایا، (اس کو نزہۃ المجالس کے باب التوبہ میں نقل کیا ہے اللھم نجنا من ابلاء العام یا ذالجلال والاکرام۔ آمین۔

چھٹی مضرت

شدتِ حساب

زہاد حسابِ محشر سے نہایت لرزتے تھے اور اس کے عذاب سے بے ہوش ہو جاتے تھے۔

اثر: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میدانِ حشر میں خدائے تعالیٰ کے سامنے بارہ منزلیں ہوں گی، ہر منزل میں ایک ایک چیز کا سوال ہوگا، ان میں سے چوتھی منزل میں غیبت کے بارے میں سوال ہوگا اگر اس شخص سے غیبت نہ ہوئی ہوگی آگے بڑھایا جائے گا ورنہ اسی مقام میں ہزار برس کھڑا کیا جائے گا (اس کو عبدالوہاب شعرانی نے کتاب کشف الغمۃ عن احوال الامۃ میں نقل کیا ہے)

حکایت: ایک روز عوف نے ابن سیرینؒ کے سامنے حجاج کی غیبت شروع کی، ابن سیرین نے کہا، اے عوف اگرچہ حجاج ظالم ہے اور اللہ تعالیٰ مظلوموں کا حق حجاج سے لے گا اس کا حساب حجاج سے کرے گا، لیکن حجاج کی غیبت نہ کرنی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ غیبت کرنے والے سے حجاج کی طرف سے حساب کرے گا (اس کو امام غزالی نے کتاب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)

دقیقہ: راقم الحروف کہتا ہے کہ جب حجاج کی زندگی میں اس کی غیبت کا یہ حال ہوا کہ ابن سیرین نے اس کو ناجائز قرار دیا تو اب تو بدرجۂ اولیٰ حجاج کی غیبت جائز نہیں ہوگی، اس وجہ سے کہ مرنے کے بعد کسی مردے کی غیبت جائز نہیں، چنانچہ اس کی تفصیل پہلے گذر چکی، لہٰذا حجاج کی غیبت بھی اسی طرح ناجائز ہوگی اور حجاج سے مرتے وقت کلماتِ مغفرت منقول ہیں تو شاید اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے معاف کیا ہو کیونکہ وہ غفور و رحیم ہے، منقول ہے کہ حجاج نے موت کے وقت یہ کلمات کہے:

یارب اغفر لی فان الناس یقولون انك لا تغفر لی ـــــ "اے رب بخش دے مجھ کو کیونکہ لوگ ایسا گمان کرتے ہیں کہ تو مجھ کو نہ بخشے گا"

حجاج کے مرنے کے بعد جب ان کلمات کی خبر حسن بصری کو پہنچی تو انھوں نے تعجب کیا، اس کو امام غزالی نے باب کلام المحتضرین میں نقل کیا ہے اور نووی کہتے ہیں لا یجوز لعن الحجاج "حجاج پر لعنت کرنا درست نہیں ہے" (اس کو نزہۃ المجالس کے باب فضل الدعا میں نقل کیا ہے اور منقول ہے کہ حجاج مرنے کے وقت کہتے تھے:

"یارب! لوگ میرے باب میں قسم کھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حجاج کو نہ بخشے گا لیکن تو بڑا غفور رحیم ہے، میرے گناہوں کو بخش دے" اور اسی مضمون کے یہ اشعار پڑھتے تھے ؎

یارب قد حلف الاعداء واجتهدوا ایمانهم انني من ساکن النار

ایحلفون علی عمیاء ویحهم ما ظنهم بعظیم غفار؟

"اے رب دشمنوں نے قسم کھائی ہے اور ان کا ایمان ہے کہ میں جہنمیوں میں سے ہوں، کیا وہ لوگ ایک غلط بات کی قسم کھاتے ہیں اور ایک عظیم اور گناہوں کو بخشنے والی ہستی کے متعلق ان کا کتنا غلط گمان ہے" جیسا کہ حیوٰۃ الحیوان میں مذکور ہے۔

حکایت: ایک روز داؤد طائیؒ ایک مقام سے گذرے ان کو وہاں غش آگیا جب ان کی مدہوشی ختم ہوئی تو لوگوں نے پوچھا یا حضرت اس مقام پر آپ کی بے ہوشی کا سبب کیا ہے، داؤد نے جواب دیا کہ مجھ کو یاد آیا کہ اس مقام پر میں نے ایک شخص کی غیبت کی تھی لہذا مجھ کو اللہ تعالیٰ کے حساب کا خیال آگیا کہ دیکھنا چاہیئے اس غیبت میں اللہ تعالیٰ کس طرح مجھ کو پکڑے گا، اس لئے میں بے ہوش ہوگیا (اس کو نزہۃ المجالس کے باب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اللہ تعالیٰ کا حساب نہایت سخت ہے اور کیوں نہ ہو، اگر کوئی بادشاہ اپنے کسی نوکر کو پکڑے اور پوچھنا شروع کرے کہ تم نے یہ کام کیوں کیا تو وہ شخص اس حساب سے نہایت تنگ ہوجاتا ہے، لہٰذا خدائے تعالیٰ جو کہ علام الغیوب ہے، جب ایک ایک فعل کا سوال کرے گا تو ہر شخص کا بدن لرزے گا بقول سعدیؒ ؎

بجائے کہ دہشت خورد انبیار　　تو عذر گنہ را چہ داری بیا

"وہ جگہ جہاں انبیا دہشت کھا جاتے ہیں تم اپنے گناہ کا کیا عذر رکھتے ہو"

اور اسی واسطے بندگانِ خدا عذاب الٰہی سے ڈرتے تھے اور حساب الٰہی سے نہایت خوف کھاتے تھے

حکایت: ایک مرتبہ عباد کی ایک جماعت جس میں عطا بھی موجود تھے سفر کے واسطے نکلی اور وہ لوگ اس طرح کی عبادت کرتے تھے کہ کثرت عبادت کے سبب ان کی آنکھیں گڑھے میں گھس گئی تھیں اور ان کے پیر پھول گئے تھے اور اتنے لاغر ہوگئے تھے جیسے کہ خربوزہ کے چھلکے اور معلوم ہوتا تھا گویا ابھی قبروں سے نکل کے آئے ہیں، راہ میں ایک عابد بیہوش ہوگئے اور باوجودیکہ وہ ایام نہایت سردی کے تھے ان کے سر سے بسبب دہشت کے پسینہ ٹپکنے لگا، جب ان کو ہوش آیا اور لوگوں نے پوچھا تو انھوں نے کہا جب میں اس مقام سے گذرا تو مجھ کو یاد آیا کہ فلاں روز اس مقام پر میں نے گناہ کیا تھا، اس خیال سے میرے دل میں حساب کی دہشت آئی اور مدہوشی طاری ہوگئی (اس کو امام غزالی نے باب احوال الخائفین میں نقل کیا ہے۔

خشیت الٰہی سے امام صاحب کا بے ہوش ہونا

حکایت: ایک روز امام ابوحنیفہ رح راہ میں چلے جا رہے تھے کہ ان کا پیر ایک لڑکے کے پیر میں لگ گیا، اس

لڑکے نے کہا، اے شخص! تو نے مجھ کو تکلیف دی، کیا تو قیامت کے حساب کا خیال نہیں کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے بدلہ سے نہیں ڈرتا ہے، یہ سُن کر امام صاحب بے ہوش ہو گئے اور حساب کا نام سُن کر نہایت دہشت میں آگئے (اس کو نزہتہ المجالس اور منتخب النفائس کے باب اجتناب الظلم میں نقل کیا ہے)۔

درحقیقت حساب الٰہی مقام دہشت ہے اور قصاص الٰہی مقامِ وحشت ہے دیکھو اگر کوئی شخص کسی کے افعالِ بد کو پوچھنا شروع کرے تو کس طرح اس کی طبیعت گھبراتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ رُوح نکل جائے لہذا میدانِ حشر کے حساب کو نہ پوچھنا چاہیئے کہ اس کی حد و انتہا نہیں ہے ؎

دراں روز کز فعل پرسند و قول او لوالعزم را تن بلرزد ز ہول

"اس روز جب کہ قول و فعل کے بارے میں بازپرس ہو گی تو بڑے بڑے باہمت لوگوں کے جسم بھی خوف سے لرز جائیں گے۔

ساتویں مضرت

قیامت میں حسرت و ندامت کا لاحق ہونا

سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

سر از جیب غفلت بر آور کنوں
که فردا نماند بحسرت نگوں

"اپنے سر سے غفلت کا سودا نکال پھینک تاکہ کل کو حسرت و افسوس کی وجہ سے اسے نیچا نہ کرنا پڑے"

کیونکہ دنیا میں اگر کوئی کسی کو گالی دیوے اور وہ شخص عدالت فوجداری میں گالی دینے والے پر دعوے دائر کرے تو اس گالی دینے والے کو کتنی ندامت ہوتی ہے اور گالی دینے پر کیسی حسرت ہوتی ہے کیونکہ اگر عدالت میں گالی دینے کا اقرار کرے گا، سزا پائے گا اور اگر انکار کرے گا تو مدعی گواہ پیش کرے گا، آخر اس کا گالی دینا ثابت ہو جائے گا اور اس کی جان پہ دبال آئے گا، اسی طرح قیامت کے روز جب لوگ کسی شخص پر دعویٰ کریں گے کہ اس نے ہماری غلیبت کی ہے اور اللہ تعالیٰ جو کہ علام الغیوب ہے اس سے سوال کرے گا، اب اگر بہ اقرار کریگا تو مجمع عام میں رسوا ہو گا، اور اگر انکار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کو حکم دے گا اور زبان

کو گویائی عنایت کرے گا اور اس شخص کو اس کا ہر عضو لوگوں کے سامنے رسوا کرے گا، مگر ہاں جو لوگ ابرار ہیں یا جن پر خدا کا فضل ہو وہ لوگ نجات والوں میں سے ہوں گے ندامت سے بے خوف ہوں گے، بقول سعدی رح ؎

قیامت کہ نیکاں بر اعلیٰ رسند　　ز قعر ثرے بر ثریا رسند
ترا خود بماند سر از ننگ پیش　　کہ گردت بر آید عملہائے خویش
برادر ز کار بداں شرم دار　　کہ در روئے نیکاں شوی شرمسار

"قیامت کے روز جب کہ نیک لوگ بلند مقام پر پہنچ جائیں گے اور پستی سے بلندی کی طرف اٹھ جائیں گے تو تجھ کو ندامت ہوگی اس لیے کہ تیرے اعمال تیرے سامنے آئیں گے، اے برادر! بُرے کام سے بچ تاکہ نیکوں کے سامنے شرمندہ نہ ہو"

مولانا روم فرماتے ہیں :

روزِ محشر ہر نہاں پیدا شود　　ہم ز خود ہر مجرمے رسوا شود
دست و پا بدہد گواہی تا بیاں　　بر فسادِ او بہ پیش مستعاں
دست گوید من چنیں دزدیدہ ام　　لب بگوید من چنیں بوسیدہ ام
پائے گوید من شدستم تا منے　　فرج گوید من بکردستم زنے
چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام　　گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام

"حشر کے روز پوشیدہ شے ظاہر ہوگی، ہر مجرم اپنے آپ سے رسوا ہوگا ہاتھ اور پیر کھلم کھلا خدا کے سامنے لوگوں کے گناہوں کی گواہی دیں گے، ہاتھ کہے گا، میں نے اس طرح چوری کی ہے ہونٹ کہیں گے میں نے اس طرح بوسہ بازی کی ہے، فرج کہے گی میں نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے آنکھ کہے گی میں نے حرام اشارے بازی کی ہے، کان کہیں گے میں نے بری باتیں پسند کی ہیں"

اسی واسطے زہاد قیامت کی ندامت سے از حد ڈرتے تھے اور حساب قہار سے خوف کرتے تھے

ابو سلیمان درانی کا جواب

حکایت : جب سلیمان درانی رح قریب الانتقال ہوئے تو اہل مجلس ان سے کہنے لگے اے سلیمان! یہ مقام فرحت ہے کہ آپ غفور رحیم کے پاس تشریف لے جاتے ہیں، آپ کو کچھ اندیشہ نہیں ہے، کیونکہ وہ سب

گناہ بخش دیتا ہے، ابو سلیمان نے کہا، کیا وہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ گناہِ صغیرہ پر حساب کرتا اور گناہ کبیرہ پر عقاب کرتا ہے لہٰذا جس طرح اس کی رحمت کا اُمیدوار رہنا چاہیئے۔ اسی طرح اس کے غضب سے بھی ڈرنا چاہیئے (اس کو امام غزالیؒ نے باب کلام المغترین میں نقل کیا ہے)

اہلِ زمانہ کی غفلت کا حال

نصیحت: اہلِ زمانہ جب کوئی گناہ کرتے ہیں اور کوئی ان کو نصیحت کرتا ہے تو کہتے ہیں اللہ ہمارا غفار ہے وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا اور کسی گناہ کی حقیقت نہیں سمجھتے ہیں اور بیباکی کے ساتھ گناہ کرتے ہیں، یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ اگر ایک ادنیٰ گناہ پر سوال کرے، انسان سے کچھ جواب نہ بن پڑے گا اور اگر دریائے غضب الٰہی جوش کرے تو کسی کو ہوش نہ رہے اور میدانِ حشر میں اس طرح غضبِ الٰہی کا سامان نمودار ہوگا کہ ہر شخص حتیٰ کہ انبیائے سابقین نفسی نفسی کہیں گے اور کوئی کسی کی شفاعت نہ کرے گا، حتیٰ کہ جب تمام لوگ تنگ ہو کر حضرت آدم، موسیٰ، نوح اور عیسیٰ علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس بامید شفاعت جائیں گے سب حیلہ کریں گے مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر بستہ ہو کر شفاعت کا اقرار کریں گے اور آپ امتی امتی پکاریں گے، اہلِ زمانہ غضبِ الٰہی کا کچھ خیال نہیں کرتے ہیں اور بیباک ہو کر خوش خوش ہو کر گناہ کرتے ہیں حالانکہ گناہ کے بعد گناہ کو چھوٹا سمجھنا اور خوش ہونا نہایت گناہ ہے ؎

نیک کاموں سے رہا میں دور دور — عمر بھر کرتا رہا فسق و فجور!
ہوگی پُرسش حشر میں مجھ سے ضرور — پیش جائے گا نہ واں کچھ مکر و زور

اٹھویں مضرت

قیامت میں اس مردے کا جس کی غیبت کی ہے گوشت کھاتا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت گذر چکی ہے کہ جو شخص کسی کی غیبت کرے گا، قیامت میں وہ شخص جس کی غیبت کی ہے مردہ پیش کیا جائے گا اور حکم ہوگا کہ جس طرح تو نے اس کے گوشت کو زندگی میں کھایا تھا، مرنے کے بعد بھی کھا، پس وہ مردار کا گوشت کھاویگا اور نہایت منہ بناوے گا (اس کو سیرت احمدیہ میں طبرانی سے نقل کیا ہے)

نویں مضرت

قیامت کے روز اپنا گوشت کھانا

حدیث: جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے تشریف لائے، آپ نے فرمایا:

مررت بقوم یقطع اللحم من جنوبهم ثم یلقمون ثم یقال لهم کلوا ما کنتم تاکلون من لحوم اخوانکم فقلت یا جبریل من هؤلاء قال هؤلاء من امتك الهمازون واللمازون یعنی المغتابین ——— "جس وقت میں معراج میں گیا، میں نے چند لوگوں کو دیکھا کہ ان کی پسلیوں سے گوشت کاٹا جاتا ہے اور ان کے مُنہ میں ڈالا جاتا ہے اور فرشتے کہتے ہیں کہ جس طرح تم دنیا میں اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتے تھے، اب اپنا گوشت کھاؤ اور اپنے عضو کو اپنا لقمہ بناؤ۔ میں نے کہا، اے جبریل یہ کون لوگ ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے ہیں کہ ان کے واسطے یہ عذاب مقرر ہوا۔"

(اس کو فقیہ ابو اللیث نے باب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)

دسویں مضرت

قیامت کے روز اپنے بدنوں کو ناخنوں سے نوچنا

چنانچہ حدیث معراج میں ابو داؤد سے سابقاً حدیث گذر چکی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں غیبت کرنے والے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ناخنوں سے اپنے بدنوں کو نوچ رہے ہیں اور سخت عذاب میں گرفتار ہیں۔

گیارھویں مضرت

جہنّم میں مرض خارشت میں مبتلا ہونا

چنانچہ سابقاً مجاہدؒ سے روایت گذر چکی کہ جو لوگ مسلمان کی غیبت بہ نیت تذلیل کرتے ہیں وہ جہنم میں خارشت میں مبتلا ہوں گے۔

بارھویں مضرت

جنّت میں سب سے بعد اور جہنّم میں سب سے پہلے جانا

یعنی غیبت کرنے والا اگر غیبت سے توبہ کر کے مرے تو اگرچہ وہ جنّت میں جائے گا مگر سب

کے بعد اور اگر بغیر توبہ کئے مرا ہے تو سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا، چنانچہ یہی مضمون سابقاً کعب رضی احبار سے نقل ہو چکا۔

حکایت: روضۃ الواعظین میں ملا مسکین ہروی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں یہ نصیحت لکھی تھی کہ اے ابن آدم! غیبت کو چھوڑ دے تاکہ بہشت تیری مشتاق ہو

تیرھویں مضرت

آخرت میں بندر ہونا

چنانچہ نزہۃ المجالس سے حاتم اصمؒ کا قول منقول ہو چکا کہ غیبت کرنے والے دوزخ میں بندر ہوں گے۔

چودھویں مضرت

عذاب قبر کا زیادہ ہونا

چنانچہ سابقاً یہ مفہوم قتادہؓ سے بیان ہو چکا کہ قبر کا ایک تہائی عذاب غیبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

پندرھویں مضرت

صفت نفاق پیدا ہونا اور مثل منافقین کے ہو جانا

چنانچہ یہ بھی سابقاً بیان ہو چکا کہ ایک شخص نے حجاج کی غیبت کی، ابن عمرؓ نے اس سے پوچھا اگر حجاج یہاں موجود ہوتے تو تم ان کو برا کہتے یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں، پس ابن عمرؓ نے کہا کہ ہم اس کو نفاق سمجھتے تھے جب کسی سے ملاقات ہووے تو نہایت مہربانی کریں اور اس کے پیچھے غیبت کریں۔

سولھویں مضرت

اعتماد کا چلا جانا

یعنی جو شخص لوگوں کے سامنے کسی کی غیبت کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اس شخص کا اعتماد چلا جاتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کا اعتبار نہیں ہے جیسا اس نے آج ہمارے سامنے فلاں شخص کو برا کہا ایسا ہی ہم کو بھی لوگوں کے سامنے برا کہے گا، بقول سعدی علیہ الرحمہ ؎

ہر آں کس بردنام مردم بعار ۔۔۔ تو چشم نکو گوئی از وے مدار
کہ اندر قفائے تو گوید ہماں ۔۔۔ کہ پیش تو گفت از پس مردماں

"جو شخص تمہارے سامنے لوگوں کا نام برائی سے لے تم اس سے اس بات کی توقع مت رکھو کہ تمہارا نام اچھائی سے لے گا جس طرح وہ دوسروں کو بُرا کہتا ہے اسی طرح تمہارے پیچھے تمھیں بُرا کہے گا۔"

حکایت: ایک شخص نے زاہد کے سامنے کسی کی غیبت کی اس زاہد نے کہا اے شخص! تُو میرے سامنے کسی کی غیبت نہ کر اور اپنے حق میں مجھ کو بدگمان نہ کر، سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

زباں کرد شخصے بغیبت دراز ٭ بدو گفت دانندۂ سرفراز!

کہ یاد کساں پیش من بد مکن ٭ مرا بدگماں در حق خود مکن

"ایک عقل مند کے سامنے کسی نے کسی کی غیبت کی، عقل مند آدمی نے اس سے کہا کہ میرے سامنے کسی کا تذکرہ برائی سے مت کرو اور مجھ کو اپنے سلسلے میں بدگمان نہ کرو۔"

سترھویں مضرت

مسلمانوں پر ظلم کرنا

ارشاد: ایک حکیم سے کسی نے کہا کچھ نصیحت کرو، انھوں نے کہا لا تجف ربك ولا تجف الخلق ولا تجف نفسك ــــــــ

"تین باتیں لازم کر لو، ایک[۱] یہ کہ اللہ پر ظلم نہ کرو بایں طور کہ سوا اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ریا کو دخل نہ دو، دوسرے[۲] یہ کہ مخلوقات پر ظلم نہ کرو، بایں طور کہ کسی کی غیبت نہ کرو، تیسرے[۳] یہ کہ اپنے نفس پر ظلم نہ کرو بایں طور کہ فرائض اور عبادات میں کمی نہ کرو۔"

(اس کو فقیہ ابو اللیثؒ نے باب الذنوب میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خصلتان لیس فوقهما من الشر الشرك بالله والضر لعباد الله وخصلتان لیس فوقهما من خير الايمان بالله والنفع لعباد الله ــــــــ "دو وصفوں سے بُرا کوئی وصف نہیں ہے، ایک شرک کرنا دوسرے اللہ کے بندوں کو ضرر دینا اور دو وصفوں سے بہتر کوئی وصف نہیں ہے ایک اللہ پر ایمان لانا اور دوسرے لوگوں کو نفع دینا۔" (اس کو امام غزالی نے باب حقوق المسلم علی المسلم میں نقل کیا ہے)۔

اٹھارھویں مضرت

اللہ تعالیٰ کے دشمن یعنی ابلیس کا نہایت خوش ہونا

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے

ایک روز شیطان کو دیکھا کہ اس کے ایک ہاتھ میں شہد ہے اور دوسرے میں راکھ حضرت عیسیٰؑ نے شیطان سے اس کا سبب پوچھا، اس مردود الرحمٰن نے کہا یہ راکھ میں یتیموں کے منہ میں ڈالتا ہوں تاکہ ان کے منہ خراب ہوجائیں اور ان کی صورتیں بُری ہوجائیں اور لوگ ان سے اجتناب کریں یتیموں کی خبر گیری نہ کریں اور یہ شہد غیبت کرنے والے کے منہ میں ڈالتا ہوں کیونکہ میں ان سے نہایت خوش ہوتا ہوں، اس کو نزہۃ المجالس منتخب النفائس کے باب الغیبۃ میں نقل کیا ہے اور شیطان کا خوش ہونا دو وجہ سے نہایت مضر ہے۔ ایک یہ کہ شیطان خدائے تعالیٰ کا نافرمان ہے اور اس پر غضب رحمان ہے لہٰذا خوشنودی شیطان رحمان کے غضب کا باعث ہے کیونکہ جو شخص اپنے مولیٰ کے دشمن کی اطاعت کرے گا، بلاشک مولیٰ اس سے رنجیدہ ہوگا، دوسری وجہ یہ ہے کہ شیطان انسان کا بھی جانی دشمن ہے، مولانا روم فرماتے ہیں ؎

زانکہ ایں شیطان عدو جان تُست   دائما در فکرتِ ایمان تُست

"چونکہ شیطان تمھاری جان کا دشمن ہے، اس لئے ہمیشہ تمھارے ایمان کی فکر میں لگا رہتا ہے"

اس طرح کہ ظاہر میں تمھارا دوست معلوم ہوتا ہے کیونکہ نفس کو اس کی اطاعت میں مزا ملتا ہے اور خفیہ خفیہ شعلہ لگاتا ہے، نفس کو بے وقوف بنا کر اپنے دام میں لاکر جہنم میں لے جاتا ہے اور ایسا عدو نہایت سخت ہوتا ہے اور اس کا دفع نہایت مشکل ہوتا ہے کیونکہ جو شخص کھلم کھلا دشمنی کرتا ہے لوگ اس کو جان لیتے ہیں اور اس کی شیطنت سے واقف ہوجاتے ہیں بخلاف اس کے جو پوشیدہ طور پر دشمن ہو کیونکہ ظاہر میں اس کی باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور حقیقت میں وہی باتیں فتنہ انگیز ہوتی ہیں، اسی واسطے کیا عوام کیا خواص ظاہر میں شیطان کو گالیاں دیتے ہیں اور حقیقت میں اس کی اطاعت کرتے ہیں، اسی واسطے وہب بن منبہ کہتے ہیں۔

حضرت وہب بن منبہؒ کا ارشاد

اتق اللہ ولا تسب الشیطان فی العلانیۃ وانت صدیقہ فی السر ـــــــ "اے ابن آدم! اللہ سے خوف کر اور شیطان کو ظاہر میں گالی نہ دے جب کہ باطن میں تو اس کی تابعداری کرتا ہے کیونکہ اس گالی دینے سے کچھ فائدہ نہیں (اس کو امام غزالی نے باب تفصیل مداخل الشیطان فی القلب میں نقل کیا ہے)

ہاں جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی راہ پر چلتے ہیں شیطان کو ظاہر اور باطن میں اپنا

عدو بناتے ہیں اور اس سے از حد اجتناب کرتے ہیں۔

نصائح حاتم اصمؒ

حکایت: فقیہ ابو اللیثؒ باب التوکل میں ایک عجیب قصہ لکھتے ہیں کہ ایک روز شفیقؒ نے حاتم اصم سے پوچھا، حاتم! تم میری خدمت میں تیس سال سے رہتے ہو، اس مدت میں تم نے مجھ سے کیا سیکھا، حاتم نے جواب دیا اس مدت میں میں نے چھ چیزیں سیکھیں اور نصیحت کے چھ امر میں نے سمجھے۔

پہلا امر: میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ——— "زمین پر کوئی ایسا چلنے والا نہیں جس کا رزق خدا کے ذمہ نہ ہو"

اور میں بھی ایک چلنے والا ہوں، لہٰذا میں نے توکل کو اپنا شیوہ بنالیا اور عبادت کو اپنا طریقہ اختیار کیا کیونکہ جب خدا تعالیٰ میرے رزق کا ضامن ہے تو مجھے جانفشانی کی حاجت نہیں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو رزق پہنچاتا ہے تو میں تو بشر ہوں مجھ کو کیوں نہ رزق دے گا اور اپنی عنایت سے روزی مرحمت نہ کرے گا۔

دوسرا امر: یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ——— "سب مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں" اور بھائی کو چاہیے کہ اپنے بھائی کو تکلیف نہ دے، ہمیشہ اس کے ساتھ نرمی کیا کرے اور باہم عداوت نہ کرے، اپنے بھائی سے بغض نہ رکھے اور سبب بغض کا حسد ہوتا ہے، لہٰذا میں نے اپنے نفس کو خوب صاف کیا حسد سے بالکل پاک کیا، اب میرا نفس ایسا ہو گیا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو مشرق میں رنج ہووے اور مجھ کو اس کی خبر ہو جائے تو میرا دل بھی رنج کرتا ہے، میرا نفس بھائی کی تکلیف کے سبب مغموم ہوتا ہے اور اگر کسی مسلمان کو مغرب میں خوشی پہنچے اور مجھ کو اس کی خبر ملے تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے، اور بھائی کی خوشی کے سبب فرحت محسوس کرتا ہے۔

تیسرا امر: یہ کہ میں نے دیکھا کہ ہر شخص کسی چیز سے دوستی پیدا کرتا ہے لیکن مرنے کے بعد پھر دوست سے جدا ہو جاتا ہے تو ایسے دوست سے کیا فائدہ ہے اسی واسطے میں نے عبادت کو لازم کیا اور طاعتِ مولیٰ کو دوست بنایا کیونکہ یہ دوست میرے ہمراہ قبر میں رہے گا، اور محشر میں بھی ہمراہی کرے گا اور صراط پر بھی خبر گیری کرے گا، لہٰذا میں نے اپنے دل سے تمام

چیزوں کی دوستی نکال ڈالی ہے اور عبادت سے دوستی پیدا کی، ایک شاعر کہتا ہے ؎

کچھ نہ تو نے اپنے رب کی یاد کی　　عمر اپنی مفت میں برباد کی

کچھ نہ کی اعمال پر اپنے نظر　　آخرت کا آئے گا آخر سفر

چوتھا امر: یہ کہ میں نے دیکھا ہر شخص کسی چیز کو برا جانتا ہے، کسی شخص کی عداوت رکھتا ہے لیکن سوائے ضرر کے عداوت سے کچھ فائدہ نہیں ملتا ہے لہذا میں نے کافر سے اور شیطان سے از حد عداوت کی کیونکہ کافر کو اگر میں قتل کروں گا تو ثواب پاؤں گا اور اگر وہ مجھ کو قتل کریگا تو میں شہید ہوں گا لہذا اس دشمنی سے ہر طرح کا فائدہ ہے اور شیطان کو میں نہیں دیکھتا ہوں تاکہ اس سے انتقام لوں اور وہ ہر وقت مجھ کو دیکھتا ہے، جہنم میں مجھ کو پھینکتا ہے ؎

ہے شیطان دشمن اولاد آدم　　دکھاتا ہے وہی راہِ جہنم

لہذا میں نے اس امر کو لازم کیا کہ جب تک زندہ ہوں، خدا کا بندہ ہوں، شیطان سے عداوت رکھوں گا، اس کے وساوس سے بچوں گا۔

پانچواں امر: یہ کہ میں نے دیکھا کہ ہر شخص دنیا میں گھر بناتا ہے اس کو خوب آراستہ کرتا ہے تاکہ اس میں کسی طرح کی تکلیف نہ ہو، کسی طرح کی مصیبت نہ پڑے لیکن جب آدمی مر جاتا ہے تو سب چھوڑ جاتا ہے، تاریکی میں سوتا ہے اپنے اعمال پر رہتا ہے لہذا میں نے دنیا کی زینت کو چھوڑا دنیاوی اشیاء سے منہ موڑا میں نے اپنا گھر قبر کو سمجھا ہے اس کی آراستگی کی طرف متوجہ ہوا

؎ یہ دنیا ہے تحقیق دارِ فنا　　تو ہرگز کبھی اس میں دل مت لگا

نہ آیا کوئی جو کہ باقی رہا　　نہ ساغر رہا اور نہ ساقی رہا

چھٹا امر: یہ کہ میں نے دیکھا کہ میرا طالب، میرا راغب ملک الموت ہے پس ملک الموت کی آمد کے واسطے تیار ہو بیٹھا جیسے دلھن نوشہ کے واسطے زینت کر کے بیٹھتی ہے، جب نوشہ آتا ہے دلھن کو لے جاتا ہے اور اس وقت وہ دلھن کچھ عذر نہیں کرتی، اسی طرح میں ملک الموت کے آنے کے واسطے تیار ہو رہا اپنے نفس کو دنیا سے جدا کر رکھا ہے تاکہ جب ملک الموت آ دے میری روح کو لے جاوے مجھ کو مہلت مانگنے کی احتیاج نہ ہو ؎

پہلے توبہ کر گنہ سے اے جواں　　تا تجھے بخشے خدائے دو جہاں

کچھ بھروسہ اپنی ہستی کا نہ کر موت کو جان لے بالائے سر

جب یہ سب باتیں شفیق رحمۃ اللہ علیہ سُن چکے تو کہنے لگے اے حاتم! جو تم نے سمجھا خوب سمجھا، اگر تم اس کے موافق کرتے جاؤ گے تو یقیناً راہِ راست پاؤ گے۔

انیسویں مضرت

خدا تعالیٰ کی مخالفت نافرمانی کرنا اور خوفِ خدا چھوڑ دینا، یہ امر موجبِ ہلاکت ہے اور یہی امر باعثِ خباثت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دانا و بینا ہے، اس کی نافرمانی کرنا نہایت بُرا ہے، مولانا رُومی کہتے ہیں ؎

ہر کہ از عصیاں کند شیطاں شود گو حسود دولتِ نیکاں شود

"جو شخص بھی نافرمانی کرتا ہے شیطان ہوتا ہے اگرچہ وہ نیکوں کی دولت پر حاسد ہی کیوں نہ ہو"

اسی واسطے حاتم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جامع نصیحت اذا اردت ان تعصی مولاک فاعص فی موضع لا یراک ـــــ "جب تیرا گناہ کرنے کا ارادہ ہو تو ایسے مقام میں گناہ کر کہ اللہ تعالیٰ نہ دیکھے، ورنہ گناہ نہ کر"

(اس کو مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے نفحات الانس میں نقل کیا ہے)

حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت خاص حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں کیں منجملہ ان کے یہ ہے یا بنی اذا اردت ان تعصی اللہ فاطلب مکانا لا یراک اللہ و ملئکتہ ـــــ "اے میرے بیٹے! جب تمہارا ارادہ کسی گناہ کا ہو تو گناہ کے واسطے ایسے مقام کو تلاش کر کہ وہاں اللہ اور فرشتے نہ دیکھتے ہوں اگر ایسا کوئی مکان تجھ کو نہ ملے تو گناہ سے بچ۔" (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب التوکل میں نقل کیا ہے) سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ؎

چناں شرم دار از خداوند خویش کہ شرمت ز بیگانگانست و خویش

"جس طرح تم اپنوں اور بیگانوں سے شرم کرتے ہو اسی طرح خدا سے بھی شرم کرو"

اور خدا سے تو ادنیٰ سے ادنیٰ جانور بھی خوف کھاتے ہیں لہٰذا انسان کو کیوں نہ خوف کھانا چاہیئے؟

بقولِ ضیغم ؎ خوف سے تیرے خدائے ذو المنن بید کے مانند لرزاں ہے بدن

حکایت: ایک مرتبہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دریا کے کنارے تمام سال عبادت کے بعد کہنے لگے، اے رب میری پیٹھ عبادت کرتے کرتے جھک گئی اور میرے آنسو بہت بہے لیکن معلوم نہیں میرا ٹھکانہ جنت ہے یا دوزخ؟ ایک مینڈک بولا کہ اے داؤدؑ تم ایک سال کی عبادت میں خدا پر احسان جتلانے لگے، قسم ہے خدا کی میں تیس برس سے اس مقام میں خدا کی عبادت میں مشغول ہوں، پھر بھی میرا بدن خوفِ خدا سے لرزتا ہے، یہ سن کر حضرت داؤدؑ بہت روئے اس کو فقیہ ابو اللیث نے باب العجب میں نقل کیا ہے اور انبیاءؑ جو کہ یقینی جنتی تھے ادنیٰ لغزش پر کس طرح آہ وزاری کرتے تھے، چنانچہ منقول ہے۔

حکایت: جب حضرت داؤدؑ سے لغزش ہو گئی یعنی ایک شخص کی حسین بیوی کو دیکھ کر چاہا کہ وہ میری بیوی ہو جائے حالانکہ ایک کم سو بیویاں رکھتے تھے، اس کے بعد نادم ہوئے چالیس روز تک سجدے میں رویا کئے، ایسا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے زمین پر گھاس اُگی، (اس کو امام غزالی رح نے باب احوال الانبیاء الخائفین میں نقل کیا ہے) ایک ادنیٰ لغزش پر اس قدر حضرت داؤدؑ روئے تو ہم لوگوں پر لازم ہے کہ ہر وقت رویا کریں کیونکہ صبح وشام غیبت میں مبتلا رہتے ہیں اور اپنے اوقات کو کبائر میں صرف کرتے ہیں، سعدیؒ کہتے ہیں ؎

بترس از گناہانِ خویش اے نفس   کہ روزِ قیامت نترسی زکس

"اے نفس! تو اپنے گناہوں سے ڈر تاکہ قیامت کے روز کسی سے نہ ڈرے"

لیکن ہم لوگ پردۂ غفلت میں چھپے ہوئے ہیں اور ہم لوگوں کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں، مولانا رومی رح مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

حملہ برخود می کنی اے سادہ مرد   ہمچو آں شیرے کہ برخود حملہ کرد

"اے سادہ دل مرد تو اپنے آپ پر اس شیر کی طرح حملہ کرتا ہے جو خود پر حملہ کرے"

اسی سبب سے عوام وخواص کا یہ حال ہے کہ جب کبھی غیبت کی برائیاں سنتے ہیں اور اس کے کرنے والوں کی سزا دیکھتے ہیں نہایت روتے ہیں بعد میں جب مجلس برخاست ہو جاتی ہے تو ان کے دل سے خوف چلا جاتا ہے، لہٰذا ان کی رقت عورتوں کی رقت کی مانند ہے جس طرح عورتیں جب کوئی پُر ملال خبر سنتی ہیں تو کیسا روتی ہیں پھر ایک گھڑی کے بعد ان کے دل میں مطلقاً

خیال نہیں رہتا ہے اسی طرح یہ لوگ ہیں ۔

اللهم اجعلنا من الابرار الناجين يارب العلمين

بیسویں مضرت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو غیبت سے نہایت منع فرماتے تھے، اور اس باب میں صحابہؓ کو زجر فرماتے تھے، یہاں تک کہ انتقال کے قریب جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۃ الوداع پڑھا تو اس میں بھی ہر شخص کو غیبت سے منع کیا اور غیبت کو ہلاکت کا موجب فرمایا۔

اکیسویں مضرت

کراہت روزہ غیبت سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے بشرطیکہ غیبت کرنے والا روزہ دار ہو بلکہ اشعۃ اللمعات میں ہے کہ غیبت سفیان ثوریؒ کے نزدیک مفسد صوم ہے چنانچہ یہ مضمون احادیث سے نکلتا ہے۔

حضرت مجاہدؒ کا ارشاد مجاہدؒ کہتے ہیں: خصلتان تفسدان الصوم الغيبة والكذب "دو صفتیں ایسی ہیں کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ایک غیبت کرنا دوسرے حالت صوم میں جھوٹ بولنا" (اس کو احیاء العلوم کی کتاب اسرار الصوم میں نقل کیا ہے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیبت کی وجہ سے اعادۂ صوم کا حکم فرمانا **حکایت:** دو شخص روزہ دار تھے اور نماز ظہر اور عصر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، عصر کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں پھر وضو کرو اور ظہر و عصر کی نماز کا اعادہ کرو اور اس روزے کی قضا کرو، ان دونوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس واسطے ہم پر یہ حکم فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا، اس وجہ سے کہ روزے کی حالت میں تم نے غیبت کی ہے (اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور مشکوٰۃ المصابیح کے باب الغیبۃ میں بیان کیا ہے)۔

غیبت سے روزہ نہیں ہوتا **حکایت:** ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کوئی شخص بغیر میرے حکم کے روزہ افطار،

ذکر ے، جب شام ہوئی ہر شخص آتا تھا اور افطار کا اذن لے لے کے افطار کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک شخص نے آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو جوان عورتیں میرے گھر میں روزہ دار ہیں اور وہ آپ کے پاس آنے سے حیا کرتی ہیں اور افطار کا اذن چاہتی ہیں، یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنہ پھیر لیا، پھر اس شخص نے عرض کیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اعراض کیا، جب تیسری مرتبہ اس شخص نے افطار کا اذن چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں عورتوں کا روزہ نہیں ہوا کیونکہ جو شخص تمام دن لوگوں کا گوشت کھایا کرے، اور مسلمانوں کی غیبت کیا کرے اس کا روزہ کیونکر ہوگا، ان دونوں سے کہو کہ یہاں آئیں اور قے کریں وہ دونوں عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا اور ان دونوں کے سامنے رکھ کر انھیں قے کرنے کا حکم دیا ہر ایک کی قے میں خون نکلا اور پیپ بھی اس میں ملا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں، عورتیں تمام دن ایک جگہ بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہی ہیں (اس کو امام غزالی رح نے باب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اربع یفطرن الصائم و ینقضن الوضوء یھدمن العمل الغیبۃ والکذب والنمیمۃ والنظر الی محاسن المرأۃ التی لا یحل النظر الیھا وھن یسقین اصول الشر کما یسقی الماء اصول الشجر۔

"چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے سبب سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نیک کام خراب ہو جاتا ہے اور روزہ فاسد ہو جاتا ہے، ایک غیبت، دوسرے چغلخوری، تیسرے جھوٹ، چوتھے اجنبیات عورتوں کو دیکھنا اور حرام نظر عورتوں کی طرف کرنا اور یہ چار چیزیں بدی کی جڑوں کو سیراب کرتی ہیں جس طرح پانی درختوں کی جڑوں کو سیراب کرتا ہے اور پانی کے ڈالنے سے درختوں کی جڑیں تر و تازہ ہوتی ہیں اسی طرح ان چار چیزوں سے بدی کی جڑیں تر و تازہ ہوتی ہیں۔"

(اس کو تنبیہ الغافلین کے باب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

غیبت مفسدِ صوم ہے

حدیث: حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خمس یفطرن الصائم الکذب والنمیمۃ والغیبۃ والیمین الکاذبۃ

والنظر بشهوة ــــــ "پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے اور روزے میں فساد آجاتا ہے، ایک جھوٹ بولنا، دوسرے غیبت کرنا، تیسرے چغلی کرنا، چوتھے جھوٹی قسم کھانا، پانچویں کسی عورت کو شہوت سے دیکھنا"

(اس کو امام غزالیؒ نے کتاب الصوم میں نقل کیا ہے)۔

وجہ عدم قبولیتِ روزہ

حدیث: حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه ــــــ "جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ نہ چھوڑے اللہ کو اس کے کھانا اور پانی چھوڑنے کی کچھ پروا نہیں ہے"

یعنی اللہ تعالیٰ اس کے روزے کی طرف التفات نہیں کرتا ہے اور ملا علی قاریؒ مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ مراد قول زور سے قولِ باطل ہے خواہ جھوٹ بات ہو یا غیبت یا چغل خوری جس سے انسان کو رُکنا چاہیئے۔

حدیث: جناب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کم من صائم لیس له من صومه الا الجوع والعطش ــــــ "بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزے میں سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ فائدہ نہیں ہوتا" کیونکہ وہ شخص تمام دن لوگوں کی غیبتیں کیا کرتا ہے

(اس کو احیاء العلوم کی کتاب الصوم میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ: روزہ تین طرح کا ہوتا ہے، ایک روزہ وہ کہ اس میں روزہ رکھنے والا فقط کھانا، پانی اور جماع چھوڑ دے اور غیبت وغیرہ جو امور حرام ہیں جس طرح دیگر ایام میں کیا کرتا تھا کیا کرے اور یہ روزہ عوام کا ہے، دوسرا روزہ وہ ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والا غیبت وغیرہ سے بھی بچے اور ہر حرام سے اجتناب کرے اور یہ روزہ خواص کا ہے، تیسرا روزہ وہ ہے کہ روزہ رکھنے والا بالکل امور دنیوی سے علاقہ چھوڑے اور اپنے دل کو خدمتِ مولیٰ کی طرف لگا دے اور یہ روزہ کاملین کا ہے اور غیبت وغیرہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے لیکن روزہ میں کراہت آجاتی ہے اور روزہ خراب ہوجاتا ہے لہٰذا غیبت سے کاملین کا اور خواص کا روزہ باقی نہیں رہتا ہے، اگرچہ فی نفسہٖ روزہ باقی رہتا ہے اسی واسطے حنفیہ وغیرہ احادیث کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ،

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کو مفسدِ روزہ فرمایا۔ وہ سختی اور خفگی کی وجہ سے اور اشارہ اس طرف فرمایا کہ بسبب غیبت وغیرہ کے روزہ مرتبۂ کمال میں نہیں رہتا ہے بلکہ ناقص ہوجاتا ہے۔ واللہ اعلم

نصیحت: اہلِ زمانہ ہمیشہ لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے ہیں لوگوں کو تکلیف دیا کرتے ہیں خصوصاً جب روزہ رکھتے ہیں، اس وجہ سے کہ حالتِ صوم میں بسبب غلبۂ بھوک کے شیطان ان پر غالب رہتا ہے، راہِ دوزخ کا طالب ہوتا ہے اسی سبب سے روزہ داروں کو اس زمانے میں غصہ بہت آتا ہے، شیطان ان کو بہت ستاتا ہے لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں مسلمانوں کی غیبتیں کرتے ہیں، مساجد میں تلاوتِ قرآن کے بدلے لہو ولعب میں مصروف ہوتے ہیں عجب ماجرا یہ ہے کہ جب رمضان کا ہلال ہوتا ہے بعض لوگ اپنا بستر مسجد میں بچھاتے ہیں لوگوں کو اپنی عبادت دکھاتے ہیں اور سوائے لوگوں کی غیبت کے اور دنیا کے تذکرے کے اور کوئی کام نہیں کرتے الغرض جو اُمور منع ہیں انھیں حالتِ صوم میں بکثرت کرتے ہیں تلاوت قرآن شریف سے ان کو کام نہیں، ذکرِ خدا سے ان کو سروکار نہیں صحبتِ فساق ان کی یارِ غار ہے انجام کار ان کا نار ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس بات کی ہدایت کرے کہ جب روزہ رکھیں زبان کو بند کیا کریں، ذکرِ خدا سے شغل رکھا کریں، نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کریں، لغویات سے اجتناب کیا کریں اور واہیات سے بچا کریں، آمین یارب العالمین۔

بائیسویں مضرت

غیبت سننے کے بعد بغض کا پیدا ہونا شیخ سعدی رح فرماتے ہیں ؎

میان دو تن جنگ چوں آتش ست — سخن چیں بدبخت ہیزم کش ست

"دو آدمیوں کے درمیان لڑائی آگ کی طرح ہے اور بات لگانے والا لکڑی لگانے والے کی طرح ہے"

کیونکہ جب لوگوں کے سامنے کوئی کسی کی غیبت کرے گا تو اس کی طرف سے خیال بد آویگا لوگ اس کو بُرا جانیں گے اس سے بغض رکھیں گے اس کے عیوب کی فکر میں رہیں گے جب ایک مرتبہ اس کا عیب سُنیں گے تو ان کا دل اسی کے عیوب کے ساتھ متعلق ہوجائے گا اور بغیر اس کا عیب بیان کیے ہوئے گھبرائے گا۔

حکایت: ایک عاقل کے سامنے کسی شخص نے ایک مسلمان کی شکایت کی اس عاقل نے کہا، اے شخص! پہلے میرا دل فارغ تھا، اب تُو نے اس غیبت سے میرا دل اس مسلمان کے عیب کے ساتھ مشغول کیا اور میرے دل میں اس شخص کی طرف سے بغض پیدا ہوا اور تُو بھی میرے نزدیک متہم ہوا کیونکہ پہلے میں سمجھتا تھا کہ تو امین ہے بات کو خوب چھپاتا ہے اب جب تُو نے اس کا عیب کھولا تو معلوم ہوا کہ تُو امین نہیں ہے تیرے دل میں بات رُکتی نہیں ہے (اس کو فقیہ ابو اللیث رح نے باب النمیمۃ میں نقل کیا ہے)

تیئسویں مضرت

بھید کھولنا ایک مسلمان بھائی کے عیب کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا حالانکہ افشائے سِرّ یعنی پوشیدہ عیب کو ظاہر کرنا نہایت منع ہے اور کسی کے عیب پر لوگوں کو مطلع کرنا بہت گناہ ہے لیکن اس زمانے میں یہ امر نہایت شائع ہو گیا ہے یہ گناہ بہت عام ہو گیا ہے اسی واسطے اس زمانے میں بہتر ہے کہ لوگوں سے صحبت کم کرے اور لوگوں کی تکلیف سے پرہیز کرے

امام غزالی کا ارشاد امام غزالی رح باب حقوق المسلم میں فرماتے ہیں: واحذر صحبۃ اکثر الناس فانہم لا یقیلون عثرۃ ولا یغفرون زلۃ ولا یسترون عورۃ یحاسبون علی النقیر والقطمیر ویحسدون علی القلیل والکثیر

"ایسے لوگوں سے صحبت نہ کر جو عذر کو قبول نہیں کرتے ہیں کسی قصور کو معاف نہیں کرتے ہیں تھوڑی چیز پر بھی حسد کرتے ہیں، ادنیٰ ادنیٰ چیز پر بھی کد کرتے ہیں لوگوں کے عیبوں کو پوشیدہ نہیں رکھتے ہیں سبھوں سے لوگوں کے عیوب کہہ دیتے ہیں" ہاں! جو شخص کہ ظاہراً عیوب میں مبتلا ہے اور علی الاعلان فسق وفجور میں مبتلا رہتا ہے، اس کی غیبت درست ہے چنانچہ اس کی تفصیل پہلے گذر چکی۔

حضرت عمر رض کا فرمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لیس لفاجر حرمۃ "جو شخص علانیہ فاجر ہو اس کی کچھ عزت نہیں ہے۔" یعنی اس کی غیبت درست ہے (اس کو امام غزالی رح نے باب الاعذار المرخصۃ للغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

چوبیسویں مضرت

وضو کا بسبب غیبت کے ناقص ہونا جیسا کہ اس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔

چھٹی فرع

ترکِ غیبت کے فائدوں کا بیان

واضح ہو کہ غیبت کو چھوڑنے سے اور زبان کو لوگوں کی شکایت سے روکنے میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور غیبت چھوڑنے والے کو بڑے بڑے مرتبے ملتے ہیں۔

پہلا فائدہ

مسلمانوں کا گوشت کھانے سے بچنا کیونکہ غیبت کرنا مثل مسلمان کا گوشت کھانے کے ہے، چنانچہ اس باب میں تفصیل مذکور ہو چکی ہے۔

حکایت: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اشخاص سے خلال کرنے کا حکم فرمایا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آج کھانا نہیں کھایا تو خلال کیوں کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے خدا کی میں تمھارے دانتوں میں اس شخص کے گوشت کی سرخی دیکھتا ہوں جس کی تم نے غیبت کی ہے (اس کو جلال الدین سیوطی رح نے تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک شخص نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے غیبت کا حال پوچھا، انھوں نے ایک قصہ بیان کیا کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز ایک ہمسائے کی عورت میرے پاس آئی اور ایک شخص کی غیبت کرنے لگی میں بھی غیبت میں شریک ہوئی اور ہنسنے لگی جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا کر کے تشریف لائے ہم دونوں چپ ہو گئیں، آپ نے فرمایا جاؤ تم دونوں قے کرو حضرت ام سلمہ رض نے قے کی ان کے منہ سے بہت سا گوشت نکلا اسی طرح دوسری عورت نے بھی قے کی، ام سلمہ رض نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ گوشت نکلنے کی کیا وجہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گوشت اس شخص کا ہے جس کی تم نے غیبت کی ہے اس کو ابن مردویہ رح نے روایت کیا ہے اور درمنثور میں نقل کیا ہے۔

زنا کے گناہ سے بچنا کیونکہ غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے اور گویا غیبت کرنے والا زنا کرتا ہے۔ چنانچہ اس باب میں احادیث وغیرہ گذر چکیں اور تتمہ یہ ہے۔

حکایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الربوا نیف وسبعون بابا اھونھن بابا مثل من نکح امہ فی الاسلام ودرھم الربوا اشد من خمس وثلاثین زنیۃ واشد الربوٰ وادبا الربوا واخبث الربوا انتھاک عرض المسلم وانتھاک حرمتہ ــــ "سود خوری کے ستر سے زائد دروازے ہیں جو دروازہ بہت آسان ہے وہ حالتِ اسلام میں اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرنے کے مانند ہے اور سود کا ایک روپیہ لینا گناہ میں پینتیس[۳۵] زنا سے زائد ہے لیکن سود سے زائد تر گناہ مسلمان کی عزت ریزی میں ہے"

(اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے)۔

تیسرا فائدہ

روزے کا خراب نہ ہوتا کیونکہ غیبت مفطراتِ صوم میں سے ہے، چنانچہ اس کی تصریح گذر چکی اور تتمہ اس کا یہ ہے۔

حکایت: ماہِ رمضان میں ایک شخص پچھنے لگاتا تھا اور پچھنے لگانے والے کے ساتھ شریک ہو کر حالتِ صوم میں غیبت کر رہا تھا کہ ادھر سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا آپ نے فرمایا افطر الحاجم والمحجوم "پچھنے لگانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا اور لگوانے والے کا بھی روزہ فاسد ہوگیا" ــــ (اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے)

دقیقہ: راقم الحروف کہتا ہے کہ بعضوں کے نزدیک پچھنہ لگانے سے روزہ پچھنے لگانے والے کا ٹوٹ جاتا ہے اور ان کی دلیل یہی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افطر الحاجم والمحجوم لیکن اگر اس حدیث کا موقع یہ ہو جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ پچھنہ لگانے والا اور لگوانے والا دونوں روزے میں غیبت کر رہے تھے اس واسطے آپ نے یہ قول فرمایا تو یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل نہ رہے گی۔ واللہ اعلم بما ھو الحق فانہ الحق وعندہ الحق ومنہ الحق والیہ الحق

❊

چوتھا فائدہ

وضو کا باقی نہ رہنا اور مکروہ ہو جانا کیونکہ غیبت سے وضو میں نقصان آجاتا ہے، اسی سبب سے حنفیہ کے نزدیک وضو کے بعد اگر کوئی شخص غیبت کرے یا جھوٹ بولے اس کے لئے بہتر ہے کہ وضو کا اعادہ کرے اور اسے تازہ کرلے۔

ابراہیم تابعیؒ کا ارشاد ابراہیم تابعیؒ فرماتے ہیں:۔ الوضوء من الحدث واذی المسلم ــــــ "وضو کا اعادہ دو چیز سے ہوتا ہے ایک حدث دوسرے مسلمان کی اذیت"۔ اس شخص کو جو کہ کسی مسلمان کو وضو کے بعد اذیت دیوے سمجھنا چاہیئے کہ میرا وضو ٹوٹ گیا اور پھر وضو کرلے (اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے)

حکایت: دو شخص ایک مسجد کے دروازے پر بیٹھے تھے ادھر سے ایک مخنث گذرا ان دونوں نے اس کی غیبت کی بعدہٗ فرض نماز ادا کی اور پھر ان کے دل میں ندامت ہوئی، عطاءؒ سے جاکر یہ کیفیت بیان کی، عطاءؒ نے کہا تم دونوں پھر وضو کرو اور نماز کا اعادہ کرو اور اگر روزہ دار ہو تو روزہ کی قضا کرو (اس کو امام غزالی رحنے باب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)

حضرت عائشہؓ کا ارشاد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں الحدث حدثان حدث من فیک وحدث من نومک وحدث الفم اشد الکذب والغیبۃ ــــــ "درحقیقت جس طرح وضو سوتے سے چلا جاتا ہے ایسے ہی غیبت اور جھوٹ بھی ناقض وضو ہیں" (اس کو در منثور میں نقل کیا ہے)

پانچواں فائدہ

حرام سے بچنا کیونکہ غیبت کی حرمت باجماع آیات وحدیث ثابت ہوئی ہے چنانچہ اس کا ثبوت حدیث اور آثار سے معلوم ہوچکا۔

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المؤمن حرام علی المؤمن لحمہ علیہ حرام ان یاکلہ و یغتاب علیہ بالغیب وعرضہ علیہ حرام ان یخرقہ ووجھہ علیہ حرام ان یلطمہ ــــــ "ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا گوشت حرام ہے

غیبت حرام ہے اور عزت حرام ہے لهذا یہ جائز نہیں ہے کہ کسی کی عزت کو مجروح کرے اور کسی کو طمانچہ مارنا بھی درست نہیں ہے" (اس کو ابن مردویہؒ نے روایت کیا ہے درمنثور میں نقل کیا ہے)

نصیحت: اس زمانے کے لوگوں کی نظروں سے غیبت کی حرمت مخفی ہوگئی ہے اسی واسطے اگر کسی سے کہو کہ تم نے حرام کام کیا تو بہت خفا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہم پر زنا کا بہتان لگاتے ہو اور یہ نہیں سمجھتا ہے کہ جس طرح زنا حرام ہے غیبت بھی حرام ہے اور حرمت زنا پر منحصر نہیں ہے چنانچہ اس کی تفصیل سابقاً گزر چکی اور اسی واسطے لوگ ہمیشہ زنا سے بچتے ہیں اور زنا کے نہ کرنے کی دعائیں مانگتے ہیں اور ہمیشہ غیبت سے آلودہ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرے اور شقاوت سے سعادت کی طرف لاوے آمین۔

چھٹا فائدہ

زبان کے زخم سے محفوظ رہنا

ارشاد: سفیانؒ ثوریؒ فرماتے ہیں: لان ارمی رجلا بسهم احب الی من ان ارمیه بلسانی لان رمی اللسان لا یخطی ـــــــ "اگر میں کسی کو تیر سے زخمی کروں تو یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ کسی کو زبان سے زخمی کروں اور کسی کی غیبت کروں کیونکہ تیر مارنے میں احتمال ہے کہ شاید اس شخص کے نہ لگے بخلاف زبان کی باتوں کے کہ جب کسی شخص کی شکایت زبان سے نکلے وہ شخص زخمی ہوگیا (اس کو فقیہ ابواللیثؒ نے باب حفظ اللسان میں نقل کیا ہے)

ساتواں فائدہ

ندامت سے بچنا

کیونکہ جو شخص زبان کو نہیں روکتا ہے، لوگوں کی غیبتیں کرتا ہے آخر کو نادم بھی بہت ہوتا ہے لیکن ندامت کچھ فائدہ نہیں دیتی ہے کیونکہ جو غیبت زبان سے نکلی وہ لوٹ نہیں سکتی ہے اسی واسطے اہلِ زہد زبان کو لغویات سے بہت روکتے تھے اور سوائے امور ضروریہ کے کبھی کوئی بات نہیں کرتے تھے تاکہ ندامت سے بچیں اور آخرت میں ہنسیں۔

حکایت: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صفا پر ایام حج میں لبیک پڑھتے تھے اور اپنے نفس کو نصیحت کرتے تھے کہ اے نفس! قل خیرا تغنم واسکت عن شر تسلم

من قبل ان تندم ـــــــ "تو زبان سے اچھی بات کہہ تاکہ بہرہ مند ہو اور کوئی بات شر کی مثل غیبت اور گالی وغیرہ کے زبان سے نہ نکال تاکہ تجھ کو ندامت سے پہلے سلامتی ہو۔"
(اس کو امام غزالی رح نے باب فضیلۃ الصمت میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک مرتبہ راہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سور سے ملاقات ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے خنزیر سلامتی کے ساتھ چل ہم سفروں نے پوچھا یا نبی اللہ اس سور کو آپ ایسا کلمہ فرماتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: انی اخاف ان اعود لسانی المنطق بالسوء ـــــــ "میں اسے پسند نہیں کرتا کہ کسی کے حق میں بری بات زبان سے نکالوں چاہے وہ سور ہی کیوں نہ ہو۔" اس کو امام مالک رح نے موطا کے باب ما یکرہ من الکلام میں روایت کیا ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من سرہ ان یسلم فلیلزم الصمت ـــــــ "جس شخص کو ندامت اور ہلاکت سے سلامتی منظور ہو اسے چاہیئے کہ امور غیر ضروریات سے سکوت کرے۔" (اس کو امام غزالی رح نے باب فضیلۃ الصمت میں نقل کیا ہے)۔

حضرت لقمانؑ کا اپنے مولیٰ کو حکمت آمیز جواب

حکایت: حضرت لقمانؑ ایک شخص کے غلام تھے، ایک روز ان کے مولیٰ نے ان سے کہا ایک بکری ذبح کرو اور جو عضو اس کا عمدہ ترین ہو اس کو حاضر کرو لقمانؑ نے بکری ذبح کر کے اس کی زبان اور دل کو حاضر کیا، دوسرے روز مولیٰ نے کہا آج بکری کو ذبح کر کے جو بدترین عضو ہو اس کو حاضر کرو، لقمانؑ نے بکری ذبح کی اور وہی دونوں عضو یعنی دل اور زبان حاضر کئے، مولیٰ نے کہا اس کی کیا وجہ ہے کہ جب میں نے عمدہ عضو مانگا تم نے یہ دونوں حاضر کئے اور آج بھی تم یہی دونوں عضو لائے لقمانؑ نے کہا اگر زبان اور دل سلامت رہیں تو انسان سلامتی پائے اور اگر دونوں میں فساد آجائے تو آدمی ہلاک ہو جائے لہذا یہی دونوں عضو اچھے بھی ہیں اور برے بھی ہیں (اس کو ابو اللیث رح نے باب حفظ اللسان میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من وقی شر قبقبہ وذبذبہ ولقلقہ فقد وقی الشر کلہ ـــــــ "جو شخص تین چیزوں کی بدی سے بچے گا گویا وہ تمام

خرابی سے بچا۔ ایک قبقب یعنی پیٹ کہ اگر آدمی اس کی بدی سے بچے گا اور کسب حرام سے کھانا نہ کھائے گا تو وہ شخص مرتبۂ علیا میں پہنچے گا، دوسرے ذبذب یعنی فرج کہ اگر انسان اس کے شر سے بچے گا زنا وغیرہ کا ارادہ نہ کرے گا تو بلا شک نجات پائے گا، تیسرے لقلق یعنی زبان"
(اس کو امام غزالیؒ نے باب فضیلۃ الصمت میں نقل کیا ہے)۔

حضرت لقمانؑ کا ارشاد

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے کہا یا بنی من یصحب السوء لا یسلم ومن یدخل مدخل السوء یتھم ومن لا یملک لسانہ یندم ــــــ "اے فرزند! جو شخص صحبتِ بد رکھے گا نجات نہ پائے گا، صحبت کا اثر اس میں آجائے گا، آخر وہ بھی فاسق ہو جائے گا اور جو شخص بری جگہ جاوے گا وہ شخص متہم ہوگا، لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوگا اور جو شخص اپنی زبان کو نہ روکے دنیا اور آخرت میں نادم ہوگا اور حسرت کرے گا۔
(اس کو تنبیہ الغافلین کے باب حفظ اللسان میں نقل کیا ہے)۔

آٹھواں فائدہ

زبان کے گناہ کبیرہ سے نجات پانا اور بدی زبان سے سالم رہنا

حکایت: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کہ کونسا فعل ہے جو موجب نجات ہو، آپ نے فرمایا:
املک علیک لسانک ولیسعک بیتک وابک علی خطیئتک ــــــ "تو اپنی زبان کو روک اس سے کوئی امر شرمت نکال اور گھر میں بیٹھ رہ ماسوا اللہ سے منقطع ہو کر خدا کی عبادت کی طرف متوجہ ہو اور اپنے گناہوں پر رویا کر" (اس کو احمد بن حنبلؒ نے روایت کیا ہے، مشکوۃ المصابیح میں نقل کیا ہے) اسی واسطے بعض زہاد نے یہ شیوہ اختیار کیا تھا کہ مطلق کلام ہی کو موقوف کر دیا تھا، کیونکہ اگر کلام کرتے ہیں تو ممکن ہے کسی کی غیبت ہو جائے کسی کو ضرر پہنچ جائے، چنانچہ منقول ہے

حکایت: ربیع بن خثیم نے زبان کو بند کیا اور ایک گوشہ اختیار کیا، بیس برس تک دنیا کی بات نہیں بولے اور کبھی لوگوں سے بات نہیں کی یہاں تک کہ جس روز حسینؓ کی شہادت ہوئی لوگوں نے کہا اگر یہ خبر ہم ان کو پہنچائیں تو شاید کچھ بولیں، لوگوں نے یہ خبر ربیع تک پہنچائی

ربیع نے یہ خبر سُن کر اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا: اللھم فاطر السمٰوت والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فی ما کانوا فیہ یختلفون ــــــ "اے پروردگار خالق آسمان اور زمین عالم الغیب تُو اپنے بندوں کے درمیان جن اُمور میں وہ اختلاف رکھتے ہیں، انصاف کرنے والا ہے" اور سوا اس کے کوئی کلام کسی سے نہ کیا اور اپنا دل عبادت کی طرف مشغول کیا (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب حفظ اللسان میں نقل کیا ہے)

حدایث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من صمت نجا ــــــ "جو شخص چپ رہا، اپنی زبان کو حتی الوسع روکا اس شخص نے نجات پائی" (اس کو دارمی نے روایت کیا ہے اور مشکوٰۃ المصابیح میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد: طاؤسؒ فرماتے ہیں لسانی سبع الخ

"میری زبان مثل درندے کے ہے" جس طرح درندے کو جب تک قید میں رکھو کسی کو اس سے اذیت نہیں ہوتی ہے اور جب چھوڑ دو ہر شخص کی جان جاتی ہے، اسی طرح زبان کو جب روکے رہتا ہوں تو بہتری ہوتی ہے ورنہ وہ زبان مجھ کو کھا جاتی ہے، مجھ کو جہنّم میں ڈالتی ہے (اس کو امام غزالیؒ نے باب فضیلۃ الصمت میں نقل کیا ہے)۔

اثر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جوان سے فرمایا: یا شاب ان وقیت سوء ثلاث فقد وقیت شر الشباب ان وقیت شر لقلقک و ذبذبک و قبقبک ــــــ

ــــــ "اے جوان اگر تُو زبان، فرج اور پیٹ کی شرارت سے بچے گا تو تو شرِ شباب سے بچے گا ورنہ شباب سے تجھ کو نہایت مضر پہنچے گا" (اس کو فقیہ ابواللیث نے باب حفظ اللسان میں نقل کیا ہے)

انسان کی عمر اور اس کے زمانہ کا ذکر

نصیحت: انسان کی عمر کی تین حالتیں ہوتی ہیں ایک زمانہ صبی کا جب تک آدمی بالغ نہیں ہوتا ہے مرتبۂ عقل کامل نہیں ہوتا ہے، دوسرا زمانہ جوانی کا، تیسرا زمانہ بڑھاپے کا اور ظاہر ہے کہ خدا کی عبادت پیری میں نہیں ہو سکتی، نہ اس وجہ سے کہ قوتِ شہوانیہ غالب ہوتی ہو کیونکہ پیری کی حالت میں شہوت کم ہو جاتی ہے، بھوک بھی گھٹ جاتی ہے زبان کی طراری بھی چلی جاتی ہے بلکہ اس وجہ سے کہ زمانۂ پیری میں آدمی کو سستی آتی ہے اور ضعف آتا ہے کہ وہ عبادت سے

مانع ہوتا ہے اور آدمی کی طاقت کم ہو جاتی ہے اس سبب سے عبادت بھی نہیں ہوسکتی ہے اور زمانہ صبا کا عبادت کے لئے قابل نہیں ہے، دو وجہوں سے، ایک یہ کہ نابالغ بچہ بے عقل ہوتا ہے۔ عبادت کی طرف راغب نہیں ہوتا ہے

دوسرے یہ کہ اس پر عبادت فرض نہیں ہے کیونکہ وہ مکلف نہیں باقی رہا زمانہ جوانی کا تو یہ زمانہ عبادت کے قابل ہے ہر عضو میں قوت بھی ہے، ہر کام کی طاقت بھی ہے لیکن اس زمانے میں شیطان غالب ہوتا ہے آدمی نفسِ امارہ کا تابع ہوتا ہے اگر زنا ہو جائے کچھ خیال نہیں کرتا ہے، اگر غیبت ہو جائے کچھ التفات نہیں کرتا ہے اگر مال حرام آجائے اس کو نہیں چھوڑتا ہے، سعدی رح فرماتے ہیں ؎

نگہدار فرصت کہ عالم دمی ست   دمے پیش دانا بہ از عالمی ست

"فرصت کے وقت کو غنیمت جانو اس لئے کہ عالم تمام ایک سانس کے برابر ہے اور عقلمند کے نزدیک ایک سانس سارے عالم سے بہتر ہے" اسی واسطے بعض حکماء نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

ایک حکیم کا ارشاد

فقیہ ابو اللیثؒ باب ہول الموت میں ایک حکیم کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس نے زبانِ فارسی میں یہ مضمون ادا کیا ہے۔

بچہ دکے بازی، بجوانی مستی، بہ پیری سستی، خدا را کے پرستی

"لڑکپن میں کھیلا کئے، جوانی میں مستی کی، پیری میں سستی کی تو اب خدا کی عبادت کیا کروگے"

اگر لڑکا عبادت کرلے، کچھ کمال نہیں ہے کیونکہ وہ لڑکا لوگوں کو دیکھ کر عبادت کرنے لگا، اس کو اللہ تعالیٰ نے قوت نفس عطا نہیں کی اور بوڑھا اگر عبادت کرے محل تعجب نہیں ہے کیونکہ جب بوڑھے نے سمجھا کہ اب ہمارے مرنے کے دن قریب آئے ہیں تو لاچار ہوکر عبادت کرنے لگا ہاں! جو شخص جوان ہو، مستی اس کے چہرے سے عیاں ہو باوجود غلبۂ شیطان کے اگر عبادت کی کثرت کرے، اعضاء کے شر سے بچے تو البتہ وہ قابلِ مدح وثنا ہے اور وہی شخص جوانی کی بدی سے بچا ہے وگرنہ جوانی کے شر میں پڑے گا تو جہنم میں چلا جائے گا، اسی واسطے سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

جوانا رہِ طاعت امروز گیر   کہ فردا جوانی نیاید ز پیر!

"اے جوان! آج طاعت وعبادت کرلے اس لئے کہ کل بڑھاپے میں جوانی نہ رہے گی"

مگر جو جوان ظاہر میں عبادت بہت کرتا ہو مثلاً نماز بہت پڑھتا ہو درود شریف سے منہ کو تر رکھتا ہو پھر ہر وقت لوگوں کی غیبتیں کیا کرتا ہو، مالِ حرام حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہو اور اجنبیات کا نظارہ کرتا ہو، محرمات کی طرف اشارے کرتا ہو اس جوان کی جوانی کی شرارت نہیں گئی ہے، جب تک کہ ان اُمور کو نہ چھوڑے، گناہوں سے منہ نہ موڑے کیونکہ گناہ چھوڑنا عبادت کرنے سے بہتر ہے

ارشاد: بعض حکماء فرماتے ہیں: کل سقلة یعمل بالطاعة ولکن الکریم من یترك المعصیة ـــــــ "ہر شخص عبادت کر لیتا ہے اگرچہ رذیل ہو لہذا عبادت کرنے میں کچھ کمال نہیں ہے، لیکن بہتر وہ شخص ہے جو حتی الوسع گناہوں سے بچے اگرچہ عبادت کم کرے"
(اس کو فقیہ ابو اللیثؒ نے باب الذنوب میں نقل کیا ہے) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ گناہ کرنے سے آدمی کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے پھر جس قدر آدمی گناہ کرتا جائے گا دل سیاہ ہوتا جائیگا۔

گناہ کی خباثت کا ذکر

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان المؤمن اذا اذنب کانت نقطة سوداء فی قلبه فان تاب ونزع وصقل قلبه فان زاد زادت ـــــــ "جب مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں تھوڑی سیاہی آجاتی ہے، اب اگر اس شخص نے توبہ کی تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور سیاہی کا نقطہ اس کے دل سے مٹ جاتا ہے اور اگر اس نے دوسرا گناہ کیا تو وہ سیاہی زیادہ ہو جاتی ہے" (اس کو ابن ماجہ نے باب الذنوب میں روایت کیا ہے) اسی واسطے سری سقطیؒ فرماتے ہیں:

ارشاد: انی لانظر الی انفی فی کل یوم مرات مخافة ان یکون قد اسود وجھی ـــــــ "میں ہر دن اپنی ناک کو چند مرتبہ دیکھ لیتا ہوں اس خیال سے کہ شاید سیاہ نہ ہو گئی ہو اور بسبب گناہوں کے میرے منہ پر سیاہی نہ آگئی ہو" (اس کو امام غزالیؒ نے باب احوال الخائفین میں نقل کیا ہے)۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اکثر لڑکے اوّل زمانے میں نہایت خوبصورت ہوتے ہیں اور بعد بلوغ کے ان کی شکل سیاہ ہو جاتی ہے، اس کا سبب گناہ ہیں بلوغ کے بعد جب انھوں نے ایک گناہ کیا تو ان کے چہرے کی رونق چلی گئی اسی طرح بعضوں کا رنگ سفیدی سے گندمی کی طرف مائل ہو جاتا

ہے۔ واللہ اعلم

اللھم انی منبع السیئات ظلمت نفسی بالظلمات فاغفر لی ولوالدی ولخالتی ولاقاربی ولاساتذتی ولاشیاخی الاحیاء والاموات فانک ان تطردنا فہیہات ونحن عبادک المجرمون وقد غلبت رحمتک علی غضبک فارحم یا من ھو عواد بالمغفرۃ علی العوادین بالذنوب یوم الحسرات ۔ آمین

نواں فائدہ

مردار کا گوشت کھانے سے بچنا کیونکہ غیبت کرنا مثل مردار کا گوشت کھانے کے ہے جیسا کہ گذر چکا اور ایک حکایت یہ ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک مُردار خچر پر ہوا، آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: لان یاکل احدکم من ھذا حتی یملأ بطنہ خیر من ان یاکل لحم رجل مسلم "اس مردار کے گوشت کو سیر ہو کر کھانا انسان کی غیبت کرنے سے بہتر ہے" (اس کو ابن ابی شیبہؒ نے روایت کیا ہے لعٰ تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

دسواں فائدہ

قیامت کے روز حسرت و افسوس سے نجات پانا کیونکہ جب غیبت کرنے والے کا دامن لوگ پکڑیں گے تو اس کو نہایت ملال ہوگا، دہشت اور وحشت سے اس کا عجب حال ہوگا۔ لوگوں کی بدیوں کا اس کی گردن پر وبال ہوگا اس لئے کہ اس دن کبریا کا ظہور جلال ہوگا، خدائے تعالیٰ ایسا غضبناک ہوگا کہ ہر شخص خوفزدہ ہوگا، اس کے علاوہ یہ ہوگا کہ جمِ غفیر میں لوگوں کے عیوب کھلیں گے صحائف لوگوں کے پھیلیں گے۔

ارشاد: اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز جب ہر شخص حساب کے واسطے بلایا جائے گا، لوگوں کو ارشاد ہوگا کہ جس کا حق اس شخص پر ہو وہ آوے اور اپنا بدلہ لیوے لوگ کہیں گے کچھ ہمارا حق اس شخص پر نہیں ہے۔

تب خدائے تعالیٰ یاد دلاوے گا کہ فلاں روز اس شخص نے غیبت کی تھی فلاں روز تم کو گالی دی تھی، وہ لوگ خوش خوش ہو کر اُٹھیں گے اور اپنے حقوق کی فریاد کریں گے (اس کو سیوطیؒ

نے تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد: امام غزالیؒ باب صفۃ المسائلہ میں فرماتے ہیں فھذا اما یرجی لعبد ستر علی الناس عیوبھم و احتمل فی حق نفسہ تقصیرھم و لم یحرک لسانہ بذکر مساویھم و لم یذکرھم فی غیبتھم بما یکرھون لو سمعوہ "یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت قیامت میں اس شخص کے واسطے ہوگی جس نے لوگوں کا عیب چھپایا ہوگا لوگوں کی تکلیف اٹھائی ہوگی، لوگوں کی غیبت نہ کی ہوگی اور جو شخص یہ سب گناہ کرتا ہے قیامت کے روز اس پر حساب کی سختی ہوگی، عذاب کی نہایت شدت ہوگی اللھم یا رحمٰن اظلنی و اظل والدی و خالتی و اقاربی و اساتذتی تحت ظل عرشک یوم الدین ولا تناقشنا فی الحساب یا مبین امین یا ربّ العٰلمین ٥

گیارھواں فائدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا

کیونکہ قبر شریف میں جب آپؐ کو خبر پہنچتی ہے کہ فلاں شخص نے یہ گناہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملال ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے واسطے استغفار کرتے ہیں، مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیکی کی خبر پہنچتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بہت خوش ہوتی ہے اور جب کسی کی غیبت کرنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت فی الجملہ ملول ہوتی ہے اور اگر لوگوں کی غیبت چھوڑنے کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں تو نہایت خوش ہوتے ہیں اللھم اجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا راضیا و اجعلنا معہ یوم یحشر المتقون یا ارحم الراحمین۔ امین۔

ساتویں فوع

غیبت کے اسباب اور اس کے چھوڑنے کا علاج

جاننا چاہیئے کہ انسان سے جو غیبتیں ہوتی ہیں اس کے کئی سبب ہیں کہ جب وہ اسباب پائے جاتے ہیں، اکثر غیبت ہوجاتی ہے لہذا انسان کو لازم ہے کہ ان اسباب سے بچے تاکہ غیبت سے نجات پائے اس واسطے میں غیبت کے اسباب لکھ رہا ہوں اور ہر سبب کے ذکر کے بعد اس سبب کے دفع کی تدبیر اور اس کے رفع کا علاج بھی رقم کرتا ہوں۔

پہلا سبب

غصّہ اور غضب جب آدمی کسی شخص پر خفا ہوتا ہے تو اس کی غیبت کرتا ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں:۔

۱۔ دنیوی امور میں غصہ کرنا جیسے جب کوئی شخص سنتا ہے کہ فلاں شخص ہم کو گالی دیتا ہے یا ہماری غیبت کرتا ہے تو اس کا دل نہایت طیش میں آتا ہے شیطان جوش دلاتا ہے اور خود بھی اس گالی دینے والے کی غیبت شروع کرتا ہے اس امر کی تحقیق کیے بغیر کہ فی الواقع اس شخص نے گالی دی یا نہیں۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من خزن لسانہ ستر اللہ عورتہ ومن کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابہ ومن اعتذر الی اللہ قبل معذرتہ

"جو شخص اپنی زبان کو روکے گا خدا تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیوب کو چھپا وے گا اور روز محشر اس کو ذلیل نہ کرے گا اور جو شخص اپنے غضب کو روکے گا اور غصے کے موافق نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو روکے گا اور جو شخص جناب باری کی خدمت میں گناہوں سے معذرت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔" (اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے)

پہلے سبب کا دفعیہ اور اس کا علاج

اس سبب کے علاج کی کئی صورتیں ہیں،
پہلی صورت نقل کرنے والے کو جھوٹا سمجھے اور جس شخص نے نقل کیا ہے کہ فلاں نے تم کو گالی دی ہے وہ چغلخور ہے اس کے قول کا اعتبار نہ کرے

ارشاد: فقیہ ابو اللیثؒ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص تیرے سامنے کسی کی بات نقل کرے کہ فلاں نے تیرے حق میں ایسی بات کہی ہے تو تجھ پر چھ چیزیں لازم ہیں اوّل یہ کہ اس چغلخور کے قول کو دوسرے کی طرف نقل نہ کر یعنی کسی سے اس کی چغلخوری کا حال بیان نہ کر یہ اس کی غیبت ہو جائے گی، دوسرے یہ کہ جس شخص کی بات اس نے تیرے سامنے نقل کی ہے کہ فلاں شخص تجھ کو گالی دیتا ہے اس کے عیب کا تجسس نہ کر کیونکہ قرآن میں عیب جوئی سے ممانعت دارد ہوئی ہے، تیسرے یہ کہ جس شخص کی بات اس نے نقل کی ہے اس کے ساتھ بدگمانی نہ کر کیونکہ بدگمانی کرنا نہایت برا ہے۔ چوتھے اس چغلخور سے فی اللہ بغض رکھ کیونکہ گنہگار سے بغض رکھنا واجب ہے اور اس کی صحبت سے کنارا کرنا ضروری ہے پانچویں نقل کرنے والے کو اس چغل خوری سے منع کر کہ دوسری بار ایسا کام نہ کرے، چھٹے یہ کہ اس چغلخور کو جھوٹا سمجھ کیونکہ فاسق کی خبر کا اعتبار نہیں۔

چغل خور کے ساتھ برتاؤ

حکایت: سلیمان بن عبدالملک کی مجلس میں ایک روز زہری بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا سلیمان نے اس شخص سے کہا میں نے سنا ہے کہ تو نے میری شکایت کی ہے اس شخص نے انکار کیا، سلیمان نے کہا میں نے ایک معتمد سے سنا ہے زہری بولے اے سلیمان! وہ شخص جس نے تمھارے سامنے کہا کہ فلاں شخص نے تمھاری شکایت کی ہے، چغلخور ہے اور چغل خور کبھی سچا نہیں ہوتا۔

(اس کو احیاء العلوم کے باب النمیمہ میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اس زمانے میں لوگوں کا عجیب حال ہے کہ اگر کوئی شخص جو جھوٹا مشہور ہے کہتا ہے کہ فلاں شخص تم کو برا کہتا تھا، اس کی بات کو سچ سمجھ لیتے ہیں اور مسلمان بھائی سے بغض رکھتے ہیں اور اس چغل خور سے دوستی پیدا کرتے ہیں کہ تاکہ پھر یہ شخص اس کی باتیں نقل کرے بلکہ اس چغل خور کو مانند نبی کے نہایت صادق سمجھتے ہیں اور مسلمان بھائی کی

غیبت کرتے ہیں اور اگر وہ درمیانی کبھی کوئی خبر نہیں رکھتا تو اس سے کہتے ہیں کہو کیا خبر ہے اور جب اپنی بیوی محفل سے آتی ہے تو بیوی سے پوچھتے ہیں کہ کوئی ہماری آج تعریف کرتا تھا یا نہیں، اگر سنتے ہیں کہ آج مردوں نے یا عورتوں نے ان کی تعریف کی ہے، نہایت خوش ہوتے ہیں، بہت پھولتے ہیں اور اگر سنتے ہیں کہ فلاں نے آج بُرا کہا ہے تو بیوی کی بات کو مثل وحی سمجھ کر خفا ہوتے ہیں، جس نے گالیاں دی ہوتی ہیں اس کی غیبت میں مبتلا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو راہِ راست پر لادے اور صراطِ مستقیم پر چلا دے اور ہم کو ان عیبوں سے بچا دے آمین، سعدی رح فرماتے ہیں ؎

اگر ناداں بوحشت سخت گوید　　خردمندش بنرمی دل بجوید

"اگر نادان آدمی جہالت میں آکر سخت گوئی کرے تو عقلمند نرمی سے اس کی دلجوئی کرتا ہے"۔

؎ دگر از ہر دو جانب جاہلانند　　اگر زنجیر باشد بگسلانند

"اور اگر دونوں جانب جاہل ہی ہوں تو زنجیر بھی ہو تو اسے توڑ ڈالتے ہیں"

پہلے سبب کا دوسرا علاج جب کسی سے سنے کہ فلاں شخص تم کو بُرا کہتا ہے تو سمجھے کہ ہم میں کچھ عیب ہے لہذا خود کو ہر عیب سے پاک کرے ہر گناہ سے صاف کرے اور سمجھے کہ اس شخص کا ہمارے بارے میں کہنا صحیح ہے لہذا اس کا بدلہ کیا ہے۔

پہلے سبب کا تیسرا علاج انسان اس بات کو سمجھے کہ فلاں بھائی نے اگر ہم کو برا کہا ہے تو شاید ہم سے اس کو تکلیف پہنچی ہوگی لہذا اس کے ساتھ احسان کرے ملاقات اور خاطر داری کرے تاکہ اس کا دل بحال ہو ملال کا زوال ہو نہ یہ کہ اس کو زائد تکلیف پہنچائے اس کی غیبت وشکایت کرے۔

پہلے سبب کا چوتھا علاج یہ سمجھے کہ اگر اس شخص نے ہم کو بُرا کہا ہے تو بلا وجہ گناہ کیا ہے، خدائے تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کرے اگر ہم بھی اس کی غیبت کریں گے ویسی ہی سزا پائیں گے۔

امام اعظم رح کی خدا ترسی اور ان کا حلم **حکایت:** امام ابو حنیفہ رح کو جب خبر پہنچتی تھی کہ فلاں شخص نے ہم کو بُرا کہا ہے تو اس کے ساتھ

نہایت نرمی کرتے تھے اور اس کی غیبت نہیں کرتے تھے اس کو محمد خوارزمی نے مسند امام اعظمؒ میں نقل کیا ہے۔

۲۔ جو منہ کے سامنے گالی دے اس پر خفا ہونا اور اس کے پیچھے اس کی غیبت کرنا مع علاج

ایسی صورت میں انسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نفس کو روکے اور اس کی گالی سے درگذر کرے اور حلم کو کام میں لا کر جوانمردی کرے۔

حکایت: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں صحابہؓ حاضر تھے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی، حضرت ابو بکرؓ چپ رہے پھر اس نے گالی دی پھر آپ خاموش رہے جب اس نے تیسری مرتبہ گالی دی تو حضرت ابو بکرؓ نے بھی گالی دینے کا ارادہ کیا پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھنے لگے، حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے حالانکہ میں نے زیادتی نہیں کی جب اس شخص نے تین مرتبہ گالی دی تو میں نے بھی بدلہ لینے کا ارادہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم چپ تھے تمہاری طرف سے ایک فرشتہ گالی دینے والے کو جھٹلا رہا تھا اور جب تم نے بولنے کا ارادہ کیا شیطان بیچ میں کودا، اسی واسطے میں اٹھا، اس کو ابو داؤد نے کتاب البر والصلہ کے باب الانتصار میں روایت کیا ہے۔

حکایت: ایک روز امام ابو حنیفہؒ منیٰ میں مسجد خیف میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے امامؒ سے کہا: اے حرامزادے تجھ سے میں نے فلاں مسئلہ پوچھا تھا اور تو نے اس کا جواب حسن بصریؒ کے جواب کے خلاف دیا، امامؒ نے فرمایا: حسن بصریؒ نے خطا کی حقیقت میں وہی فتویٰ ہے جو میں نے کہا، اس نے امامؒ کو چند گالیاں دیں، حاضرین اس شخص کو مارنے کے واسطے اُٹھے، امامؒ نے سبھوں کو منع کیا اور لوگوں کو روکا، پھر امامؒ نے کہا اے شخص! تو نے مجھ کو جو کافر وغیرہ کہا، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں نے کسی کو اس کا شریک نہیں کیا اور میں نے کسی سے اُمید نہ رکھی سوائے اس ذات وحدہٗ لاشریک کے، اور میں نہیں ڈرا مگر اس کے عذاب سے، جب عقاب کا ذکر آیا تو امامؒ پر ایک خوف طاری ہوا رونے لگے اور زار زار آنسو بہاتے

لگے، جب اس شخص نے یہ کیفیت دیکھی خود بخود نادم ہوا اور امامؒ سے قصور معاف کرایا۔ امامؒ نے کہا تیرے قصور کو میں نے معاف کیا اور جو تو نے مجھ کو گالی دی، اس سے درگذر کیا۔
(اس کو محمد خوارزمی نے عبدالرزاق بن ہمام سے مسند امام اعظم میں نقل کیا ہے)

دقیقہ: امامؒ نے اگرچہ حسن بصریؒ کی غیبت کی اور ان کی خطا بیان کی لیکن یہ غیبت جائز ہے، چنانچہ پہلے اس کی تشریح ہو چکی کہ جو غیبت امر دین کے واسطے ہو وہ درست ہے جیسے محدثین جرح و تعدیل کیا کرتے ہیں۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب ——— "جوانمردی کا مدار کشتی پر نہیں ہے اصل جوانمرد وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو روکے۔" (اس کو موطا کے باب الغضب میں امام مالکؒ نے روایت کیا ہے)۔

دقیقہ: راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کی دو وجہیں ہیں، اوّل وجہ یہ ہے کہ نفس کشی کرنا نہایت مشکل ہے کیونکہ نفس عجب طرح کا عدو ہے کہ آدمی کو ہلاک کر دیتا ہے لہٰذا اس سے کشتی کرنے والا یقیناً جوانمرد ہوگا اس شخص سے جو آدمیوں سے کشتی کرتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ کشتی کرنا ظاہری اعضا کا کام ہے اور غصے کو روکنا دل کا کام ہے اور باطن کی عمدگی ظاہر کی عمدگی سے بہتر ہے۔

ارشاد: ابوبکر وراق فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے بندوں سے چھ چیزیں طلب کی ہیں بندوں کو لازم ہے کہ ان کو بجا لاویں دو چیزیں دل سے متعلق ہیں ایک خدا کے حکم کی تعظیم، دوسرے خلق اللہ کی تکریم دو چیزیں زبان سے متعلق ہیں، ایک جناب باری کی توحید کا اقرار کرنا، دوسرے مخلوقات کے ساتھ نرمی کرنا اور خلق سے متعلق دو چیزیں ہیں ایک اوامر خداوندی پر صبر کرنا دوسرے حلم کرنا (اس کو تذکرۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک شخص نے حکمت کے موضوع پر تین سو ساٹھ کتابیں تصنیف کیں اور ان تصانیف کو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا وسیلہ گردانا، اس زمانے کے نبی کی طرف وحی آئی کہ اس شخص نے تمام زمین میں ان کتب حکمت کے سبب نفاق پھیلایا اور کوئی تصنیف

اس کے حق میں مفید نہیں ہوگی، جب اس شخص نے یہ خبر سنی دنیا ومافیہا کو چھوڑ کے سبھوں سے مُنہ موڑ کے ایک گوشے میں بیٹھ کر بہت عبادت کی اور اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کی، پھر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اب تک میں اس سے راضی نہیں ہوا، ہاں! اگر یہ شخص لوگوں سے موانست رکھے لوگوں سے معاملات جاری رکھے، اس کے علاوہ لوگوں کی تکالیف پر صبر کرے کسی سے بدلہ نہ لے اس وقت میں راضی ہوں گا اس شخص نے جب یہ خبر سُنی ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے کہلا بھیجا اب میں اس سے راضی ہوا (اس کو امام غزالیؒ نے کتاب العزلہ میں نقل کیا ہے)۔

۳۔ مخالفت کے سبب سے غیبت کرنا

جس شخص نے کسی طرح کی تکلیف دی ہو اس پر خفا ہونا اور اگر اس نے کسی طرح کی اذیت پہنچائی ہو تو اس سبب سے اس کی غیبت کرنا، لوگوں کے سامنے اس کے عیوب کھولنا، اس لئے کہ اس نے تکلیف دی ہے، لہٰذا اس کو بھی اذیت دیں گے۔

علاج: ایسے وقت میں اگرچہ آدمی کا دل طیش کرتا ہے نفس چاہتا ہے کہ اگر اس نے ہم کو ایک طرح کی تکلیف دی ہے تو ہم اسے سو طرح کی تکلیف دیں لیکن لازم ہے کہ اس کی اذیت کو معاف کرے اور اس کی غیبت نہ کرے اور سمجھے کہ اگر اس پر احسان کریں گے، تو قیامت کے روز ہم کو اس کی نیکیاں ملیں گی اور اگر ہم اس کی غیبت کریں گے تو اس کی بدیاں ہماری کتاب میں آئیں گی ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا   اگر مردی احسن الیٰ من اسا

"برائی کا بدلہ برائی سے دینا تو آسان ہے اگر تو جواں مرد ہے تو برائی کرنے والے سے نیکی کر"

فضیلتِ احسان

حکایت: حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں منجملہ نصائح کے یہ مضمون بھی لکھا تھا، اے ابن آدمؑ! جو تجھ پر ظلم کرے اس کے ساتھ عفو کر اور جو تیرے ساتھ بدی کرے اس کے ساتھ نیکی کر، تاکہ تو بہشت میں جائے اور میری رحمت پائے۔ (اس کو روضۃ الواعظین میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تکونوا امعۃً تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس

ان تحسنوا دان اساؤا فلا تظلموا ـــــــ "نہ ہو تم لوگ ساتھ ہو جانے والے اس طرح پر کہ کہنے لگو کہ اگر لوگ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر لوگ ہم کو تکلیف دیں گے تو ہم بھی تکلیف دیں گے، بلکہ تم لوگ اپنے نفوس اس طرح پر رکھو کہ اگر لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر لوگ ظلم کریں، کچھ تم کو اذیت دیں تو تم اس کا بدلہ نہ دو (اس کو ترمذی نے باب الاحسان والعفو میں روایت کیا ہے)۔

نصیحت: اہلِ زمانہ کی عجیب حالت ہے کہ اگر لوگ ان کو اذیت پہنچائیں تو بخشش کا نام نہیں لیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہم کو کسی طرح کی تکلیف دے گا تو ہم اس کے باپ کو اذیت دیں گے، اگر کوئی ہم کو گالی دے گا، ہم اس کی سو پشت کو گالی دیں گے، ہاں! اگر کوئی احسان کرے گا تو البتہ ہم بھی اس کے ساتھ احسان کریں گے اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ احسان کے بدلہ میں احسان کرنا کچھ کمال کی بات نہیں ہے۔ کمال یہ ہے کہ تکلیف کے بدلہ میں احسان کرے۔

ارشاد: حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: لیس الاحسان ان تحسن الیٰ من احسن الیك ذلك مكافاة انما الاحسان ان تحسن الیٰ من اساء الیك ـــــــ "احسان یہ نہیں ہے کہ تم اپنے محسن کو خیر پہنچاؤ یہ تو بدلہ ہے، احسان یہ ہے کہ تکلیف پہنچانے والے کے ساتھ آدمی احسان کرے۔"

(اس کو امام رازیؒ نے والعافین عن الناس کی تفسیر میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے، انھوں نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لوگوں کے ساتھ معاشرت کیا کروں یا یہ کہ اکیلے ہو کر عبادت کیا کروں، جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے الگ ہو کر مواقع کو چھوڑ کر عبادت کرنا کمال نہیں ہے، کمال یہ ہے کہ لوگوں سے مخالطت رکھو اور ان کی طرف سے پیش آمدہ تکلیف برداشت کر لیا کرو (اس کو نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس کے باب الحکم میں نقل کیا)۔

۴۴۔ خادموں پر احسان کرنا مع علاج | اس شخص پر خفا ہونا جو کہنا نہ سنتا ہو حکم بجا نہ لاتا ہو

اور اس کی غیبت کرنا جس طرح اہلِ زمانہ کا دستور ہے، لونڈی ہو یا غلام یا ماما ہو جب کوئی امر خلاف مرضی کرتے ہیں، مولیٰ ان سے خفا ہوتے ہیں اور لوگوں کے سامنے ان کی شکایتیں کرتے ہیں اور لونڈی اور غلام کو نہایت تکلیف دیتے ہیں، کبھی ان کو ایسا مارتے ہیں کہ خون بہا دیتے ہیں کبھی ان کی شکایت کرتے ہیں، ہر طرح سے ان کو ستاتے ہیں۔

اس کا علاج کئی طرح پر ہے، ایک یہ کہ آدمی کو لازم ہے کہ کسی کی مخالفت سے خفا نہ ہو، کسی کو اُف نہ کہے خواہ لونڈی ہو یا غلام یا ماما یا غیر ہو کسی کو نہ جھڑکے اور سمجھے کہ جس طرح ہم کو اس کی مخالفت سے اس قدر غصہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ کو بھی ہماری مخالفت سے کس قدر غصہ آتا ہے لہٰذا اگر ہم ان لوگوں کو تکلیف دیں گے، لوگوں کو ستائیں گے تو خالقِ جبّار ہم سے بہت خفا ہوگا، ہم پر نہایت سختی کرے گا۔

اثر: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: واللہ لقد خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبع سنین او تسع سنین ما علمت قال لشئ صنعت لم فعلت کذا و لا لشئ ترکت ھلا فعلت ـــــــ "میں نے سات برس یا نو برس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اگر کوئی کام مجھ سے ہوگیا جو نہ کرنا چاہیئے تھا تو کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خفا ہوکر نہ کہا کہ یہ کام کیوں تُو نے کیا اور کوئی کام اگر مجھ سے چھوٹ گیا جس کا کرنا ضروری تھا، تو کبھی آپ نے نہ فرمایا کہ یہ کام تُو نے کیوں نہ کیا۔" اس کو ابوداؤد نے کتاب الادب میں روایت کیا ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فاطعموھم مما تاکلون والبسوھم مما تلبسون ولا تکلفوھم ما یعنیھم فان کلفتموھم فاعینوھم ـــــــ "لونڈی اور غلام سب تمہارے بھائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر قادر کیا اور ان لوگوں کو تمہارے تابع بنایا پس جیسا تم لوگ کھاتے ہو ویسا ہی اُن لوگوں کو بھی کھلاؤ اور کپڑا بھی بہتر پہناؤ اور کسی کام میں ان کو سخت تکلیف نہ دو اگر کبھی ان کو کسی مشکل کا حکم کرو تو تم بھی ان کی مدد کرو (اس کو ابن ماجہ نے باب الاحسان الی الممالیک میں روایت کیا)

حکایت: ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو غلام ہیں اور میرے نافرمان ہیں اسی سبب سے میں ان کو

مارتا ہوں، گالی بھی دیتا ہوں، قیامت کے روز میرا کیا حال ہوگا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میدانِ حشر میں ذرا ذرا سا حساب ادنیٰ ادنیٰ پر عذاب ہوگا، اگر تیری مار اور گالی ان کے گناہ کے برابر ہوجائے گی تو تجھ کو کچھ جزا نہ ملے گی، کیونکہ تُو نے ان کی نافرمانی کے مطابق ان کو زدوکوب کیا اور نہ ان کو کچھ سزا ملے گی، کیونکہ ان کی نافرمانی کے بدلہ میں تُو نے ان کو تکلیف بھی دی اور اگر تیری مار اور گالی، ان کی نافرمانی سے کم ہوگی تو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے ان سے بدلہ لے گا اور ان کو سزا دے گا اور اگر تیری مار اور گالی ان کی نافرمانی سے زائد ہوگئی تو اللہ تعالیٰ تجھ سے حساب کرے گا، ان کی طرف سے تجھ سے اس ظلم کا قصاص لے گا، جب یہ کلام اس سائل نے سُنا تو بہت رویا اور بہت ڈرا کہ شاید میری مار اور گالی ان کی نافرمانی سے بڑھ جاوے، کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ان دونوں غلاموں کو آزاد کیا اور اپنا ذمہ پاک کیا۔ اس کو ترمذی نے ابواب الحساب میں روایت کیا ہے۔

دوسرا علاج: جب کسی غلام یا نوکر یا فرزند سے کوئی قصور ہوجائے سمجھے کہ یہ مقام کرم ہے، موضع رحم ہے کسی طرح سے اس کی شکایت نہ کرے بلکہ اس کے قصور کو معاف کرے، کیونکہ از خرداں عصیاں واز بزرگاں امتنان اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو نہایت دوست رکھتا ہے اور اجرِ جزیل عنایت کرتا ہے۔

حکایت: میمون بن مہران کی لونڈی ایک روز پیالہ میں شوربا لائی اتفاقاً وہ شوربہ میمون پر گر پڑا، میمون نے اس لونڈی کو مارنے کا ارادہ کیا، اس لونڈی نے کہا اے مولیٰ اللہ تعالیٰ غصہ کھا جانے والوں کی مدح کرتا ہے، اس کے موافق تم کو عمل لازم ہے میمون نے کہا: اچھے لوگوں کی تعریف والکاظمین الغیظ کے موافق میں نے غصہ پی لیا، پھر لونڈی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اچھے لوگوں کی تعریف یہ بھی فرماتا ہے کہ اچھے لوگ وہ ہوتے ہیں جو قصور کو معاف کرتے ہیں، میمون نے کہا میں نے تیرے قصور کو معاف کیا، پھر اس لونڈی نے کہا: اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے میمون نے کہا: میں تجھ پر احسان بھی کرتا ہوں اور تجھ کو آزاد کرتا ہوں (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب کظم الغیظ میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اہلِ زمانہ کا عجب حال ہے کہ ہرگز رحم کو دخل نہیں دیتے ہیں، اگر کسی کا غلام یا لونڈی نافرمانی کرے تو اس کو مارتے ہیں اس کو ذلیل کرتے ہیں، خصوصا یہ امر عورتوں میں بہت عام ہے کہ اگر لونڈی خلاف مرضی کوئی کام کرے تو اس پر بہت خفا ہوتی ہیں، اس کو گالیاں دیتی ہیں قحبہ حرام زادی کہہ سناتی ہیں اس کے پیچھے اس کو ذلیل کرتی ہیں، اس کی غیبت کرتی ہیں، اس کے تمام عمر کے عیب بیان کرتی ہیں کبھی کہتی ہیں اس لونڈی سے ہم کو کبھی فائدہ نہیں ہوا، کبھی کہتی ہیں اس لونڈی سے ہم کو ہمیشہ نقصان ہوا اور لونڈیوں کو از حد مارتی ہیں، یہاں تک خون بہتا ہے اور جو لوگ عورتوں سے بہت صحبت رکھتے ہیں اپنے اندر عورتوں کی خاصیت پیدا کرتے ہیں، لونڈیوں اور غلاموں کو گالیاں دیتے ہیں، اپنی بیویوں کی تابعداری کرتے ہیں، سعدی رح فرماتے ہیں ؎

زنے را کہ جہل ست و نا راستی بلائے سرِ خود نہ زن خواستی

اگر کوئی اپنی بیوی کی مرضی کے خلاف کرے اس سے بہت ناراض ہوتے ہیں، اسی واسطے عورت کی تابعداری نہایت منع ہے، چنانچہ اس کی تفصیل گذر چکی۔

دوسرا سبب تکبر اور غرور

۱۔ تکبر نسب اور اس کا علاج

اس کی بھی کئی صورتیں ہیں تکبر کرنا نسب میں اور اپنے نسب کو بہتر سمجھنا اور دوسروں کے نسب کے باب میں غیبت کرنا لوگوں کے نسب کی برائیاں بیان کرنا۔

اثر: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لا یحقر احدٌ احداً من المسلمین "کوئی مسلمان کسی مسلمان کو ذلیل نہ جانے"۔ اور ذلیل جاننا حرام ہے۔

(اس کو امام غزالی رح نے باب ذم الکبر میں نقل کیا ہے)

انسان کو لازم ہے کہ اس امر کو سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سبھوں کو حضرت آدم اور حضرت حوا علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام سے پیدا کیا، اگرچہ بیچ میں کسی کا باپ اچھا بنایا کسی کا دادا بد کیا پس اگر ہم نسب میں عمدہ ہوئے اور دوسرے خراب ہوئے تو اس سے ہم کو ان لوگوں پر فضیلت نہیں حاصل ہوتی ہے کیونکہ اگر باعتبار بنیاد کے دیکھو تو اصل ہم سبھوں کی ایک ہے

اور اگر باعتبار عاقبت کے دیکھو تو مدار اس کا تقویٰ پر ہے، جو شخص متقی ہوا گرچہ بدنسب ہو وہی صراطِ مستقیم پر جائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں قصور کرتا ہو اگرچہ اشراف زادہ ہو وہ آخرت میں پچھتائے گا، لہٰذا غیبت کرنا برے نسب والوں کی اور ان کی تحقیر کرنا محض حماقت ہے، سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

تکبر بود عادتِ جاہلاں تکبر نیاید ز صاحبدلاں!

"تکبر کرنا جاہلوں کا کام ہے، اہلِ دل تکبر نہیں کرتے۔"

حدیث: جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں گیارہویں ذی الحجہ کو مقام منیٰ میں خطبہ فرمایا تو منجملہ نصائح کے آپ نے فرمایا:

یا ایھا الناس ان ربکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقوی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ——— "اے لوگو! تم سب کا معبود خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اگر حقیقت میں دیکھو تو کسی کو کسی پر بزرگی نہیں ہے مگر باعتبار زہد کے نہیں لازم ہے کہ عربی نسب کے معاملے میں عجمی پر فخر کرے یا عجمی عربی پر فخر کرے یا سیاہ شخص فخر کرے سرخ رنگ والے پر یا سرخ رنگ والا فخر کرے سیاہ رنگ والے پر، ہاں مگر جس میں تقویٰ ہو وہ غیر پرہیزگار سے بہتر ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ——— "تم میں سے بزرگ تر وہ شخص ہے جو متقی ہو نہ کہ وہ جو شقی ہو۔"

(اس کو جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر درِمنثور میں طبرانی سے نقل کیا ہے)

کتے کی پیدائش کا واقعہ

اگر کوئی شخص پوچھے کہ وہ کون چیز ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے بغیر علاقہ حضرت حوا پیدا ہوئی تو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ شے کتا ہے، جب حضرت آدمؑ کا جسم اللہ تعالیٰ نے مٹی سے بنا کر تیار کیا تو فرشتوں کو اس کے دیکھنے کا حکم ہوا چنانچہ سب فرشتوں نے دیکھا، جب نوبت شیخ نجدی یعنی ابلیس کی آئی تو اس نے اسے حقیر سمجھ کر اس پر تھوک دیا اللہ تعالیٰ نے اس مقام سے جس پر شیطان نے تھوکا تھا ایک ٹکڑا جدا کر لیا اس سے کتے کو بنایا اور وہ مقام خالی رہا چنانچہ

ناف کے مقام میں خلا ہے گوشت نہیں ہے یہ وہی مقام ہے جہاں سے اللہ نے ایک ٹکڑا الگ کر کے کتے کو بنایا، اسی واسطے کتے کو آدمی سے بہت انسیت ہوتی ہے، لہذا کتا ایسی بُری چیز ہے کہ اس کی پیدائش حضرت آدم کے بدن سے بغیر علاقہ حضرت حوا کے ہوئی (اس کو نزہۃ المجالس اور منتخب النفائس میں نقل کیا ہے)۔

تکبر نسبی کے دفع کی نصیحت

اہل زمانہ کو نہ عاقبت کا پاس ہے نہ آخرت کا لحاظ ہے، تقویٰ کو طاق پر رکھ دیا، زہد کو ہاتھ سے پھینک دیا ہے ہر شخص اپنے نسب کو اچھا کہتا ہے دوسروں کی ذلت کرتا ہے، کوئی کہتا ہے میرا نسب بہت عمدہ ہے غوث اعظمؒ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کا سلسلہ ہے کوئی کہتا ہے میرا نسب سب سے بہتر ہے کوئی کہتا ہے میرا نسب بہت اچھا ہے کیونکہ میرے آباؤ اجداد میں ہر شخص عالم ہوا ہے کوئی کہتا ہے ہم لوگ اہل ہند ہیں حسب و نسب میں عقل و دانش میں نہایت بہتر ہیں اور اہل دکن نسب میں نہایت بد تر ہیں کیونکہ دکنی کے نسب کا اعتبار نہیں ان کے خصائل سے یہ چیز صاف عیاں ہوتی ہے اور نہیں سمجھتے ہیں کہ نسب و حسب آخرت میں کام نہ آئے گا جب کہ کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا، ہاں اگر تقویٰ ہمراہ ہوگا تو البتہ صورت نجات ہوگی، جب کہ ہر طرف جوش جہنم کی آواز آئے گی اللھم یا ارحم الراحمین یوم لا یرحم فیہ الا انت یا من ھو ارحم من کل راحم

۲۔ تکبر کرنا حُسن و جمال میں

تکبر کرنا حسن و جمال میں اور فضل و کمال میں اور دوسروں کی حقارت کرنا صورت و خلقت میں اعتقاد و ملت میں۔

پہلا علاج: اس بات کو سمجھے کہ سب صورتیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں کسی کی صورت اچھی بنائی کسی کی خلقت بری بنائی لہذا صورت کا برا ہونا محل طعن نہیں ہے اور خلقت کی بدی میں کچھ نقصان نہیں ہے، سعدی رح فرماتے ہیں ؎

تکبر ز دانا بود ناپسند　　　عزیب آید ایں معنی از ہوشمند

"عقلمند آدمی کی طرف سے تکبر کا فعل کچھ پسندیدہ نہیں ہے اور یہ چیز صاحب ہوش آدمی کے لئے مناسب نہیں ہے۔"

مدار فلاح دارین کا زہد وعبادت، احسان ومروت پر ہے، اس واسطے انسان کو لازم ہے کہ خدائے تعالیٰ کی کسی مخلوق کو برا نہ سمجھے اور کسی مخلوق خدا کو برا نہ کہے۔

حکایت: ایک مقام پر ایک کتا بدبودار پڑا ہوا تھا کہ حضرت نوح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادھر سے گذر ہوا، انھوں نے اس سے کراہت کی، ان کی طبیعت میں اس سے نفرت پیدا ہوئی، فی الفور اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا کہ اے نوحؑ! اس چیز کو ہم نے اس طرح بنایا اگر تم کو یہ کتا بدبودار معلوم ہوتا ہے تو تم اس سے عمدہ بنالو، حالانکہ تم اس کے مثل بنانے پر بھی قادر نہیں ہو لہٰذا کیوں اس کو برا سمجھتے ہو، جب یہ حکم نازل ہوا تو حضرت نوحؑ کا دل کانپا زار زار نوحہ کرنے لگے، اسی وقت ان کا نام نوح مقرر ہوا۔

(اس کو نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس کے باب الادب میں نقل کیا ہے)۔

دوسرا علاج: آدمی خیال کرے کہ کوئی شخص جمیع عیوب سے خالی نہیں حتیٰ کہ خود بھی تمام عیبوں سے مبرا نہیں ہے، لہٰذا جب تک اپنی ذات میں عیب موجود ہے دوسروں کا عیب بیان کرنا اور اپنے جمال پر یا حسن صورت پر فخر کرنا بے وقوفی ہے۔

حدیث: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں فرمایا طوبیٰ لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس ــــــ "بڑی خوشی اس شخص کے واسطے ہے جو ہر وقت اپنے عیب کو دیکھے اور غیروں کے عیب سے نظر پھیرے رکھے۔" (اس کو امام غزالی رح نے ابواب العلم میں نقل کیا ہے)۔

تیسرا علاج: یہ سمجھے کہ مدار بہتری کا صورت کی عمدگی پر نہیں ہے بلکہ تقویٰ پر ہے

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں المسلمون اخوۃ لافضل لاحد کم علیٰ احد الا بالتقویٰ ــــــ "باعتبار اصل کے سب مسلمان بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر برتری نہیں ہے کسی طرح مگر باعتبار بزرگی کے۔" (اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

لہٰذا کسی کی غیبت کرنا صورت کے بارے میں اور اپنی صورت کو اچھی جاننا، دوسروں کی صورتوں کو برا سمجھنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے، کیونکہ جو بھی صورت ہو اگرچہ مثل یوسفؑ ہی کیوں نہ ہو

بعد مرگ خاک میں ملے گی اور مٹی اس کو کھائے گی ؎

عزتِ شاہ و گدا زیر زمیں یکساں ست　　　می کند خاک برائے ہمہ کس جا خالی

"زمین کے نیچے شاہ و گدا کی عزت یکساں ہے مٹی ہر شخص کے لئے جگہ خالی کرتی ہے۔"

جب آدمی قبر میں جائے گا تو دنیا کا سارا کارخانہ دھرا رہ جائے گا ؎

باپ، بیٹا، بھائی، کام آتا نہیں　　　ساتھ بیکس کے کوئی جاتا نہیں

حکایت: ایک فقیہ ایک روز عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے، ان کی صورت کو دیکھا کہ بسبب کثرتِ عبادت کے نہایت مضمحل ہو گئی ہے، انھوں نے تعجب کیا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت آپ اس صورت پر کیوں تعجب کرتے ہیں، جب آدمی مرتا ہے تو اس کی صورت البتہ قابلِ تعجب ہوتی ہے، جب میں قبر میں جاؤں گا ہر طرح کی تکلیف اٹھاؤں گا اگر تم اس وقت میری صورت دیکھو گے وحشت کرو گے (اس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے باب زیارۃ القبور میں نقل کیا ہے)

حکایت: مہلب بن ابی سفر، قافلۂ حجاج کے سالار کا گذر مطرف بن عبداللہ کے سامنے ہوا، دیکھا کہ مہلب عمدہ لباس پہنے ہوئے تکبر کرتے ہوئے چلتے ہیں، مطرف نے کہا اے مہلب یہ چال تکبر کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسند نہیں، مہلب نے بطور غرور کہا اے مطرف! تم مجھ کو نصیحت کرتے ہو، کیا نہیں جانتے ہو کہ میں کون ہوں، میں سالارِ قافلہ ہوں مطرف نے کہا: ہاں میں تجھ کو خوب جانتا ہوں کہ پہلے تو نطفہ بے جان تھا اس وقت نہ یہ چال تھی نہ یہ تکبر کا گمان تھا اور آخر جب تو قبر میں جائے گا، تیرا بدن بدبودار ہو جائے گا، پھر یہ تکبر کچھ کام نہ آئے گا، نظامی ؎

چو کار کالبد گیرد تباہی　　　نہ درویشی بکار آید نہ شاہی

اور حالت زندگی میں غلیظ تیرے بدن میں بھرا ہوا ہے، باطن تیرا سڑا ہوا ہے، پس جب کہ تیرا مبتدا، منتہا، وسط تینوں خراب ہوئے تجھ کو تکبر زیبا نہیں ہے اور کپڑے کی عمدگی یا صورت کی خوبصورتی پر تکبر کرنا بہتر نہیں ہے، جب یہ قول مہلب نے سنا تو کبر کو چھوڑ دیا، اسی کی طرف مثنوی میں اشارہ ہے ؎

ھ خود بشناس و دربالا مپر — تا نیفتی در نشیب شور و شر

"اپنی حقیقت کو پہچان اور زیادہ بلند پرواز مت کر تاکہ شور و شر کے نشیب میں نہ پڑ جاوے"

اور محمود بن الوراق نے مطرف کی نصائح کو منظوم کر کے کہا ہے ؎

عجبت من معجب بصورته — وکان بالامس نطفة مذرة

"مجھے اس شخص پر تعجب ہوا جو اپنی صورت پر اترا رہا تھا اس لئے کہ ابھی کل تو وہ ناپاک نطفہ کی شکل میں تھا"

وفی غد بعد حسن ھیئته — یصیر فی اللحد جیفة قذرة

"اور آئندہ کل کو قبر میں وہ نجس مردار کی صورت میں ہوگا"

وھو علی تیھہ ونخوته — ما بین ثوبیه یحمل العذرة

"اور وہ اپنی نخوت و کبر کے باوجود اپنے کپڑوں میں گندگی بھرے ہوئے ہوگا"

(اس کو امام ابو اللیث رح نے باب الکبر میں نقل کیا ہے)

ارشاد: حسن بصری رح اوپر کے مضمون کے مطابق فرماتے ہیں۔

العجب من بنی اٰدم یغسل الخرء بیدہ کل یوم مرۃ او مرتین ثم یعارض جبار السمٰوٰت — "اس آدمی پر تعجب ہے جو تکبر کرتا ہے باوجودیکہ دن میں ایک دو مرتبہ اپنے ہاتھ سے پاخانہ دھوتا ہے" (اس کو امام غزالی رح نے باب ذم الکبر میں نقل کیا ہے)

۳۔ حرکات و سکنات اور عقل و تمیز میں تکبر کرنا یعنی اپنے افعال کو اچھا سمجھنا اور دوسرے کے افعال کی غیبت کرنا کہ فلاں شخص دیوانوں کی طرح چلتا ہے، مجنونوں کی طرح رہتا ہے، فلاں شخص سخت بے وقوف ہے، فلاں شخص از حد بد تمیز ہے۔

علاج: اس بات کو جاننا چاہیئے کہ عاقبت کا حال معلوم نہیں، شاید وہ شخص جس کو مجنون سمجھتے ہیں خدا کے نزدیک اچھا ہو اور سیدھا جنت میں جاوے کیونکہ مدار فلاح کا عبادت پر نہیں بلکہ عنایت باری پر ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو لوگ ظاہر میں دیوانے ہوتے ہیں حقیقت میں وہی جنت کے سردار ہوتے ہیں اور جو لوگ ظاہر میں بہت ممتاز ہوتے ہیں خدا کے علم میں بدترین خلائق ہوتے ہیں اگرچہ ظاہر میں یہ لوگ اچھے معلوم ہوتے ہیں اور وہ لوگ برے معلوم ہوتے

ہیں لہٰذا کسی کے افعال و اعمال میں غیبت کرنا اور اپنی عقل و تمیز پر فخر کرنا موجب حماقت ہے کیونکہ ظاہر کی برائی کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ دنیا کو زوال ہے اصل برائی عاقبت کی ہے اور وہ یقیناً معلوم نہیں کہ اس شخص میں موجود ہے یا نہیں کیونکہ اکثر معاملہ قضاء و قدر کا الٹ جاتا ہے ظاہرًا بدبخت شخص حقیقتاً نیک بخت ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے اور تجربے میں بھی آیا ہے کہ اولیاء اللہ ظاہر میں بُرے معلوم ہوتے ہیں اور خاصانِ خدا ظاہر میں بے وقار معلوم ہوتے ہیں، لیکن خدا کے نزدیک ان کی بڑی عزت ہوتی ہے، ان کی دعا قبول ہو جایا کرتی ہے۔

حکایت: ایک سال مدینہ منورہ رزقنا اللہ العود الیہا میں قحط ہوا لوگوں کو از حد غم ہوا ایک روز اہلِ مدینہ نماز استسقاء کے واسطے نکلے اور ابن المبارک بھی نکلے سب لوگ دعا مانگنے لگے آہ و زاری کرنے لگے کسی کی دعا قبول نہیں ہوتی تھی ایک سیاہ صورت حبشی آیا اور وہ فقط ایک لُنگی باندھے اور ایک چادر موندھے پر ڈالے ہوئے تھا اور وہ کہنے لگا الٰہی ہم گناہگار ہیں اور تُو نے پانی روک لیا ہے ہم لوگوں کی تادیب کے لئے یا اللہ اسی وقت پانی برسا اور پانی سے ہم کو نہ ترسا جب اس شخص نے یہ دعا کی فی الفور رحمتِ خدا نازل ہوئی اور آسمان بادلوں کی وجہ سے چھپ گیا اور پانی بھی خوب برس گیا، اس کو امام غزالی رح نے ابن المبارک سے باب آداب الدعا میں نقل کیا ہے اور ایسے زمانے میں جب ایسے شخص کو لوگ دیکھتے ہیں تو اس کی بدصورتی کے سبب اس کو دیوانہ سمجھتے ہیں اس سے بھاگتے ہیں کبھی اس کو ذلیل کرتے ہیں کبھی اس سے استہزا کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ شاید یہی شخص کاملین میں سے ہو جیسا کہ ابھی ذکر آیا۔

ارشاد: یونس سے فقیہ ابو اللیث نے باب الضحک میں نقل کیا ہے کہ میں نے حسن بصری کو ہمیشہ غمگین دیکھا، کبھی میں نے ان کو ہنستا نہ دیکھا اور کبھی ان کو خوش نہ دیکھا۔ فقط

اس زمانے والے اگر کسی شخص کو ایسا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے باتیں نہیں کرتا ہے تو اس کو دیوانہ سمجھتے ہیں اور متکبر جانتے ہیں، نعوذ باللہ منہ

حکایت: اویس قرنی رح جب وعظ سنتے تھے تو جنت کا ذکر آتا تو بہت خوش ہوتے اور اگر جہنم کا ذکر آتا تو بہت خوف کرتے اور چیخ چلا کر بھاگتے سننے کی تاب نہ لاتے، اس فعل پر لوگ ان کو

مجنون بناتے (اس کو احیاء العلوم کے باب احوال الخائفین میں نقل کیا ہے)۔

الحاصل مدار حسن انجام اور خیر مرام کا ظاہری حرکات وسکنات پر نہیں ہے بلکہ اس کا مدار نیت اور اعمال پر ہے لہذا کسی کی غیبت کرنا حرکات وسکنات میں یا اعمال میں مناسب نہیں ہے، واللہ اعلم

تیسرا سبب

کثرتِ عبادت پر تکبر اور اس کا علاج

یعنی اپنی نیکیوں پر فخر کرنا اور بسبب کثرتِ عبادت کے اپنے نفس کو ابرار و متقین میں سے جاننا اور جو لوگ عبادت نہیں کرتے ہیں یا کم عبادت کرتے ہیں ان کو اہلِ دوزخ سے سمجھنا اور ان کی اس باب میں غیبت کرنا کہ فلاں شخص عبادت نہیں کرتا ہے بہت برا کرتا ہے فلاں شخص بہت برا ہے اس لئے کہ اس میں انہ حد حسد ہے . . . . فلاں شخص بڑا فاجر ہے کیونکہ نہایت متکبر ہے فلاں شخص دوزخ کا سزاوار ہے کیونکہ وہ بڑا گنہگار رہے فلاں شخص اگرچہ حاکم ہے لیکن بڑا ظالم ہے اور سبب ان سب غیبتوں کا یہی ہوتا ہے کہ آدمی اپنی ذات کو عیوب سے مبرا سمجھتا ہے، دوسروں کے عیبوں کی طرف دیکھتا ہے اپنی کثرتِ عبادت کی وجہ سے اپنے آپ کو اہلِ جنت میں شمار کرتا ہے دوسروں کو ان کی عبادت کی کمی کی وجہ سے ذلیل سمجھتا ہے۔

پہلا علاج : عبادت کی زیادتی سے نفس کی پاکی اچھی طرح نہیں ہوتی اگرچہ ظاہر میں انسان کے اندر اچھائی آجاتی ہے لیکن باطن کی بہتری نمایاں نہیں ہوتی ہے شاید مقلب القلوب دل کو پھیر دے آخر میں عبادت سے منہ موڑ دے اور عبادت کی کمی سے اس شخص کی برائی یقینی نہیں ہے کیونکہ شاید وہی شخص نجات پائے سیدھا جنت میں جائے اس واسطے کہ بہت سے لوگ تمام عمر فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں اور وقت انتقال ہدایت ازلی جوش کرتی ہے تو وہ لوگ توبہ کرکے خدا کے سامنے پاک جاتے ہیں۔

مدار نجات حسن خاتمہ پر

حکایت : ایک مفسد شخص مرگیا کوئی شخص اس کی ایذا رسانی کی وجہ سے اس کے جنازہ کے واسطے نہیں آیا اس کی بیوی دو آدمیوں کو کرایہ دے کر اس کا جنازہ عیدگاہ میں لے گئی کسی شخص نے اس پر نماز نہ پڑھی تو وہ عورت تدفین کے واسطے جنگل میں لے گئی۔ اس مقام کے قریب ایک پہاڑ تھا جس پر ایک زاہد رہتا تھا وہ زاہد اس پہاڑ سے اترا اور مفسد کے جنازے پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا، یہ خبر شہر میں مشتہر

ہوئی ساری خلقت نماز کے واسطے جمع ہوئی جب نماز ہوچکی تو لوگوں نے زاہد کی اس حرکت پہ تعجب کا اظہار کیا کہ باوجودیکہ یہ شخص ایسا مفسد تھا مگر زاہد نے اس کے جنازے کی نماز ادا کی پس زاہد نے کہا کہ مجھ کو الہام ہوا کہ یہ جو جنازہ آرہا ہے اس کو ہم نے مغفور کیا ہے اس واسطے میں نے نماز ادا کی، یہ سن کر لوگوں کو مزید تعجب ہوا کہ یہ مفسد شخص کیوں کر بخشا گیا پس زاہد نے اس مفسد کی بیوی سے پوچھا کہ اس شخص کا کیا حال تھا، اس نے کہا یہ شخص ہمیشہ شراب پیتا تھا، ہر طرح کا گناہ کرتا تھا، لیکن تین باتیں اس میں خیر کی تھیں ایک[۱] یہ کہ صبح کو جب بے ہوشی ختم ہوجاتی غسل کرتا، وضو کر کے صبح کی نماز با جماعت پڑھتا، دوسرے[۲] یہ کہ ہمیشہ دو ایک یتیم کو اپنے گھر میں رکھتا اور ہمیشہ احسان کرتا تیسرے[۳] یہ کہ جب شراب کے نشے سے اس کو افاقہ ہوجاتا خدائے تعالیٰ سے ڈرتا اور کہتا یا باری تعالیٰ معلوم نہیں تو مجھ کو جہنم کے کونوں میں سے کس کونے میں ڈالے گا، جب عابد نے یہ سنا کہا کہ بخشش کی وجہ یہی تین چیزیں ہوئیں (اس کو امام غزالیؒ نے باب کلام المختصرین میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک صالح جوان مرد نے خواب میں ایک عابد کو دیکھا کہ وہ جہنم میں داخل ہوا اور ایک بادشاہ کو دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوا، اس جوان نے خواب میں لوگوں سے اس کا سبب پوچھا لوگوں نے کہا اگرچہ عابد نہایت عبادت کرتا تھا لیکن ایک عیب رکھتا تھا اور وہ یہ کہ بادشاہوں سے بہت ملاقات کرتا تھا کچھ دنیا کی طرف بھی مائل تھا اس واسطے وہ جہنم میں گیا اور بادشاہ اگرچہ ظالم تھا لیکن اس کا عقیدہ بہت اچھا تھا، درویشوں سے نہایت خلوص رکھتا تھا، یہ امر اس کا اللہ تعالیٰ کو پسند آیا ہے اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مغفور کیا (اس کو سعدیؒ نے گلستان میں نقل کیا ہے)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مدار نجات کا عبادات ظاہریہ پر نہیں ہے کیونکہ کبھی حال برعکس ہوجاتا ہے معاملہ بدل جاتا ہے اگر کوئی شخص ہمیشہ ہاتھ میں تسبیح رکھتا ہے کپڑا پیوند لگا ہوا پہنتا ہے تو اس کا جنتی ہونا معلوم نہیں ہاں اگر تمام اعمالِ بد سے بچتا ہے ہر صغیرہ سے حتی الوسع پرہیز کرتا ہے تو اس کو البتہ جنت کا استحقاق ہوتا ہے ؎

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع　　　خود را ز عملہائے نکوہیدہ بری دار

تیری گدڑی اور تسبیح وغیرہ کس کام کے ہیں تو برے کاموں سے اپنے آپ کو الگ رکھ"
اسی طرح جو شخص ہمیشہ گناہ کیا کرتا ہے اس کا بد ہونا یقینی نہیں کیونکہ شاید خدائے تعالیٰ اس کی کسی ادنیٰ عبادت کو پسند کر لے اور اس کے گناہوں سے درگزر کرے پس اپنی عبادت کے سبب اپنی ذات کو بہتر سمجھنا اور دوسروں کو بد سمجھ کر ان کی غیبت کرنا از حد برا ہے۔

دوسرا علاج: اگر کوئی شخص عبادت کرتا ہے تو اس کو لازم ہے کہ اپنی عبادت پر فخر نہ کرے اور خوش نہ ہووے اور دوسروں کو جہنمی سمجھ کر غیبت نہ کرے ان کو رسوا نہ کرے اور سمجھے کہ ہر شخص گناہ سے خالی نہیں کیونکہ کوئی معصوم نہیں لہذا جب وہ خود بھی کبھی کبھی گناہ کر لیتا ہے تو دوسروں کو کیوں ملامت کرتا ہے اور دوسروں کو کیوں بد سمجھتا ہے۔

حکایت: عمر بن ذرؒ کا ایک ہمسایہ جو کہ فاسق تھا مر گیا، اکثر لوگوں نے اس کو ذلیل سمجھا اور اس کے گناہوں کی کثرت کے سبب اس کی نمازِ جنازہ سے کنارہ کیا لیکن ابن ذر نے نماز ادا کی اور تجہیز و تکفین بھی کی، جب تدفین سے فارغ ہوئے تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہنے لگے اے شخص! میں جانتا ہوں کہ تو نے تمام عمر اسلام میں گذاری اور تو نے نماز بھی ادا کی بس یہی نیکی کافی ہے اگرچہ لوگ تجھ کو کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا گناہگار تھا لیکن میں کہتا ہوں کہ کون شخص گناہگار نہیں ہے (اس کو احیاء العلوم کے باب کلام المستغفرین میں نقل کیا ہے)۔

۴۔ ہمنشینوں کی موافقت کرنا

جب آدمی دیکھتا ہے کہ دو چار دوست ہم عمر ہم مجلس بیٹھے ہوئے ذکرِ دنیا کر رہے ہیں لوگوں کی غیبتیں کر کر کے طبیعت کو خوش کر رہے ہیں تو اس کی بھی طبیعت چاہتی ہے کہ ہم بھی اس مجلس میں جا دیں اور دو چار قصے کہہ سنا دیں، جو آدمی محض تابع شیطان ہوتا ہے محض اس کے خیال کرنے سے شیطان اس کو مجلس میں لے جاتا ہے اس سے غیبتیں کراتا ہے اور جو آدمی ذرا مذہبی اعتبار سے ناقص ہوتا ہے شیطان اس کے نفس سے لڑائی کرتا ہے اس طرح کہ جب شیطان اس کو وسوسہ دلاتا ہے تو فرشتہ کہہ سناتا ہے کہ لوگوں سے کنارہ کشی کر کے گوشہ میں رہنا بہتر ہے شیطان اس کے کان میں پھونکتا ہے کہ اپنی جان پر کیوں اس طرح کی تکلیف لیتا ہے، تیرے ہم نشینوں میں کوئی ایسا نہیں کرتا ہے، فرشتہ اس کا جواب سکھاتا ہے کہ لوگوں کی صحبت اور ہم نشینوں کی مجالس میں

جانے سے سراسر ضرر ہے ہر طرح سے آخرت میں شر ہے اگر تو ایک ساعت اپنے نفس کو روکے گا تو اپنی ذات کو جہنم میں نہ جھونکے گا، غیبت کی مجلس میں نہ جائے گا تو البتہ آخرت میں نہایت مزہ پائیگا اور اگر تو اس گھڑی نفس کی متابعت کرے گا، دوستوں کی موافقت کرے گا تو قیامت میں نہایت سزا پائے گا پس اگر وہ مرد ہوشیار ہے، عابد کردگار ہے، فرشتے کے قول کو شیطان کے قول پر ترجیح دیتا ہے، مجلسِ غیبت میں نہیں جاتا ہے اور اگر وہ شخص گناہوں میں مبتلا رہتا ہے شیطان کی اطاعت کرتا ہے، اس کا نفس شیطان کی بات کو مانتا ہے اچھی بات کو برا جانتا ہے کیونکہ شیطان مثل کتے کے ہے، اگر کسی مقام پر کھانا وغیرہ نہ ہو اور کتا آوے تو ایک مرتبہ بھگانے سے بھاگ جاتا ہے اور اگر کہیں کتے کے سامنے روٹی رکھی ہو تو وہاں سے کتا ایک مرتبہ بھگانے سے دفع نہیں ہوتا ہے بلکہ روٹی کی طرف دیکھتا ہے البتہ جب چند مرتبہ بھگایا جائے تب جاتا ہے اسی طرح جو نفس گناہوں سے پاک ہوتا ہے فرشتہ کے ایک دو جواب سے شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے اور اگر نفس گناہ گار ہے تو شیطان غالب آجاتا ہے، انسان کو نہایت ستاتا ہے اور اگر بھاگتا ہے تو نہایت کوشش کی حاجت ہوتی ہے اور سخت محنت ہوتی ہے۔

علاج: جب آدمی دیکھے کہ ہم نشین مجلس گرم کر رہے ہیں لوگوں کی غیبتیں کر رہے ہیں اور دل میں آوے کہ ہم بھی اس مجلس میں چلیں اور اپنا دل بہلا دیں تو اس وقت آدمی کو یہ سمجھنا لازم ہے کہ دوستوں کی موافقت سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ آخرت میں ضرر ہے، نظامی ؎

زن و فرزند و مال و دولت و زر ہمہ ہستند یا تو طالب گور!
دو تند ایں ہم رہاں غم تاک با تو نیاید ہیچ کس در خاک با تو!

"بیوی اور بیٹا اور مال و دولت سب کے سب تم سے قبر کے طالب ہیں تیرے ساتھ ساتھ غمگین ہو کر تو جائیں گے مگر کوئی قبر کے اندر ہمراہ نہ جائے گا۔"

اگر دل میں یہ خیال آئے کہ علیحدہ رہنے کی صورت میں ہم عبادت میں مشغول رہیں گے تو کوئی دوست ہم کو متکبر کہے گا، کوئی ہم کو دیوانہ سمجھے گا، کوئی شخص ہم کو احمق بتائے گا کوئی ہم کو بے عقل کہہ ستائیگا لہذا بہتر ہے کہ ہم بھی شریک محفل ہوں تاکہ ان باتوں سے بچیں، اس کو یوں دفع کرے کہ یہ لذت ایک ساعت کی ہے ؎ تفرّج کناں در ہوا و ہوس ٭ گذشتند بر خاک بسیار کس!

"بہت سے لوگ ہوا و ہوس میں بسر کرنے والے قبر کی راہ سے گذر رہے ہیں۔"

اس کے بدلے قیامت میں مدت دراز کی تکلیف ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم ایک ساعت اپنے نفس کو روکیں تاکہ محشر میں ثواب پاویں کیونکہ ایک گھڑی کی لذت لے کر مدت دراز کی محنت اٹھانا سخت بیوقوفی ہے سعدی رح فرماتے ہیں ؎

بناز و طرب نفس پرورده گیر ! بایام دشمن قوی کرده گیر

یکے بچۂ گرگ می پرورید چو پرورده شد خواجہ برہم درید

"نفس کی پرورش ناز و طرب میں کرنے والے دن بدن اپنے دشمن کو قوی بناتے ہیں کسی نے ایک بھیڑیے کے بچے کی پرورش کی ،جب وہ بڑا ہوا تو اس نے اپنے مالک ہی کو پھاڑ ڈالا"

دیکھو اگر طبیب بیمار سے کہتا ہے کہ اگر تم تین روز تک کھانا نہ کھاؤ گے تو اس بیماری سے صحت پاؤ گے ، ورنہ سخت بیمار ہو گے پھر پچھتاؤ گے تو محض اس قول کی بنا پر وہ مریض تین دن کی تکلیف پسند کرتا ہے تاکہ اس بیماری سے جلد صحت ہو جائے اور بیماری زیادہ نہ ہو جائے باوجودیکہ اس طبیب کے قول کا سچ ہونا اور اس کے کہنے کے موافق واقع ہو جانا یقینی نہیں ہے شاید ایسا ہو کہ باوجود کھانا چھوڑنے کے وہ مریض صحت نہ پائے تو جب دنیاوی طبیب کا یہ حال ہے تو ہم گنہگاروں کو طبیب صادق و کرم فرمائے بیکساں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا کیونکر نہ اعتبار ہو جب کہ وہ خود فرما گئے ہیں کہ جو شخص لوگوں کے عیبوں سے زبان کو روکے گا ، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیبوں کو بھی پوشیدہ کر دے گا ، مجمع عام میں اس کو ذلیل نہ کریگا لہٰذا ایک گھڑی دوستوں کی موافقت کرنا اور اس کے معاوضہ میں تکلیف آخرت مول لینا عقلمندوں کی شان نہیں ہے اسی واسطے انبیاءؑ اور صلحاءؒ ہم نشینوں کی بات نہیں مانتے تھے۔

حکایت : حضرت یحییٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آٹھ برس کے ہوئے تو بیت المقدس میں تشریف لائے ، وہاں کے عابدوں کو دیکھا کہ نہایت عبادت کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض لوگ نفس کشی کے واسطے اپنے آپ کو رسیوں سے باندھتے ہیں یہ حال دیکھ کر ان کو بھی جوش ہوا اور اپنے وطن کو روانہ ہوئے راہ میں ان کے ہم نشین چند لڑکے لہو و لعب میں مشغول تھے ان کو بھی انھوں نے بلایا یحییٰؑ نے کمال فطانت سے کنارہ کر کے کہا کہ اے لڑکو ! مجھ کو خدا تعالیٰ نے عبادت کے واسطے

پیدا کیا نہ کہ لہو ولعب کے واسطے بعدہ حضرت یحییٰ اپنے والدین سے اجازت طلب کرکے بیت المقدس میں مقیم ہوئے (اس کو امام غزالی رحہ نے باب احوال الانبیاء الی لقین میں نقل کیا ہے)۔

نسأل الله العظیم ان یجعل قلوبنا مشتغلین بہ لا بغیرہ ۔ آمین

۵۔ موافقت علماء سوء اور اس کا علاج

جو علماء غیبت میں مصروف رہتے ہیں ان کی موافقت کرنا کیونکہ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ علماء لوگوں کی غیبتیں کرنے میں باک نہیں کرتے ہیں، بے خوف ہوکر شکایتیں کرتے ہیں تو خود بھی محفل غیبت میں شریک ہوتے ہیں، اگر ان سے کوئی کہتا ہے کہ غیبت نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ فلاں عالم فلاں بزرگ ایسے لوگوں کے ذکر سے خوف نہیں کرتے ہیں تو ہم کیوں خوف کریں کیونکہ اگر یہ امر منع ہوتا تو علماء اس کو کیوں کرتے۔

پہلا علاج: جو لوگ غیبت کرتے ہیں شکایت سے توبہ نہیں کرتے ہیں سمجھنا چاہیئے کہ فی الواقع وہ عالم نہیں ہیں، کتابوں کے پڑھنے سے علم نہیں آتا ہے ہاں جب علم کے موافق عمل ہو تو البتہ آدمی بزرگ ہوتا ہے، چنانچہ سعدی فرماتے ہیں ؎

علم چنداں کہ بیشتر خوانی چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانش مند چارپائے بروکتابے چند

"علم چاہے جتنا بھی حاصل کرلو اگر تمھارے اندر عمل نہیں ہے تو تم بے وقوف ہو اگر کسی چوپائے پر چند کتابیں لاد دی جائیں تو وہ محقق یا دانش مند نہیں ہو جائے گا۔"

علم کے موافق عمل نہ کرنے کی برائی

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: من عمل بما یعلم فھو من اعلم الناس ومن ترک العمل بما یعلم فھو الجاھل ـــــ "جو شخص علم کے موافق عمل کرے سمجھو کہ بڑا عالم ہے اور جو علم کے موافق عمل نہ کرے سمجھو کہ وہ جاہل ہے۔" (اس کو فقیہ ابو اللیث نے باب العمل بالعلم میں نقل کیا ہے)۔

انسان کو لازم ہے کہ جب کسی عالم کو غیبت کرتے ہوئے دیکھے تو خود اس کو جاہل سمجھے اور اس کی تابعداری نہ کرے کیونکہ ایسا عالم مومنین کو تکلیف دینے والا مثل بے شہد کی مکھی کے ہے بلکہ اس کو سعدیؒ کا یہ شعر سنادے اور اس قول کے ساتھ اس کو نصیحت کردے۔ ع

بارے جو عسل نحی وبی نیش مزن "اگر تو شہد نہیں دیتا تو ڈنک بھی مت مار"

دوسرا علاج: جو عالم علم کے موافق عمل نہ کرتا ہو مثلاً ہمیشہ لوگوں کی غیبتیں کیا کرتا ہو وہ مغضوب الٰہی ہے، قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معتوب ہوگا اور اس پر نہایت زجر ہوگا، چنانچہ احادیث اور آیات میں اقوال اور آثار میں عالم بے عمل کی کیسی کیسی مذمتیں وارد ہوئی ہیں۔

اثر: حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں: ویل لمن لایعلم مرۃ وویل لمن یعلم و لایعمل سبع مرات ـــــ "اس شخص پر ایک مرتبہ لعنت ہے جس کے پاس علم نہیں اور جو شخص عالم ہوتے ہوئے عمل نہیں کرتا اس پر سات مرتبہ لعنت ہے (اس کو امام غزالی رح نے باب آفات العلم میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: کسی شخص نے حسن بصریؒ سے ایک مسئلہ کے بارے میں کہا کہ اس زمانے کے فقہاء ایسا فتوےٰ دیتے ہیں، حسن بصریؒ خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ اس زمانے میں کوئی فقیہ نہیں کیونکہ اصل فقیہ وہ شخص ہے جو دنیا سے کنارہ کشی کرلے، آخرت کی خواہش کرے ہمیشہ رب کی عبادت کرے اور اس زمانے میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے (اس کو ابواللیث نے باب العمل بالعلم میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اشد الناس عذابا یوم القیمۃ عالم لم ینفعہ علمہ ـــــ "قیامت کے روز اس شخص کو سخت عذاب ہوگا جس کو علم سے فائدہ نہیں ہوا اور اس نے اپنے علم کے موافق عمل نہیں کیا" (اس کو بیہقیؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے اور عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمۃ عن احوال الامۃ میں روایت کیا ہے)۔

اصلاح: حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مثل الذی یتعلم العلم ولا یعمل بہ کمثل امراۃ زنت فی السر فحملت فظھر حملھا فافتضحت ـــــ "اس عالم کی مثال جو اپنے علم کے موافق عمل نہ کرتا ہو اس عورت کی سی ہے جو پوشیدہ زنا کرے اور جب حاملہ ہو جائے تو لوگوں پر اس کا عیب آشکارا ہو جائے تو اس عورت کو کس طرح کی ندامت ہوتی ہے جب کہ لوگوں کے سامنے اس کی فضیحت ہوتی ہے" اسی طرح وہ عالم بے عمل ہے

ظاہر میں لوگوں کے نزدیک بڑا متقی ہوتا ہے باطن میں وہ عالم نہیں ہوتا، قیامت کے روز وہ عالم نہایت نادم و شرمندہ ہوگا (اس کو احیاء العلوم کے باب آفات العلم میں نقل کیا ہے)

حدیث: حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مثل العالم الذی یعلم الناس وینسی نفسہ مثل الفتیلۃ تضیئ علی الناس وتحرق نفسہ

"عالم بے عمل کی مثال جو لوگوں کو نصیحت کرتا ہو اور خود اپنے نفس کو بھولتا ہو اس مشعل کی مانند ہے کہ لوگوں کو اس کے سبب سے روشنی پہنچتی ہے اور خود وہ جلتی ہے اور فنا ہوتی ہے" (اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور الترغیب والترہیب میں منذری نے نقل کیا ہے)۔

ارشاد: سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: عالم ناپرہیزگار کور مشعل بردارست

"بے پرہیز عالم اس اندھے کی طرح ہے جس کے ہاتھ میں مشعل ہو" ؎

بے فائدہ ہر کہ عمر در باخت　　چیزے نخرید و زر بینداخت

"جس شخص نے بے فائدہ اپنی عمر گنوائی گویا کہ روپیہ پھینک دیا اور کوئی چیز نہ خریدی"

اس طرح کی برائیاں عالم بے عمل کی شان میں آئی ہیں، لہٰذا انسان کو لازم ہے کہ جب عالم کو کسی گناہ مثلاً غیبت میں مبتلا دیکھے تو اس کی متابعت نہ کرے ورنہ ایسی ہی سزا پائے گا، نہایت پچھتائے گا۔

تیسرا علاج: جب کسی عالم کو بے عمل دیکھے تو اس کے افعال کی طرف خیال نہ کرے بلکہ اس کے نصائح اور اقوال کو دیکھے کیونکہ جب کوئی شخص اس عالم سے پوچھے گا کہ غیبت درست ہے یا نہیں؛ تو وہ یقیناً یہی جواب دے گا کہ غیبت حرام قطعی ہے اسی واسطے مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال ——

"جب کوئی شخص تجھ کو نصیحت کرے تو تُو نصیحت کرنے والے کے افعال کو نہ دیکھ بلکہ اس کے اقوال کو دیکھ اور اس کے مطابق عمل کر"

علمائے بے عمل کو نصیحت | اس زمانے کے بعض علماء کا یہ حال ہے کہ اپنے کو عالم کہتے ہیں اور حقیقت میں ظالم ہوتے ہیں ؎

کار شیطاں می کند نامش ولی　　گر ولی اینست لعنت بر ولی

"نام اس کا ولی ہے اور کام شیطان کا ہے، اگر ولی اس کو کہتے ہیں تو ایسے ولی پر لعنت ہے"
اپنے اوقات کو غیبت وشکایت میں صرف کرتے ہیں، لوگوں سے حسد رکھتے ہیں ظاہر میں لوگوں کو پند ونصیحت کرتے ہیں باطن میں صفائی کے واسطے مشقت نہیں کرتے ہیں بلکہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ علماء میں ان کا شمار ہے اور عبادت سے کسل کرتے ہیں جمعہ کا خطبہ پڑھنے کو شاق جانتے ہیں، نماز میں دنیا کی طرف التفات کرتے ہیں انبیاء اور صلحاء جن علماء سوء سے ڈراتے ہیں وہ یہی ہیں کہ خدا سے خوف نہیں کھاتے ہیں، بیباک ہو کر کبائر کرتے ہیں اور سلاطین دنیا سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ ان کے سامنے خوف سے پیشاب کرتے ہیں اگر کسی سلطان کا فرمان آئے تو اس کو نہایت ادب سے پڑھتے ہیں، اس میں اپنی عزت سمجھتے ہیں اور خدا کے کلام کو بے حقیقت سمجھتے ہیں تلاوت قرآن کے وقت کچھ ادب نہیں کرتے ہیں، گویا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام کا مرتبہ سلطان کے رتبے سے کم سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ توریت میں فرماتے ہیں : یاعبدی اما تستحی منی یاتیک کتاب من بعض اخوانك وانت فی الطریق تمشی فتعدل عن الطریق وتقعد لاجله وتقرأ وتتدبره حرفا حرفا حتی لا یفوتك شیٔ منه وهذا کتابی انظر کم فصلت لك من القول وکم کورت علیك لتتامل طوله وعرضه ثم انت متعرض عنه افکنت اهون علیك من بعض اخوانك یاعبدی یقعد الیك بعض اخوانك فتقبل علیه بکل وجهك وتصغی الیه بکل قلبك فان تکلم متکلم او شغلك شاغل عن حدیثه اومات الیه ان کف وهاانا مقبل علیك ومحدث لك وانت معرض بقلبك عنی افجعلتنی اهون من بعض اخوانك ـــــ "اے میرے بندے کیا تجھ کو مجھ سے حیا نہیں آتی ہے کہ جب تیرے دوست کے یہاں سے خط آوے اور تو راہ میں چلتا ہو تو راہ سے الگ ہو کر بیٹھتا ہے اور خود اس خط کو پڑھتا ہے تاکہ کوئی مضمون فوت نہ ہو جائے اور کوئی مطلب رہ نہ جائے اور یہ توریت میری کتاب ہے، دیکھ میں نے اس میں کیا لطف کیا ہے اور تو اس کو زبان سے پڑھتا ہے اور دل میں خیال نہیں کرتا ہے کیا میں تیرے دوست سے ذلیل ہو گیا، اے میرے بندے اگر کوئی دوست تجھ سے کلام کرے تو کس طرح تو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی اثنائے کلام میں بولے تو اس کو چپ کراتا ہے اور میں تجھ سے اس کتاب میں خطاب کرتا ہوں لیکن تو التفات نہیں کرتا کیا میں تیرے دوست

سے بھی کم تر ہو گیا ہوں۔
(اس کو امام غزالیؒ نے باب ذم تلاوت الغافلین میں نقل کیا ہے) اور علماء کے بے عمل ہونے کی وجہ سے ان کی نصیحت میں اثر نہیں ہے اگرچہ یہ وعظ بہت بیان کرتے ہیں لیکن کسی پر ان کے بیان سے اثر نہیں ہوتا ہے کیونکہ جو عالم خائف ہوتا ہے اور ہر گناہ سے بچتا ہے اسی کی نصیحت میں تاثیر ہوتی ہے۔

ارشاد: مالک بن دینارؒ کہتے ہیں: اذا لم یعمل العالم بعلمہٖ ذلت موعظتہ عن القلوب ——— "جب عالم علم کے مطابق عمل نہ کرے اس کی نصیحت لوگوں کے دلوں میں نہیں جمتی ہے" (اس کو امام غزالیؒ نے باب آفات العلم میں نقل کیا ہے) لہذا لوگوں کو لازم ہے کہ جب ایسے عالموں کو وعظ کہتے ہوئے دیکھیں تو ان سے کہہ دیں کہ پہلے تم اپنے نفس کو بتاؤ پھر دوسروں کو سکھاؤ نہ یہ کہ خود ہر طرح کے گناہ مثل غیبت وغیرہ کرو اور دوسروں کو نصیحت کرو چنانچہ اسی مضمون کی طرف خواجہ حافظؒ نے اشارہ کیا ہے ؎

واعظاں کاں جلوہ در محراب و منبر می کنند ——— چوں بخلوت می روند آں کارِ دیگر می کنند

"وہ واعظ جو کہ محراب و منبر پر جلوہ افروز ہوتے ہیں جب خلوت میں جاتے ہیں تو دوسرے ہی کام کرتے ہیں"

ارشاد: یحییٰ بن معاذ رازیؒ سے تذکرۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے کہ تین شخصوں سے صحبت نہ کیا کرے، ایک جاہل صوفی، دوسرے ریا کرنے والے قاری، تیسرے عالم غافل اور اس زمانے کے عوام کا یہ حال ہے کہ مسجد میں تذکرۂ دنیا کرنے سے یا لوگوں کے عیوب پر ہنسنے سے جب کوئی منع کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ دیکھو عالم اس امر کے مرتکب ہیں ہم کیوں نہ کریں اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ قول سخت بے عقلی کا ہے کیونکہ اگر کوئی شخص قصداً جہنم کو جاتا ہو تو کوئی عاقل اس کے ساتھ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور ہم کو ابرار میں داخل کرے۔

۶۔ حسد اور اس کا علاج

کیونکہ جب انسان کسی شخص سے حسد رکھتا ہے تو ہمہ وقت اس کی غیبت و شکایت میں اوقات بسر کرتا ہے۔

اگر دل میں کسی سے حسد پیدا ہو تو لازم ہے کہ حسد کو دل سے نکالے اور زبان کو روکے اپنے

اوقات کو برباد نہ کرے اور سمجھے کہ حسد ایک گناہ کبیرہ ہے اس سے دل کو پاک رکھنا چاہیئے۔

گوشِ دل سے سُن کلام اولیا کہہ گئے عطار اے مرد خدا
از حسد اوّل تو دل را پاک دار خویشتن را بعد ازاں مومن شمار

اگر دل صاف نہ ہوسکے تو حتی الوسع زبان کو روکے تاکہ زبان کے گناہ سے بچے کیونکہ اگر ایک گناہ کسی شخص سے ہو تو اس سے بہتر ہے کہ دو گناہ کرے۔

۷۔ خدا کے فضل وکرم پر اعتماد کرنا کیونکہ اگر کوئی منع کرتا ہے تو یہ غیبت کرنے والے کہتے ہیں کہ خدا غفور ورحیم ہے ہمارے گناہوں سے درگذر کرے گا، ہم پر احسان کرے گا۔

پہلا علاج: سمجھنا چاہیئے کہ اگرچہ خدا غفور ورحیم ہے لیکن اس کی صفتِ قہاریت بھی ہے کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ ہم پر احسان ہی کرے گا، اگر ہم کو ادنی گناہ کی وجہ سے پکڑے تو شاید ہمارا کوئی حامی نہ ہو اور پھر غیبت تو گناہِ کبیرہ ہے، کیا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کسی طرح کا عذاب نہ کرے اس وقت اپنا کیا حال ہوگا اسی واسطے انبیاؑ کس قدر خوف کھاتے تھے، لغزشوں پر کس قدر روتے تھے، جب انبیاؑ کا یہ حال تھا باوجودیکہ جہنم سے ان کو اطمینان تھا تو ہم لوگوں کا کیا حال ہو جبکہ از سرتاپا گناہوں سے پُر ہیں، ایک دن حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لغزش کو یاد کیا اور ان پر وحشت غالب ہوئی، آہ وزاری کرتے ہوئے جنگلوں اور پہاڑوں میں چلے گئے۔ (اس کو امام غزالیؒ نے باب الانبیاء الخائفین میں نقل کیا ہے)۔

دوسرا علاج: یہ سمجھے کہ خدائے تعالیٰ اپنی ذات میں غفار ہے لیکن غیبت چونکہ حق عبد ہے بندہ اس میں مختار ہے، بندہ قیامت میں استغاثہ کرے گا تو یقیناً اس کو باری تعالیٰ اپنے انصاف سے خوشش کردے گا۔

۸۔ سبب بغض اور اس کا علاج اس لئے کہ جب آدمی کو کسی سے بغض ہوتا ہے تو ہر طرح اس کی شکایتیں کرتا ہے ہر وقت اس کی غیبت کرتا ہے۔

علاج: انسان کو لازم ہے کہ جب کسی سے کوئی تکلیف پائے تو اس کے ساتھ بغض نہ رکھے اور اس کی شکایت نہ کرے اگرچہ شیطان ایسے مقامات میں نہایت وسوسہ دلاتا ہے ہر طرح کی خرابیاں پیدا

کرتا ہے۔

ھدایت: اس زمانے والے لوگوں سے بلا فائدہ بغض رکھتے ہیں اور ان کی شکایتیں کرتے ہیں اگرچہ ملاقات کے وقت نہایت نرمی سے پیش آتے ہیں ظاہر میں لوگوں سے محبت کرتے ہیں باطن میں دشمنی کرتے ہیں، لوگوں کے سامنے قسم کھاتے ہیں کہ ہم تمہارے دوست ہیں اور باطن میں مانند بچھو کے ڈنگ مارتے ہیں ایسے لوگ دوستی کے قابل نہیں بلکہ خدا کے ملعون ہیں ؎

لاخیر فی ود امرأ متملق　　　حلو اللسان وقلبہ یتلھب ؛
یلقاک یحلف انہ بک واثق　　　واذا تواری عنک فھو العقرب

"چاپلوس آدمی کی دوستی میں کوئی خیر نہیں اس کی زبان تو میٹھی ہے مگر قلب میں آگ بھڑک رہی ہے جب تم سے ملے گا تو کہے گا کہ میں تمہارا معتقد ہوں اور پیٹھ پیچھے بچھو ثابت ہوگا۔"

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا تعلم الناس العلم وترکوا العمل تحابوا بالالسن وتباغضوا بالقلوب وتقاطعوا فی الارحام لعنھم اللہ تعالیٰ فاصمھم واعمیٰ ابصارھم ——— "جب لوگ علم سیکھیں اور عمل نہ کریں تو ان اعمال کے سبب اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرتا ہے اور ان کو اپنی رحمت سے دور کرتا ہے پھر ان کو اندھا اور بہرا کر دیتا ہے اسی سبب سے ان کے دل نصیحت کو قبول نہیں کرتے ہیں (اس کو امام غزالیؒ نے باب آفات المناظرہ میں ابواب العلم سے نقل کیا ہے)۔

خباثتِ بغض

ھدایت: اس زمانے میں جو لوگ بغض رکھنے والے ہیں ان کے سامنے راقم الحروف کی چند تقریریں ہوئی ہیں اور وہ لوگ مسلمانوں سے خصوصًا اپنے اہلِ قرابت سے نہایت بغض رکھتے تھے یہاں تک کہ اگر وہ شخص بیمار ہو تو اس کی عیادت کے واسطے نہیں جاتے تھے، لہٰذا راقم الحروف ان تقریروں کو درج کتاب کرتا ہے اگرچہ یہ مقام بغض کے بیان کا نہیں ہے لیکن چونکہ بغض غیبت کا سبب ہے اس سبب سے بغض کے ذکر کرنے اور تقریروں کے لکھنے میں فائدہ ہوگا۔

بعض بغض رکھنے والوں سے میں نے کہا حضرت آپ فلاں سے بغض کیوں رکھتے ہیں اور ان سے کیوں کلام چھوڑتے ہیں اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کے واسطے نہیں جاتے ہیں انھوں نے

جواب دیا کہ اس شخص نے ہم کو ازحد تکلیف دی ہے، ہماری طبیعت اس سے نہایت ناراض ہے ہمارا دل اس سے خوش نہیں ہے، میں نے کہا کہ آپ نفس کے تابع ہیں یا نفس کے متبوع، آپ پر لازم ہے کہ لوگوں کی تکلیف میں ان کا خیال کریں اور ان سے بغض نہ رکھیں۔

حکایت: ایک زاہد نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا حضور میں لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کروں یا کیا کروں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ معاشرت رکھو اور ان کی تکالیف برداشت کرو (اس کو صفوری نے نزہۃ المجالس و منتخب النفائس کے باب الحلم میں نقل کیا ہے)۔

جب وہ تقریر سے ساکت ہوئے کہنے لگے کہ تم ہمارے دشمن کی طرف داری کرتے ہو اور بعض کینہ پروروں سے جب میں نے یہی بات کہی تو کہنے لگے کہ ہم کو مطلقاً بغض نہیں ہے، میں نے کہا پھر کیوں ترکِ ملاقات کرتے ہو، کہنے لگے تاکہ پھر فساد نہ ہو، میں نے کہا کہ عیادت سنت ہے اس کو چھوڑنا کیا درست ہے تو ساکت ہوئے۔

نواں سبب

استہزاء کرنا لوگوں کے ساتھ استہزاء کرنا اور ان کی غیبت بغیت استہزاء کرنا۔

علاج: اس امر کو سمجھنا لازم ہے کہ دنیا میں جو شخص استہزاء کرتا ہے آخرت میں وہ ہنسا جاتا ہے، اگر لوگوں کو ہنسانے کے واسطے کسی شخص کے ساتھ استہزاء کیا تو روزِ محشر میں مجمع عام کے سامنے وہ شخص اس پر استہزاء کرے گا۔

دسواں سبب

بدگمانی رکھنا کیونکہ جب کسی سے بدگمانی رکھتا ہے تو اس کے عیوب بیان کرتا ہے اور ہر طرح کی شکایت کرتا ہے۔

علاج: سمجھنا چاہیئے کہ مسلمان سے بدگمانی رکھنا اور اس کی غیبت کرنا منع ہے کیونکہ بدگمانی اگر بغیر کسی کے کہنے کے ہے تو ایسی بدگمانی لائق حماقت ہے کیونکہ واقع کا حال معلوم نہیں، شاید جس بات کا ہم گمان کرتے ہیں اس مسلمان میں نہ ہو۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الظن یخطی و یصیب ——

"گمان کبھی سچا ہوتا ہے اور کبھی غلط ہوتا ہے" لہٰذا فقط گمان پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے اس کو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے اور سیوطی رح نے تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے اور اگر کسی شخص نے اس مسلمان کا کچھ عیب بیان کیا جس کی وجہ سے بدگمانی ہوئی تو سمجھنا چاہیئے کہ بیان کرنے والے کی سچائی کہاں سے معلوم ہوئی کیونکہ اس پر وحی نہیں آئی، شاید وہ بھی جھوٹ کہتا ہو اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ جس نے اس مسلمان کی صفت کو نقل کیا اس نے غیبت کی اور غیبت کرنے والا فاسق ہوتا ہے اور فاسق کے قول کا اعتبار نہیں ہے اور اگر خود کسی کو کسی کام میں مبتلا دیکھا مثلاً کسی کو دیکھا کہ وہ زنا کرتا ہے تو اس سبب سے بدگمانی ہوئی کہ وہ شخص زانی ہے تو اس کا دفع یوں کرنا چاہیئے کہ شاید اس نے ایک مرتبہ توبہ کر لی ہو اور ایک مرتبہ اس پر شیطان غالب ہو گیا پھر وہ ابلیس پر غالب ہو گیا ہو اور اگر کسی مسلمان سے کوئی ایسا کلمہ صادر ہوا ہو کہ اس سبب سے بدگمانی ہوئی تو اس کا دفعیہ یہ ہے کہ شاید اس مسلمان کے اس قول سے کوئی اور بات مراد ہو کیونکہ جب تک کلام کا ایک مطلب صحیح بھی نکلتا ہو اس سے محض غلط بات ہی نکالنا غلط ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تظنن بکلمۃ خرجت من اخیک سوء، وانت تجد لھا فی الخیر محملاً ــــــــ "جو بات تیرے بھائی کی زبان سے نکلے جب تک اس کا مطلب خیر نکل سکتا ہے مطلب باطل پر اس کو محمول نہ کرنا چاہیئے۔

(اس کو درمنثور میں احمد بن حنبل رح کی روایت سے نقل کیا ہے)۔

گیارھواں سبب

سلاطین دنیا کے نزدیک اپنی عزت بڑھانا | دوسروں کی غیبت کر کے شاہ کو اس سے ناراض کرنا تاکہ دربار گرم ہو اور وہ مسرور پر سلطان گرم ہو۔

علاج: اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ اگر ایک مسلمان کی ذلت کسی امیر یا سلطان کے سامنے ہوئی اور اپنی عزت ہوئی تو کچھ فائدہ نہیں ہوا، کیونکہ یہ عزت دنیا کی ہے اور دنیا امر زائل ہے جو دنیا کا آرام ہے اگرچہ وہ بہت دن تک رہے مگر ایک روز فنا ہو جائے گا پھر جب حساب باری کے یہاں حساب کی شدت ہوگی، چنانچہ اسی مضمون کی طرف امیر نے اشارہ کیا ہے ؎

کل عیش و ان تطاول دھرًا صائر امرہ الیٰ ان یزولا
ان یوم الحساب یوم عظیم شاب فیہ الولید یوم ثقیلا[1]

اس کو علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراہیم العزیزی نے شرح کتاب سیوطی میں نقل کیا ہے کہ جس کا نام جامع الصغیر فی حدیث البشیر النذیر ہے اور ان دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے ؎

فریدوں یا سکندر یا کہ دارا نہ تھا جز موت کے کچھ ان کو چارا
نہ اُن کے ملک کام آیا نہ دولت رہی سب دل کی ان کے دل میں حسرت

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر ویشھد انی رسول اللہ فلیسعہ بیتہ ولیبک علی خطیئتہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرًا لیغنم او یسکت عن شر فلیسلم ——— "جو شخص ایمان لایا ہے اللہ پر اور اُس کے رسول پر اس کو چاہیے کہ لوگوں سے کنارہ کشی کر کے خلوت میں عبادت کیا کرے اور اپنے گناہوں پر رویا کرے اور جو شخص مومن ہے اور یوم قیامت کو حق سمجھتا ہے اس کو چاہیئے کہ ہمیشہ نیک بات کہا کرے تاکہ فائدہ مند ہو اور اپنی زبان کو بدی سے روکا کرے تاکہ عذاب سے نجات پائے (اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من اکل برجل مسلم اکلۃً فان اللہ یطعمہ مثلھا من جھنم ومن کسی ثوبا برجل مسلم فان اللہ یکسوہ مثلہ من جھنم ——— "جو شخص بسبب غیبت کسی مسلمان کا کوئی لقمہ کھا دے یا کوئی کپڑا پہنے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کا کھانا کھلاویں گے اور ویسا ہی آگ کا پہناویں گے۔" (اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔

نصیحت: اس زمانے کے لوگوں کا عجیب حال ہے کہ جو لوگ مقرب سلاطین ہوتے ہیں دوسروں کو برا کہا کرتے ہیں اگر کبھی کوئی امیر کسی کی تعریف کرے یا اس کا حال پوچھے دو ایک عیب اس کے بیان کر دیتے ہیں تاکہ امیر اس کی طرف التفات نہ کرے اور نہیں سمجھتے کہ یہ امیر جناب باری کا غلام ہے لہذا ایسا کام کرنا کہ اس سے غلام خوش ہو اور مولیٰ ناراض ہو بے عقلی ہے۔

[1] "ہر عیش اگرچہ طویل مدت تک رہے انجام کے اعتبار سے زوال پذیر ہے بیشک حساب کا دن بڑا عظیم دن ہے اور اس بھاری دن میں بچہ جوان ہو جائے گا۔"

بارھواں سبب

مسلمان کو ذلیل کرنے کی نیت مسلمان کی ذلت کی نیت رکھنا تاکہ وہ اپنے ہم نشینوں میں ذلیل ہو جائے لوگوں کے نزدیک اس کی توقیر کم ہو جائے دوستوں میں بدنام ہو جائے۔

علاج: یہ سمجھے کہ دنیا کی ذلت آخرت کی عزت ہے اور دنیا کی عزت آخرت کی ذلت ہے اگر دنیا میں وہ شخص ذلیل ہوا ہے تو محشر میں معزز ہوگا اور غیبت کرنے والا خراب ہوگا جب اس کی نیکیاں اس شخص کی کتاب میں جائیں گی اور اس کی بدیاں اس کے صحیفے میں آئیں گی۔

ارشاد: امام غزالی رح فرماتے ہیں: ما اشد فرحك اليوم بتمضمضك باعراض الناس وتناولك اموالهم وما اشد حسراتك فى ذالك اليوم اذا وقف ربك على بساط العدل وشوفهت بخطاب السياسة وانت مفلس فقير عاجز مهين لا تقدر ان ترد حقا اوتظهر عذرا فعند ذلك توخذ حسناتك التى تعبت فيها عمرك وتنقل الى خصمائك عوضا عن حقوقهم ——— "دنیا میں تو لوگوں کی عزت ریزی اور ذلت دہی سے خوش ہوتا ہے روزِ محشر میں کیسی تیری ذلت ہوگی کس طرح تیری خرابی ہوگی کس طرح تجھ کو ندامت ہوگی، جب جناب باری بساطِ عدل پھیلائیں گے اور تجھ سے دو بدو خطاب کریں گے اور تو اس وقت مفلس، فقیر و ذلیل وحقیر ہوگا، نہ کوئی ہمدم نہ رفیق ہوگا البتہ اس وقت تیرے خیال میں آئے گا ؎

نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم حدیثِ دل بکہ گویم عجب غمے دارم

"نہ تو میرا کوئی مونس ہے نہ رفیق و ہمدم، عجب طرح کی پریشانی ہے حدیثِ دل کس کو سناؤں"

پس اس وقت تیری نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور حق والوں کی برائیاں تیرے حصے میں آویں گی۔

تیرھواں سبب

اپنی صفائی چاہنا اس عیب سے جو کسی نے منسوب کیا ہے مثلاً اگر کسی نے ہم کو کسی عیب کے ساتھ یاد کیا تو اب ہم کو یہ لگن ہے کہ اس عیب سے بری ہو جائیں تو اس عیب کو اس شخص کی طرف اگر اس میں ہو منسوب کردیں اور لوگوں کے سامنے اس شخص کو معیوب کریں تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ شخص عیوب سے مبرا ہے۔

علاج: سمجھنا چاہیئے کہ اگر ایک شخص نے ہماری طرف خلاف واقع عیب منسوب کیا ہے تو یہ بہتان ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو سزا دے گا اور یوم قیامت میں اس کی جزا دے گا اور اگر اس نے سچ سچ نقل کیا ہے تو اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے بلکہ چاہیئے کہ اس عیب کو اپنی ذات سے نکال ڈالیں تاکہ لوگ معیوب نہ سمجھیں۔

چودھواں سبب

نفس کی خوشی اور لوگوں کو ہنسانے کے واسطے اور عورتوں کی دل لگی کے واسطے غیبت کرنا

کیونکہ جب ہمنشینوں کی مجلس گرم ہوتی ہے تو طبیعت ہنسنے کو چاہتی ہے دنیا کے قصے نکلتے ہیں لوگوں کے عیوب بیان کرکے لوگ ہنستے ہیں کہ دیکھو فلاں شخص عجب دیوانہ ہے عجب مستانہ ہے، فلاں شخص واہی ہے، فلاں شخص پاجی ہے فلاں شخص بدصورت ہے فلاں شخص خراب سیرت ہے اسی طرح ہر ہر شخص کے عیوب بیان کرکے لوگ ہنستے ہیں رحمت خدا کو مجلس سے معدوم کرتے ہیں اور ایسے میں طبیعت خواہ مخواہ چاہتی ہے عبادت سے گھبراتی ہے اور اگر کسی نے طبیعت پر جبر کیا اور اس مجلس میں نہ گیا تو اہل مجلس اس پر طعن کرتے ہیں کہ فلاں شخص عبادت میں بہت مشغول ہے سیدھا جنت میں جائے گا، اسی طرح کے کلمات کہہ کہہ کر قہقہہ مارتے ہیں۔

سمجھنا چاہیے کہ لوگوں کی خوشی ان امور میں جن میں اپنا ضرر ہوتا ہو حماقت ہے مثلاً اگر لوگ کسی کے کنوئیں میں گرنے سے خوش ہوتے ہوں تو وہ شخص کبھی کنوئیں میں نہیں گرتا ہے خوشی کے واسطے یہ حرکت نہیں کرتا ہے، اسی طرح اگر دھوپ سخت ہو، آفتاب تیز ہو اور لوگ اس گرمی میں کھڑے ہوں اور ایک شخص کے واسطے ایک سایہ دار مقام ملتا ہو تو وہ شخص اپنی راحت کو پسند کرتا ہے یا لوگوں کی موافقت کو تو یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ غیبت کرنے میں سراسر اپنا ضرر ہے اور لوگوں کی موافقت میں ہر طرح کا نقصان ہے لہٰذا ایسی متابعت اور ایسی خوشی اور ہنسی سے باز رہنا چاہیئے۔

پندرھواں سبب

دوسروں کو معیوب کرکے اپنے نفس سے عیب کو دفع کرنا

اس طرح کہ جب سمجھے کہ فلاں شخص ہماری غیبت کرے گا

سلطان کے سامنے ہماری شکایت کرنے گا تو پہلے اس شخص کا عیب بیان کر دے کہ وہ مجھ سے دشمنی بہت رکھتا ہے، بہت جھوٹ بولتا ہے تاکہ سلطان اس شخص کی غیبت نہ مانے اور اس شخص کو بُرا نہ جانے۔

علاج: اس امر کو سمجھنا لازم ہے کہ اس کے عیب بیان کرنے سے ہم کو کچھ ضرر نہیں پہنچا، نہ دین میں نہ دنیا میں لہٰذا اس کی غیبت کی کیا ضرورت ہے کیونکہ جب وہ ہماری غیبت کرے گا تو اپنا ہی نامۂ اعمال سیاہ کرے گا ہم کو اپنی نیکیاں عنایت کرے گا اور اگر دنیا میں خدا ہمارا ناصر و مددگار ہے تو بیڑا پار ہے، جس طرح وہ ہمارے عیوب کھولے گا اور ہماری غیبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو بھی آشکارا کر دے گا، لوگوں کے سامنے اس کو ذلیل کرا دے گا اس واسطے کہ جب آدمی کسی کے عیب کو ظاہر کرتا ہے خدا بھی اس کے عیوب کو کھولتا ہے۔

تنبیہ: غیبت کے اسباب اگرچہ بہت ہیں لیکن اس زمانے میں جو اسباب پائے جاتے ہیں وہ اس مقام میں لکھے گئے اور باقی چونکہ زیادہ مفید نہ تھے اس لئے چھوڑ دیئے گئے اور عین العلم اور احیاء العلوم وغیرہ میں تھوڑے اسباب بیان ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں میں نے بہت اسباب جمع کئے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

آٹھویں قسم

غیبت کا کفارہ

انسان کو لازم ہے کہ زبان کو روکے اور حتی الوسع غیبت سے بچے تاکہ ایسا نہ ہو کہ غیبت صادر ہو جائے اور دنیا و آخرت کی خرابی لازم آئے لیکن اگر شیطان غالب ہوا کسی سے کوئی گناہ صادر ہوا اگر وہ فقط اللہ کا حق ہے جیسے نماز وغیرہ چھوڑنا تو اس کا علاج یہ ہے کہ جناب باری کی خدمت میں توبہ کرے ۔ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

محتسب اے گنہ کردہ خفتہ خیز　　بعذر گناہ آب چشمی بریز

"اے گناہ کرنے والے مت سو، بیدار ہو اور گناہ کی معذرت میں اشک ریزی کر"

لیکن توبہ کے لئے ضروری ہے کہ دل میں گناہ سے ندامت ہو، زبان سے استغفار ہو اور ارادہ اس بات کا ہو کہ پھر کبھی ایسا گناہ نہ ہوگا، جب بندہ ان شرائط کے ساتھ توبہ کرے گا تو خدا عنایت کریگا

رباعی : باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ　　گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست　　صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

"تو کوئی بھی ہو کافر ہو یا آتش پرست یا بت پرست ہو پلٹ آ، ہماری بارگاہ ناامیدی کی بارگاہ نہیں ہے سو بار بھی اگر تو توبہ توڑ چکا ہے تو بھی کوئی پروا نہیں اب بھی واپس آجا"

اور اگر اس گناہ میں بندے کا حق ہے تو فقط توبہ سے اس کا دفعیہ نہیں ہو سکتا کیونکہ قیامت میں وہ شخص پکڑ سکتا ہے بلکہ اس میں ضروری ہے کہ جس بندے کا حق اپنے اوپر ہوا ہے اس سے بھی معاف کرائے اور چونکہ غیبت بھی بندہ کا حق ہے اور اس کا رفع بھی محض توبہ سے ممکن نہیں ہے بلکہ جس شخص کی غیبت کی ہے اس کی خوشنودی بھی ضروری ہے لہذا جاننا چاہیئے کہ غیبت میں دو حقوق ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غیبت نہ کرو اور رسول علیہ السلام بھی کہتے ہیں کہ آدمی کا گوشت نہ کھاؤ اور غیبت کرنے والا اللہ اور رسول علیہ السلام کی مخالفت کرتا ہے اور شیطان کی تابعداری کرتا ہے اس کا کفارہ یہ ہے

کہ غیبت کی سزا یاد کرے اور آنکھ سے آنسو بہائے اور زبان سے استغفار کرے ؎

کنونت کہ چشم ست اشکے ببار زباں در دہانست عذری بیار

"اب جب کہ تمھارے پاس آنکھ ہے تو آنسو بہاؤ اور منہ میں زبان ہے تو عذر معذرت پیش کرو"
اور دل سے ندامت کرے اور اس امر کا ارادہ کرے کہ پھر کبھی غیبت نہ کروں گا اگرچہ جلایا جاؤں جب بندہ اس طرح کی دعا کرتا ہے تو خدا کا دریائے رحمت جوش کرتا ہے ؎

برق مضطر کی طرح ہوں بے قرار دیدۂ گریاں ہے دامِ اشکبار
دیکھئے کیا حال ہو لے کردگار حرفِ توبہ ہے زباں پر بار بار

اثر : حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ من ذکر خطیئۃ فوجل منہا قلبہ محیت عنہ فی ام الکتاب ـــــ "جو شخص گناہ کو یاد کر کے دل میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرے گناہ اس کے نامہ اعمال سے مٹ جاتا ہے۔ (اس کو امام غزالیؒ نے ابواب التوبہ میں نقل کیا ہے ؎

بیا اے دیدہ تا یک دم بگریم تنم چوں خوش دل و خرم بہ گریم
دمے برجان پُر حسرت بنالم زمانے بر دلِ پُر غم بہ گریم

"اے آنکھ تھوڑی دیر اپنے خوش دل و خرم جسم پر رو لوں حسرت بھری جان پر نالہ و زاری کر لوں اور تھوڑی دیر اپنے غم زدہ دل کی یاد میں آنسو بہا لوں"

دوسرا حق بندے کا جس کی غیبت کی ہے اور اس حق کا کفارہ مختلف فیہ ہے کئی فرقے اور گروہ اس باب میں مختلف ہو گئے ہیں۔

ایک فرقہ اس طرف گیا ہے کہ غیبت کا گناہ فقط توبہ سے معاف ہو جاتا ہے جس کی غیبت کی ہے اس سے معاف کرانے کی ضرورت نہیں۔

ارشاد : حسن بصریؒ فرماتے ہیں: یکفیہ الاستغفار دون الاستحلال ـــــ "غیبت کرنے والے کو فقط توبہ کرنا کافی ہے استحلال کی یعنی جس کی غیبت کی ہے اس سے معاف کرانے کی حاجت نہیں ہے" (اس کو امام غزالی رحمہ نے باب کفارۃ الغیبۃ میں نقل کیا ہے اور اسی مذہب پر بعض احادیث اور آثار بھی دلالت کرتے ہیں۔

ارشاد : عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: اذا اغتاب رجل رجلاً فلا یخبرہ بہ ولکن

لیستغفر اللہ ـــــــ "جب کوئی کسی شخص کی غیبت کرے تو اس کو اپنے غیبت کرنے کی خبر نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے" (اس کو سیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے)

دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ توبہ کے علاوہ غیبت میں ضروری ہے کہ جس شخص کی غیبت کی اس کی تعریف کردے اور جناب باری میں اس کے واسطے مغفرت چاہے اور دعائے خیر کرے جب غیبت کرنیوالا ان سب امور کو کرے گا تو غیبت کے گناہ سے نکل جائے گا چنانچہ بعض احادیث اور آثار سے بھی یہی مطلب معلوم ہوتا ہے۔

ارشاد: مجاہدؒ فرماتے ہیں: کفارۃ اکلک لحم اخیک ان تثنی علیہ بخیر وتدعو لہ "بھائی کے گوشت کھانے اور غیبت کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ تو اس کی تعریف کردے اور اس کے واسطے دعائے خیر کردے" (اس کو امام غزالی رحؒ نے باب کفارۃ الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کفارۃ الغیبۃ ان تستغفر لمن اغتبتہ ـــــــ "غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو ہر اس شخص کے واسطے طلبِ مغفرت کرے جس کی تو نے غیبت کی ہے" (اس کو درمنثور میں بیہقی سے نقل کیا ہے)۔

تیسرا فرقہ کہتا ہے کہ غیبت کے محو ہونے کے واسطے علاوہ توبہ کے اس شخص سے معاف کرانا بھی ضروری ہے جس کی غیبت کی ہے خواہ اس شخص کو غیبت کی خبر پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو۔

چوتھا فرقہ کہتا ہے کہ اگر اس شخص کو غیبت کی خبر پہنچی ہو تو ضروری ہے کہ اس سے معاف کرالے ورنہ فقط استغفار پر اکتفا کافی ہے۔

تحقیق: راقم الحروف کہتا ہے کوئی مذہب عمدہ نہیں ہے بلکہ اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ جس کی غیبت کی ہے یا وہ زندہ ہے اور نزدیک ہے یا مر گیا ہے یا دور ہے اول صورت میں اس کو غیبت کی خبر پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے ہماری غیبت کی ہے یا نہیں پہنچی ہے، اگر اس کو خبر پہنچی ہے تو یا تو اس کو تفصیل معلوم ہے کہ فلاں نے ہماری غیبت فلاں فلاں عیوب میں کی ہے یا تفصیل معلوم نہیں ہے اور ہر صورت کا حکم علحدہ علحدہ ہے پس اگر اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے خبر غیبت کی بالتفصیل معلوم ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ اس سے قصور معاف کرائے اگر اس سے ملاقات ہو سکتی ہو اس طرح پر کہ صدقِ دل سے اس کے پاس جائے اور اس سے کہے یا حضرت ہم نے فلاں فلاں اُمور میں

آپ کی غیبت کی ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اب ہم اس سے نادم ہوئے امیدوار ہیں کہ آپ ہمارے قصور کو معاف کیجئے آیندہ ہم کبھی آپ کی غیبت نہ کریں گے اور کسی سے آپ کی شکایت نہ کریں گے لیکن اس معاف کرانے میں شرط یہ ہے کہ صدق دل سے ہو کیونکہ اگر ظاہر میں اس سے معاف کرالیا اور دل میں نادم نہیں ہوا تو کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ ایسے شخص کا شمار منافقین میں ہوگا اور اگر اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے خبر غیبت کی بالاجمال معلوم ہے اور تفصیل غیبت سے واقف نہیں ہے تو اس سے تفصیل غیبت کہ ہم نے تمہارے فلاں فلاں عیوب بیان کئے ہیں بیان نہ کرے تاکہ اس شخص کی طبیعت ملول نہ ہو جائے بلکہ فقط اس سے اس قدر کہے کہ ہم نے آپ کی غیبت کی، آپ اس سے درگذر کیجئے اور قصور معاف کیجئے اور اگر اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے خبر غیبت کی معلوم ہوئی ہو لیکن وہ شخص مر گیا ہے یا کسی دور شہر میں گیا ہو کہ اس سے ملاقات ہونا اور معاف کرانا ممکن نہیں تو لازم ہے کہ اس شخص کے واسطے استغفار کرے اور لوگوں کے سامنے اس کی تعریف کرے کہ شاید اللہ تعالیٰ اسی تعریف کے بدلے ہم کو نہ پکڑے اور وہ شخص ہم سے نہ جھگڑے اور اسی صورت کے واسطے مجاہدؒ نے کہا ہے کہ گوشت کھانے کا کفارہ دعائے خیر ہے چنانچہ قول ان کا احیاء العلوم سے منقول ہو چکا اور یہی مطلب ہے حدیث کا جو در منثور سے منقول ہوئی اور اگر اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے خبر غیبت کی نہ پہنچی تو فقط استغفار جناب باری کے حضور میں کافی ہے اور ارادہ اس بات کا رکھنا کہ پھر کبھی ہم اس کی غیبت نہ کریں گے کافی ہے کیونکہ اس شخص کو غیبت کی خبر کرنا موجب عداوت ہوگا اور بغض پیدا ہوگا اور یہی مطلب ہے عبداللہؒ بن مبارک کے قول کا جو در منثور میں مرقوم ہوا اور اسی واسطے ابن سیرینؒ نے جب ایک شخص کی غیبت کی اور اس کے بدن کی سیاہی کا عیب بیان کیا کہ وہ شخص کالا ہے تو فقط توبہ پر کفایت کی چنانچہ یہ حکایت بھی سابقاً عین العلم کی شرح ملا علی قاریؒ سے نقل ہو چکی ہے۔

الحاصل غیبت کے محو ہونے کے واسطے دو امر ضروری ہیں ایک خدا سے توبہ کرنا چنانچہ سلیمانؒ جمل حاشیۂ جلالین میں فرماتے ہیں کہ اس امر میں کسی کا خلاف نہیں ہے دوسرا امر مغتاب سے یعنی جس کی غیبت کی ہے قصور معاف کرانا اگر ممکن ہو کیونکہ اگر غیبت کرنے والا اس شخص سے قصور معاف نہ کرائے گا تو یقیناً وہ شخص روز محشر میں دامن گیر ہوگا کیونکہ اس روز ادنی ادنی ظلم پر لوگ

جھگڑیں گے اور خدائے تعالیٰ کے سامنے فریاد کریں گے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یقتص للخلق بعضھم من بعض حتی للجلجاء من القرنی وحتی للذرة من الذرة ـــــــ "قیامت کے روز ایک مخلوق سے دوسری مخلوق کے واسطے بدلہ لیا جائے گا، یہاں تک کہ جس سینگ والی بکری نے دنیا میں بے سینگ کی بکری کو مارا ہوگا اللہ تعالیٰ روزِ محشر میں بے سینگ کی بکری کو سینگ عطا کرے گا، اور اس کو مارنے کا حکم دے گا۔

ہوئے گا آپس میں ندوں کا قصاص　　اس میں انساں کو نہیں ہے اختصاص
گر کوئی حیوان حیواں پر ستم　　کر گیا دنیا میں اس پر بس ہے غم

بلکہ ایک ذرے کا دوسرے ذرے سے حساب ہوگا تو انسان کو کون پوچھتا ہے اس کو احمدؒ نے روایت کیا ہے اور منذریؒ نے ترغیب وترہیب میں نقل کیا ہے)

حکایت: حضرت عائشہ رضؓ نے ایک عورت کو کہا کہ وہ زبان دراز ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضؓ! تم نے اس کی غیبت کی تم کو لازم ہے کہ اس سے قصور معاف کراؤ (اس کو امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الغیبة اشد من الزنا ـــــــ "غیبت کا گناہ زنا کے گناہ سے زائد ہے" صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس سبب سے؟ آپ نے جواب دیا: ان الرجل لیزنی فیتوب فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبة لا یغفر لہ حتی یغفرھا لہ صاحبہ ـــــــ "کوئی آدمی جب زنا کرکے خدا کے حضور میں توبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کا ذمہ پاک نہیں ہوتا جب تک کہ صاحبِ غیبت معاف نہ کرے (روایت کیا اس کو ابن مردویہؒ نے اور درمنثور میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من کانت لہ مظلمة لاخیہ من عرضہ او شیٔ فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درھم ان کان لہ عمل صالح اخذ من مظلمتہ وان لم تکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ ـــــــ "جس شخص نے کسی پر کسی طرح کا ظلم کیا ہو خواہ عزت ریزی کی ہو یا مال میں چوری کی ہو چاہیئے کہ اس کو

معاف کرالے قبل اس کے کہ قیامت کا دن آئے اس لئے کہ اگر اس شخص کی نیکیاں ہوں گی تو وہ اوروں کو ملیں گی جب وہ لوگ فریاد کریں گے اور اگر اس کے پاس نہ ہوں گی تو لوگوں کی بدیاں اس کو ملیں گی اور اس دن کسی کے پاس نہ دراہم ہوں گے نہ دنانیر ہوں گے سب لوگ مفلس و محتاج ہوں گے۔
(اس کو بخاری رح نے ابواب القصاص میں روایت کیا ہے)۔ سعدی رح فرماتے ہیں ؎

بعذر آوری خواہش امروز کن ۔۔۔ کہ فردا نماند مجالِ سخن

"عذر آوری کی خواہش آج ہی کرلے اس لئے کہ کل تو بات کرنے کی بھی گنجائش نہ ملے گی"

لطیفہ: چونکہ غیبت میں دو حق ہیں، ابو عاصم رح کہتے ہیں کہ جب سے میں نے سنا ہے کہ غیبت حرام ہے تب سے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔ (اس کو دمیری رح نے حیٰوۃ الحیوان میں ذکر فیل کے ذیل میں نقل کیا ہے)۔

لطیفہ: چونکہ زبان سے نہایت گناہ ہوتے ہیں اسی واسطے قطا جو ایک پرندہ ہے جب بولتا ہے کہتا ہے من سکت سلم ـــــ "جو شخص مضرات اور گناہوں سے سکوت کرے وہی سلامتی پائے گا"۔ (اس کو صفوری رح نے نزہتہ المجالس اور منتخب النفائس کے باب زکوٰۃ الاعضاء میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اہلِ زمانہ زبان کو نہیں روکتے ہیں، سلامتی کو چھوڑتے ہیں۔ سعدی رح ؎

کمال ست در نفس انساں سخن ۔۔۔ تو خود را بگفتار ناقص مکن

"انسان کے نفس میں سخن ہی کمال کی شے ہے تو اپنے آپ کو بکواس کرکے چھوٹا مت ثابت کر"

لوگوں کی غیبت کرتے ہیں پھر ان سے معاف بھی نہیں کراتے ہیں بلکہ معاف کرانے کو عار جانتے ہیں قیامت کی دہشتوں پر غور نہیں کرتے ہیں، اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں احوالِ موت پر غم نہیں کرتے اپنی ذات پرستم کرتے ہیں اور زہادِ زمانہ سابق حسابِ قیامت سے اور عذابِ ممات سے اس قدر ڈرتے تھے کہ ان کے بدن لرزتے تھے۔

حکایت: حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینے پر ایک روز چیونٹی چل رہی تھی حضرت سلیمان ع نے اس کو زمین پر پھینک دیا، چیونٹی نے کہا اے سلیمان ع! کس واسطے اس قدر سلطنت کرتے ہو، کیا مالک زبردست کے حضور میں قیامت کے روز کھڑے نہ ہوں گے، جب یہ قول سلیمان ع

نے سُنا بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش میں آئے کہنے لگے ، اے چیونٹی ! میرے قصور کو معاف کر اس نے کہا تین شرطوں پر میں تمھارا قصور معاف کروں گی ۔ پہلی شرط یہ کہ سائل کو جواب نہ دینا ، دوسرے یہ کہ از راہِ فخر نہ ہنسنا ، تیسرے یہ کہ فریادی کی فریاد رسی کرنا اور اپنے مرتبے کے مطابق فریاد رسی میں کمی نہ کرنا ، جب سلیمان ؑ نے یہ تینوں شرطیں قبول کیں تو چیونٹی نے ان کا قصور معاف کیا ۔

(اس کو صفوریؒ نے باب اجتناب الظلم میں اپنی کتاب نزہۃ المجالس و منتخب النفائس میں نقل کیا ہے) ۔

اہلِ زمانہ کو لازم ہے کہ اپنے افعال سے توبہ کریں اور لوگوں کی غیبتوں سے باز آئیں ، اور اگر کسی کی غیبت کریں تو اس سے معاف کرائیں ، تاکہ محشر میں عذاب سے بچیں ۔

ہے صالح جو قرآں میں قولِ خدا ! تجھے اس کے معنٰی میں اب دوں بتا
وہ صالح ہے جو کوئی توبہ کرے گناہوں سے پھر اپنے ایسا ڈرے
نہ ہو اس کو اس خوف سے پھر گناہ رہے عمر بھر اپنا وہ رد براہ !

نویں فرع
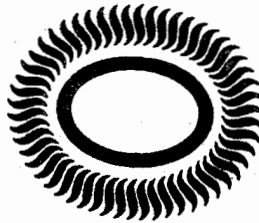
غیبت کے معاف کرنے کا بیان

معلوم ہونا چاہیئے کہ جس کی کسی نے غیبت کی اس کا حق غیبت کرنے والے پر ہو گیا اور اس کا دعویٰ شکایت کرنے والے پر ثابت ہو گیا لیکن اگر غیبت کرنے والا اپنے فعل پر نادم ہو کر قصور معاف کرائے تو اس شخص کو چاہیئے کہ اس کے قصور سے درگذر کرے اگرچہ معاف کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اپنا حق چھوڑنا کسی پر واجب نہیں ہے اسی واسطے سعیدؒ بن المسیب فرماتے ہیں:

ارشاد: لا احلل من ظلمنی ——— "جو شخص مجھ پر ظلم کرے اس کے فعل کو میں کبھی اس کے واسطے حلال نہ کروں گا" کیونکہ حق باقی رہنے میں میرا فائدہ ہے، (اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے)۔

لیکن محسنین اور متقین کی شان یہ ہے کہ لوگوں کے قصور سے درگذر کریں اور قیامت میں اس کا حساب نہ کریں اور اس معاف کرنے میں خدائے تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے کیونکہ شان جناب باری کی یہی ہے کہ جب کوئی اس کے سامنے اظہار عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے، اسی واسطے منقول ہے۔

حکایت: حضرت زین العابدین بن الحسین رضی اللہ عنہما جب صبح کو مکان سے نکلتے تھے کہتے تھے: اللھم انی اتصدق الیوم بعرضی لمن یغتابنی ——— "آج جو میری غیبت کرے اس کو میں نے اپنی عزت دے دی اور تصدق کر دیا، اس کی غیبت سے میں ناراض نہ ہوں گا، اس پر مواخذہ نہ کروں گا" (اس کو دمیریؒ نے حیاۃ الحیوان میں خچر کے احوال میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایعجز احدکم ان یکون کابی ضمضم کان اذا خرج من بیتہ قال اللھم انی تصدقت بعرضی علی الناس ——— "کیا عاجز ہے کوئی شخص اس امر سے کہ ہو مثل ابو ضمضم کے یعنی ہر شخص کو چاہیئے کہ ابو ضمضم کے مانند ہو جائے

اس کا یہ حال تھا کہ جب اپنے گھر سے نکلتا تھا تو کہتا تھا، یا اللہ! آج میں نے اپنی عزت کو لوگوں پر تصدق کیا۔" اگر کوئی میری غیبت کرے گا تو میں اس سے دامن گیر نہ ہوں گا کیونکہ میں نے اس کے لئے غیبت کو حلال کر دیا (اس کو امام غزالی رح نے نقل کیا)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان للجنة بابا لا یدخلها الا من عفا عمن ظلمه ـــــ "جنت میں ایک عظیم الشان دروازہ ہے کہ کوئی شخص اس دروازے سے نہ جائے گا مگر وہ شخص جو کہ اپنے ظالم سے درگزر کرے گا۔"

(اس کو صفوریؒ نے نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس کے باب الاحسان الی الیتیم میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثلاث من کن فیه حاسبه الله حسابا یسیرا وادخله الجنة برحمته قالوا وما هی یا رسول الله بابی انت قال تعطی من حرمك وتصل من قطعك وتعفو عمن ظلمك ـــــ "تین خصلتیں ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے حساب میں سختی نہ کرے گا اور جنت میں لے جائیگا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی خصلتیں ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کرو اس شخص کو جو تم کو محروم رکھے اور وصل کرو ان اقارب سے جو تم سے قطع تعلق کریں اور عفو کرو اس کے قصور کو جو تم پر ظلم کرے" (اس کو طبرانیؒ نے روایت کیا ہے اور منذریؒ نے کتاب الترغیب والترہیب میں اور صفوریؒ نے نزہۃ المجالس میں نقل کیا ہے)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسری اصل

غیبت سننے کی برائیاں

سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح غیبت کرنا حرام ہے اسی طرح سننا بھی حرام ہے اور جب کوئی غیبت کرے اس کی غیبت کو سن لینا اور اس کو منع نہ کرنا اور مسلمان کی عزت ریزی پر خوش ہونا بڑا گناہ ہے۔

اثر: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الغیبۃ وعن استماع الغیبۃ ——— "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے سے اور غیبت سننے سے منع کیا ہے" (اس کو آفندیؒ نے سیرۃ احمدیہ کے باب آفات الاذان میں نقل کیا ہے) بلکہ جب غیبت سنے تو چار افعال اس پر ضروری ہیں پہلا فعل یہ کہ جب غیبت سنے تو اس شخص کے ساتھ جس کی غیبت ہوئی ہے بدگمانی نہ کرے اور جو اوصافِ بد اس کے مذکور ہوئے ہیں ان کو سچ نہ سمجھے اور اس کی برائی دوسروں کے سامنے نقل نہ کرے اور سمجھے کہ جس شخص نے غیبت کی ہے اُس نے ایک گناہ کبیرہ کیا ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں ہے شاید اس کو مغتاب سے عداوت ہوگی اس سبب سے اس کے احوالِ بد نقل کرتا ہے لہٰذا ناقل کا سچا ہونا یقینی نہیں ہے۔

دوسرا فعل: یہ کہ جب کسی کی غیبت سنے تو لازم ہے کہ خود غیبت میں شریک نہ ہو اور مسلمان بھائی کے زائد عیوب نہ کھولے بلکہ سمجھے کہ غیبت کرنے والا خدا کا معتوب ہے اس کی موافقت سے ہم پر خدائے تعالیٰ خفا ہو جائے گا اور روزِ محشر میں عذاب دے گا۔

حکایت: ایک روز حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے مددگاروں سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص سوتا ہو اور اس کا تھوڑا سا ستر کھلا ہو تو آیا تم اس ستر کو چھپا دو گے یا باقی ستر کو بھی کھول دو گے، لوگوں نے کہا ہم مسلمان کے ستر کو جب کھلا ہوا دیکھیں گے تو اس کو چھپا دیں گے، حضرت عیسیٰؑ نے کہا جب تمہارے سامنے کوئی شخص کسی مسلمان کے عیوب کو آشکارا کرتا ہے تو تم لوگ

کیوں اس کے شریک ہو جاتے ہو اور باقی عیبوں کو بھی کھول دیتے ہو بلکہ لازم ہے کہ جب کوئی شخص کسی مسلمان کی غیبت کرے اس کے عیبوں کو ڈھانپ دو اور باقی عیبوں کو نہ کھولو یعنی غیبت کرنے والے کے شریک ہو کر تم بھی غیبت نہ کرو (اس کو فقیہ ابو اللیثؒ نے باب الغیبۃ میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: خالد ربعیؒ کے سامنے لوگوں نے کسی کی غیبت کی، انھوں نے ان کو منع کیا، بار دیگر جب انھوں نے پھر غیبت کی تو خالد بھی شریک غیبت ہوئے پس خواب میں ان کو کسی نے سور کا گوشت کھلایا۔

تیسرا فعل: یہ کہ جب مسلمان بھائی کی غیبت سنے تو لازم ہے کہ اس مسلمان کی تعریف کرنا شروع کر دے اور اس کی مدد کرے تاکہ غیبت کرنے والا غیبت سے باز آئے اور مسلمانوں کی غیبت نہ کرے ورنہ قیامت کے روز اس کی ذلت ہوگی جس سے اُسے نہایت افسوس وحسرت ہوگی۔

حکایت: عبد اللہ بن المبارکؒ کی مجلس میں ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رحؒ کی غیبت کی ابن المبارک نے کہا اے شخص! تو امام کے عیوب کیوں بیان کرتا ہے ان کی شان یہ تھی کہ ایک وضو سے پانچوں وقت کی نماز پڑھتے تھے اور یہی حال ان کا پینتالیس سال رہا (اس کو رد المحتار حاشیہ درمختار میں نقل کیا ہے)۔

مسلمان بھائی کی غیبت دفع کرنے اور اس کی مدد کرنے کی فضیلت

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من ذب عن عرض اخیہ رد اللہ عنہ عذاب النار یوم القیامۃ ـــــــ "جو شخص کسی مسلمان کی عزت ریزی سے منع کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے بدلے میں اپنا عذاب اس سے دفع کرے گا اور اپنی رحمت سے اس کو جنت میں لے جائے گا" (اس کو منذریؒ نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من نصر اخاہ المسلم بالغیب نصرہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ ـــــــ "جو شخص مسلمان بھائی کی اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کی مدد دنیا و آخرت میں کرے گا" (اس کو ابن ابی الدنیاؒ نے روایت کیا ہے اور آفندیؒ نے سیرۃ احمدیہ میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ذب عن عرض اخیہ بالغیبۃ کان حقا علی اللہ ان یعتقہ من النار ـــــــ "جو شخص مسلمان کی عزت ریزی سے لوگوں کو روکے گا اس کا گویا خدائے تعالیٰ پر اس بات کا حق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے آزاد کر دے گا"۔ (اس کو احمد بن حنبل رحؒ نے روایت کیا ہے اور منذریؒ نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، من اذل عندہ مومن وھو یقدر ان ینصرہ فلم ینصرہ اذل اللہ علی رؤس الاشھاد یوم القیامۃ ـــــ "جس شخص کے سامنے کسی مسلمان کی ذلت ہوئی اور کسی کی غیبت ہوئی اور اس نے اس مسلمان کی باوجود قدرت کے کچھ مدد نہ کی، خدا تعالیٰ قیامت کے روز تمام خلائق کے روبرو اس کو ذلیل کرے گا اور اس کے عیبوں کو کھولے گا (اس کو ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی نے روایت کیا ہے اور جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر فی حدیث البشیر النذیر میں نقل کیا ہے)۔

فائدہ: شارح جامع صغیر علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدد نہ کرنا کسی مسلمان کی حرام بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔

حدیث: ما من امرء یخذل امرء مسلماً فی موضع ینتھک فیہ حرمتہ وینتقص فیہ من عرضہ الا خذلہ اللہ فی الموطن یحب فیہ نصرتہ وما من امرء ینصر مسلماً فی موضع ینتقص فیہ من عرضہ وینتھک فیہ من حرمتہ الا نصرہ اللہ فی موطن یحب نصرتہ ـــــ "کوئی شخص جب کسی مسلمان کو ایسے مقام میں ذلیل کرتا ہے کہ جہاں لوگ اس کی عزت لے رہے ہیں ہر طرح اس کی شکایت کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مقام میں ذلیل کرے گا کہ جہاں اس کو اپنی عزت محبوب ہو گی یعنی مقام حشر میں اور جب کوئی شخص کسی مسلم کی اس مقام میں مدد کرتا ہے جہاں اس کی عزت ریزی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جمیع خلائق میں معزز کرے گا (اس کو ابو داؤدؒ نے ابواب البر والصلۃ میں روایت کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من حمی عرض اخیہ فی الدنیا بعث اللہ عزوجل ملکا یحمیہ عن النار ـــــ "جو شخص دنیا میں اپنے مسلم بھائی کی عزت کو بچائے گا خدائے تعالیٰ روز قیامت میں ایک فرشتہ اس کے ساتھ کرے گا کہ وہ فرشتہ اس شخص کو نار دوزخ سے بچائے گا۔"

(اس کو ابن ابی الدنیاؒ نے روایت کیا ہے اور منذریؒ نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من رد عن عرض اخیہ رد اللہ عن وجھہ النار ـــــ "جو شخص ایک مومن بھائی کی عزت ریزی کو رد کرے گا، جناب باری تعالیٰ قیامت میں اس کے منہ سے آتش دوزخ کو ہٹا دے گا اور اس شخص کو جنت میں داخل کر دے گا (اس کو ترمذیؒ نے ابواب البر والصلۃ میں روایت کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من اغتیب عندہ اخوہ المسلم فلم ینصرہ

وھو یستطیع نصرہ ادرکہ اثمہ فی الدنیا والآخرۃ ـــــــــ "جس شخص کے سامنے کسی مسلم کی غیبت ہوئی اور اس کی طرف سے باوجود قدرت کے مدد نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس گناہ کی سزا دارین میں دے گا (اس کو ابو الشیخ نے روایت کیا ہے، آفندیؒ نے سیرۃ احمدیہ میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کسی کی غیبت کی دوسرے شخص نے اس کی طرف سے غیبت ردکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من ردّ عن عرض اخیہ کان لہ حجاب من النار ـــــــــ "جو شخص کسی کی غیبت کو رد کرے گا فعل اس کا دوزخ میں جانے سے مانع ہو جائے گا"۔

(اس کو امام غزالی رح نے باب حقوق المسلم میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: المؤمن مرآۃ المؤمن المؤمن اخو المؤمن یکف عنہ ضیعتہ ویحوطہ من ورائہ ـــــــــ "ہر مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے جس طرح کہ آئینہ میں صورت معلوم ہوتی ہے اسی طرح ہر شخص کا عیب دوسروں کو معلوم ہوتا ہے کیونکہ اپنا عیب اپنی نظر میں ہنر معلوم ہوتا ہے اور ہر مسلم دوسرے مسلم کا بھائی ہے ہر شخص کو چاہیئے کہ دوسرے کی جان و مال کو ہلاکت سے بچائے اور اس کی حفاظت کرے تاکہ کوئی کسی قسم کی شکایت نہ کرے، کسی نوع کی غیبت نہ کرے (اس کو ابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے) سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

مکن پیش دیوار غیبت کسے — بود کز پسش گوش دارد کسے

"دیوار کے سامنے کسی کی غیبت نہ کر ہو سکتا ہے کہ دیوار کے پیچھے کوئی کان لگائے سن رہا ہو"

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ذب عن لحم اخیہ بالغیبۃ کان حقا علی اللہ ان یعتقہ من النار ـــــــــ "جو شخص کسی کو مسلمان کے گوشت کھانے سے روکے اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے آزاد کرے گا" (اس کو بیہقیؒ نے روایت کیا ہے اور ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی نے مشکوٰۃ المصابیح میں نقل کیا ہے)۔

چوتھا فعل: یہ کہ غیبت کرنے والے کو زبان سے امر بالمعروف کرے۔ اس کو غیبت کرنے سے منع کرے یا آنکھ سے اس کی طرف اشارہ کر دے یا ہاتھ سے کہہ دے کہ غیبت ذکر مسلمان کی شکایت نہ کر ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ ست — اگر خاموش بنشینم گناہ ست

"اگر میں دیکھ رہا ہوں کہ اندھے کے سامنے کنواں ہے تو اگر میں خاموش بیٹھا رہوں اس کو آگے بڑھنے سے نہ روکوں تو یہ میری غلطی ہے" اگر منع نہ کر سکے کسی سلطان وغیرہ کا ڈر ہو تو اس مجلس سے اُٹھ کر چلا جائے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل

سے اس کی غیبت کو برا جانے اور راضی ہو کر چپ نہ بیٹھے۔

ارشاد: امام غزالیؒ فرماتے ہیں: الساکت شریک المغتاب ——— "جو شخص چپ بیٹھے گا اس کو غیبت کرنے والے کے مثل گناہ ہوگا"

حکایت: جب ماعزؓ رضی اللہ عنہ بسبب زنا سنگسار ہوئے تو ایک شخص نے دوسرے سے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے زنا کو چھپایا تھا لیکن خود اس نے اپنے عیب کو کھولا اور قتل کتے کے مارا گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قول کو سنا۔ راہ میں مردار گدھے کو دیکھ کر ان دونوں سے کہا تم اس گدھے مردار کو کھاؤ۔ انھوں نے کہا اس کو کون کھائے گا آپ نے فرمایا تم نے ابھی جو ماعزؓ کی غیبت کی وہ اس سے بدتر ہے۔ اس کو ابن حبانؒ نے روایت کیا ہے اور منذریؒ نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں شخصوں کو غیبت کرنے والا بتایا حالانکہ ایک غیبت کا قائل تھا اور دوسرا سننے والا چپ تھا، لہذا معلوم ہوا کہ سننے والا بھی غیبت کرنے والے کا شریک ہے۔ لہذا لازم ہے کہ حتی الوسع غیبت کرنے والے کو منع کرے اور مجلس غیبت میں چپ ہو کر نہ بیٹھے۔ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

گذرگاہ قرآن پند ست گوش بہتان باطل شنیدن مکوش

"کان قرآن ونصیحت کی گذرگاہ ہے اس سے غلط بہتان سننے کی کوشش مت کر"

اسی واسطے علماء اور صلحاء مجلس غیبت میں نہیں بیٹھتے تھے اور غیبت کرنے والے کو منع کرتے تھے اگرچہ مجلس سلطان کی ہو اور مسلمان بھائی کی مدد کر دیتے تھے اس کی دو ایک تعریف کر دیتے تھے۔

حکایت: ایک روز مجلس دعوت میں کہ وہاں ابراہیمؒ بن ادہم بھی تھے لوگوں نے دسترخوان پر کسی شخص کی غیبت کی فی الفور ابراہیم اٹھ کر چلے گئے۔ یہ حکایت پہلے گذر چکی نیز کلام سعدیؒ سے اشعار بھی تحریر ہو چکے

حکایت: ابن عائشہؒ سے منقول ہے کہ ایک روز حجاج نے بصرہ اور کوفہ کے فقہاء کو بلوایا ہم لوگ وہاں حاضر ہوئے اور حسن بصریؒ بھی آئے، حجاج نے حسن بصریؒ کی نہایت تعظیم کی اور اپنے پہلو میں ان کے واسطے کرسی بچھوائی، پھر حجاج نے لوگوں کے تذکرے شروع کئے یہاں تک کہ حضرت علی رضؓ کا ذکر آیا حجاج نے حضرت علیؓ کی شکایت شروع کی اور ہم لوگوں نے بھی حجاج کی موافقت میں غیبت شروع کی لیکن حسنؒ چپکے بیٹھے رہے اور اپنے انگوٹھے کو دانت کے نیچے دبائے رہے، حجاج نے کہا اے حسنؒ تم کیوں چپ بیٹھے ہو علیؓ کی شان میں تم کیا کہتے ہو، حسنؒ نے کہا علی رضؓ وہ شخص ہیں کہ ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور آپ ان کے ساتھ نہایت

محبت کرتے تھے اور علی رضؓ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے، جب حجاج نے سنا تو نہایت خفا ہوا اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا، آخر اٹھ کر گھر میں چلا گیا اور ہم لوگ بھی چلے آئے۔

(اس کو امام غزالی رحؒ نے باب امر الامر بالمعروف میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان "جو شخص کوئی کام خلافِ شرع دیکھے لازم ہے اس کو کہ ہاتھ سے اس امر کو محو کر دے اگر ہاتھ سے منع کرنے کے قابل نہ ہو تو زبان سے محو کر دے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو فقط دل سے اس کو برا جانے لیکن یہ تیسری قسم ایمان کی بہت ضعیف درجہ ہے (اس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے)۔

حکایت: ایک روز مقدام بن معدیکرب اور عمرو بن الاسود اور ایک شخص قبیلہ بنی اسد کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، حضرت معاویہ رضؓ نے کہا اے مقدامؓ! میں نے سنا ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا ہے، مقدامؓ نے یہ خبر جب سنی تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اس شخص نے مقدام سے کہا کیا تم حسن کی موت کو مصیبت سمجھتے ہو، وہ تو ایک آگ کی مثل تھا اچھا ہوا کہ شعلہ آگ بجھ گیا۔ مقدامؓ نے اس کلام کو بہت برا جانا اور سمجھے کہ شاید اس شخص نے معاویہؓ کو خوش کرنے کے لیے ایسا کہا، مقدامؓ معاویہؓ سے مخاطب ہوئے اور کہا اے معاویہؓ! آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے استعمال سے منع فرمایا ہے یا نہیں؟ حضرت معاویہؓ نے کہا ہاں پھر مقدامؓ نے کہا اے معاویہؓ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے کے پہننے سے منع فرمایا یا نہیں؟ معاویہؓ نے کہا ہاں منع کیا ہے پھر مقدامؓ نے کہا اے معاویہؓ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑے پر بیٹھنے سے منع فرمایا یا نہیں؟ معاویہ رضؓ نے کہا ہاں منع فرمایا تو مقدامؓ کہنے لگے اے معاویہؓ یہ تینوں کام تیرے گھر میں چونکہ ہو رہے ہیں اس لیے تیرے ہمنشین ایسے صاحب شان کی منقصت بیان کرتے ہیں (اس کو تفصیل ابو داؤدؒ نے باب جلود النمر میں روایت کیا ہے)

دقیقہ: یاد رہے کہ حضرت معاویہؓ اس شخص کی غیبت پر راضی نہ تھے بلکہ منع کرنے والے تھے کہ مقدامؓ منع کر بیٹھے پس ان کو منع کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ واللہ اعلم — الحاصل لازم ہے کہ انسان غیبت کرنے اور سننے سے مکمل پرہیز کرے اور اس سے بچتے رہنے کی دعا مانگتا رہے۔

اختتام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب ختم ہوئی، باوجود قلتِ فرصت کے راقم الحروف نے اس میں محنت و مشقت کی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ اسے قبول و منظور فرمائے۔

اس کتاب کی تالیف کے وقت جو جو کتابیں میرے مطالعہ میں تھیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) احیاء العلوم مؤلفہ امام ابو محمد غزالی (۲) تنبیہ الغافلین تصنیف شیخ سمرقندی (۳) کتاب الآثار تصنیف امام محمد (۴) مسند امام اعظم تصنیف محمد خوارزمی (۵) نزہۃ المجالس منتخب النفائس تصنیف عبدالرحمٰن صفوری (۶) کشف الغمۃ عن احوال الامۃ تصنیف شیخ عبدالوہاب شعرانی (۷) حیوٰۃ الحیوان تصنیف شیخ کمال الدین دمیری (۸) عین العلم تصنیف محمد بن عثمان بن عمر بلخی (۹) شرح عین العلم تصنیف ملا علی قاری (۱۰) گلستان (۱۱) بوستان تصنیف سعدی رح (۱۲) سنن ابو داؤد (۱۳) جامع ترمذی (۱۴) صحیح مسلم (۱۵) صحیح بخاری (۱۶) سنن ابن ماجہ (۱۷) موطا امام مالک رح (۱۸) جامع الصغیر فی الحدیث البشیر النذیر تصنیف جلال الدین سیوطی (۱۹) شرح جامع الصغیر تصنیف شیخ علی بن شیخ احمد بن شیخ نور الدین بن محمد بن ابراہیم عزیزی (۲۰) مشکوٰۃ المصابیح تصنیف شیخ ولی الدین بن محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی (۲۱) کتاب الترغیب والترہیب تصنیف عبدالعظیم منذری (۲۲) خزانۃ الروایات (۲۳) تنویر الابصار (۲۴) درمختار (۲۵) ردالمحتار حاشیہ درمختار تصنیف ابن عابدین شامی (۲۶) مطالب المؤمنین (۲۷) شرح صحیح مسلم تصنیف امام نووی (۲۸) تفسیر درمنثور تصنیف سیوطی (۲۹) تفسیر کبیر تصنیف امام رازی (۳۰) تفسیر جلالین تصنیف محلی اور سیوطی (۳۱) حاشیہ جلالین تصنیف سلیمان جمل (۳۲) تفسیر معالم التنزیل تصنیف محی السنہ بغوی (۳۳) تفسیر مظہری تصنیف قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۳۴) بزازیہ (۳۵) تاتارخانیہ (۳۶) حاشیہ طحطاوی بر درمختار (۳۷) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (۳۸) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (۳۹) تاریخ ابن خلکان (۴۰) جواہر التفسیر تصنیف صاحب تفسیر حسینی (۴۱) مدارج النبوۃ تصنیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۴۲) نفحات الانس تصنیف مولانا جامی (۴۳) تذکرۃ الاولیاء (۴۴) کیمیائے سعادت تصنیف امام غزالی (۴۵) روضۃ الواعظین تصنیف ملا معین مسکین ہروی صاحب معارج النبوۃ۔

میں نے اس امر کا التزام کیا ہے کہ ہر حدیث، حکایت، اثر، ارشاد اور لطیفے کا نشان کتاب سے لکھا اور باب کا پتہ بھی درج کیا لیکن جو حدیث وغیرہ کتاب الغیبۃ میں ہے اس کی تحریر باب کی ضرورت نہیں سمجھی اور تحسین مضمون کے واسطے اشعار فارسی، ہندی اور عربی مع ترجمہ لکھے گئے اور اس کتاب کی تصنیف سے فقط لوگوں کی نصیحت منظور ہے اس واسطے کہ ابھی تک کوئی رسالہ غیبت میں عام فہم اس تفصیل سے کسی نے نہیں لکھا اگرچہ مفتی محمد عنایت احمد

مرحوم نے اس باب میں ایک رسالہ لکھا ہے لیکن تا ایں زماں وہ رسالہ میری نظر سے نہیں گذرا اور اگر مجھ کو اظہار علم منظور ہوتا تو کوئی کتاب عربی میں لکھتا تاکہ میرا فضل ظاہر ہوتا ——— اب امید نیک خصلت لوگوں سے یہ ہے کہ اس کتاب کو من اولہ الی آخرہ ملاحظہ فرمائیں، نصیحتوں پر غور کرکے اپنے نفوس کو پاک فرمادیں ؎

فلقد نصحتک ان قبلت نصیحتی　　　فالنصح اعلی مایباع و یوھب

؎ ہمارا کام سمجھانا ہے یارو　　　اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

انشاء اللہ تعالی اس کتاب سے عام لوگ بہت مستفید ہوں گے اور علماء بھی محظوظ ہوں گے، قارئین حضرات سے میری اپیل ہے کہ اس بندۂ گنہگار کے واسطے حسن عاقبت کی دعا کریں۔ اللھم اغفرلی ولوالدی ولاقاربی ولاساتذتی ولشیوخی ولاحبابی ولقبائلی ولمن لہ حق علی ولمن اغتبتہ ولمن اغتابنی ولمن اذانی و لمن کتب ھذہ الرسالۃ ولمن طبع ھذہ الرسالۃ وشہرھا ولمن نظر فی ھذہ الرسالۃ واستفاد من ھذہ العجالۃ وامتی وامت والدی بجوار النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وبناتہ وذریاتہ وعترتہ ومن تبعہ اللھم انی قد الفت ھذہ الرسالۃ لا للدنیا بل للدین فاجعلھا لوجھک یا صبیبی واجعلھا نافعۃ لمن نظرھا وتکرفیھا واغفر لمن نقلت عنہ فی ھذہ الرسالۃ حدیثا او اثرا او ارشادا او غیر ذلک اللھم انا عبادک المجرمون ان تردنا فمن یرحمنا ونحن فی رحل من ذنوبنا انت العواد بالمغفرۃ ونحن العوادون بالذنوب الٰہی فارحم علینا یوم لایرحم الا انت امت الاحیاء منا مع حسن العاقبۃ والعافیۃ ونجنا من عذاب بیت السکتۃ بیت الوحشۃ وجنبنا من ظلمت بیت الغربۃ ومن عقارب بیت الھیبۃ ومن اھوال المحشر یوم العرض الاکبر واجعلنا من رفقاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانی احبہ کما تحب ترضی ولا تناقشنا فی الحساب الٰہی امرتنا فترکنا ونھینا من الغیبۃ وغیرھا من اصناف الذنوب فارتکبنا وحسبنا رجاؤنا و خشیتنا اللھم یامن ھو ارحم من کل راحم ادخلنا الجنۃ بغیر حساب وسھل علینا الجواز علی الصراط یوم العذاب و وفقنا للصالحات وجنبنا عن السیات اللھم انک قلت واذا سألک عبادی عنی فانی قریب فیامن ھو اقرب من حبل الورید یا مجید تب علینا واجعلنا من الناجین الابرار یوم القیمۃ ومن الضاحکین الاخیار یوم الندامۃ اللھم تقبل منا دعاءنا بحرمۃ من ھو مولانا بہ تغفر ذنوبنا وتستر عیوبنا بہ تحط اوزارنا اللھم انا جعلنا حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم وسیلتنا فلا تطرد منا آمین آمین یارب العلمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین ہ

چہارشنبہ ۳ر جمادی الاولی ۱۲۸۳ھ ہجری، مقام حیدرآباد دکن

حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی

مرثیۂ حالات عبرت آیات

(متضمن تاریخ وفات علامۂ منقول و معقول قد کان وارث الدین الرسول عالم شریعت بیانہ اٰیۃ من اٰیات اللہ و اٰیۂ کریمہ سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ بر صدق تاریخ وفاتش گواہ، جامع کمالات قدسی صفات ابو الحسنات مولانا محمد عبد الحیؒ صاحب رحمہ اللہ الواہب منظومۂ خاکسار ایجد خوان دبستان ہیچ نشاسی اقل الاناسی محمد عبد العلی مدراسی متخلص بہ آسی مصحح مطبع نظامی عفا عنہ اللہ التسامی)

اَیُّ عَیْشٍ ھُنَا وَعَیْشُ الیشِ[1] — اِنَّمَا[2] العیش عیشۃ الجنّات

ہائے دنیا نہیں ہے جائے ثبات — بدتر از موت ہے یہاں کی حیات

اس جہاں میں ہے لطف و عیش اس کو — جس نے ماری ہے اس جہاں پر لات

فَاتْرُکُوا کُلَّ مَا بِہٖ شَرٌّ — بَلْ خُذُوا کُلَّ مَا بِہٖ خَیْرَاتٌ

نفس کی شہوتوں سے باز آؤ — حرص و آرزو ہوا ہیں سب شہوات

جو ہیں دنیا کی سر زمین پہ شر — ہیں وہ چرخ کہن نیر نجات

اَیُّ حَیٍّ حیاتہ تَخْلُدُ — اَیُّ نفسٍ مماتھا لم یات

جو ہے دنیا میں حی تو وہ میت ہے — ہیں سب احیاء حقیقتاً اموات

مگر اللہ حی ہے اور قیوم — ہے اس کی ہمیشہ باقی ذات

یَتَھُوا النفس اَیُّھَا الخلاّن ؛ — یُخفَاتٍ النفوس و النسمات

ایک دن جائے گی بدن سے روح — ایک دن آئے گی اسے سکرات

ایسے مرتے پہ جیتے ہیں افسوس — ایسے جینے پہ مرتے ہیں ہیہات

وھو ھذا الحدیث مرذودنا — اَکْثِرُوا ذِکْرَ ھَاذِمِ[4] اللذّات

جو ہیں انجام بیں و دور اندیش — موت کو یاد کرتے ہیں دن رات

پس انہی کے لئے نبی نے کہا — ان پہ نازل ہو افضل الصلوات

فَاعْلَمُوا اَنَّکُمْ مِنَ المَوْتِ[3] — ھَالِکٌ کُلُّ مُمْکِنٍ بِالذّات

کیا ہی بہتر ہے پند میں یہ حدیث — بہترین مواعظ و خطبات

غافلو اب تو چونک جاؤ ذرا — رکھو ہر دم زبان پہ ذکر ممات

[4] بالذال المعجمۃ حافظ ابن حجر جیسے ماہر ثقات نے اس کو صحیح قرار دیا ہے عن معاذ بن جبل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر الانبیاء من العبادۃ وذکر الصالحین کفارۃ وذکر الموت صدقۃ وذکر القبر یقربکم من الجنۃ رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس ۱۲

[1] اَیّ شئ کا مخفف ہے [2] جیسا کہ بخاری کی حدیث میں وارد ہے لا عیش الا عیش الآخرۃ [3] موت ناگہانی [4] ہاذم

اِنَّ اَنْفَاسَکُمْ مُصَیَّرَۃٌ　　اِنَّھَا بِالْعِدَادِ مَعْدُوْدَاتٌ

موت جانو قیامتِ صغریٰ　　قبر کو سمجھو عرصۂ حیات!

دم میں جو دم ہے وہ غنیمت ہے　　دم کو اک دم کا بھی نہیں ہے ثبات

کُلَّ یَوْمٍ تَمُرُّ اَعْمَارُہٗ　　من مُرُوْرِ الشہود والسمٰوٰت

فانی ہوتے ہیں دمبدم یہ دم　　دھوپ سے جیسے شبنمی قطرات

ساری دنیا کی زندگی کا شمار　　دو ہی یا پانچ دن ہے یا لمحات

اَیُّھَا الْغَافِلُوْنَ قَدْ مُتُّمْ　　اَیْقِظُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ الْغَفَلَاتِ

غفلت اک دم کی بھی نہیں اچھی　　موت ہر دم لگا رہی ہے گھات

اس سے بازی نہ پا سکو گے تم　　بلکہ دے گی یہ موت اک دن مات

وَاتَّبِعُوْرَاہٗ ثَمَّ یَا اَسَفَاہُ　　اوہ قال الاُناس والجِنّات

سمجھو ہر دم کو واپسیں ہر دم　　کیا بھروسہ ہے دم کا اے حضرات

دیکھو دم بھر میں چل بسے کیسے　　حضرتِ مولوی ابوالحسنات!

لَمْ یُؤَخِّرْہُ مَوْتَہٗ اَجَلًا　　لَمْ یزد ساعۃٌ من الساعات

تیسویں تھی ربیع الاول کی!　　اور دوشنبہ کے دن کی پچھلی رات

ماہ آخر تھا شب بھی آخر تھی　　ہوئی آخر کو آخر ان کی حیات

یومہ کان لیلۃً لیلاً[1]　　لیلہ کان ظُلْمَۃَ الحسرات

آہ افسوس صد ہزار افسوس　　نہیں ممکن اعادۂ مافات!

غم کی ظلمت سے رات تھا وہ دن　　اور قیامت کے دن کی تھی وہ رات

سَبَّحَتْ نَفْسُہٗ بِیَا اللہ　　ھَیْلَلَتْ[2] عِنْدَ شِدَّۃِ الدوراتِ

نہیں معلوم کیا تھی بیماری　　صرع تھی یا بلا تھی کیا تھی بات

کہتے تھے لا الٰہ الا اللہ!　　اللہ اللہ تھا ورد وقتِ وفات

الذی جاء موتہ فجاء　　فبدا انہ شہیدًا مات

جب کہ شدت سے ہو چکے دورے　　حرکات ان کے ہو گئے سکنات

اسی حالت میں ساتھ اللہ کے　　دفعتاً دم نکل گیا ہیہات

---

[1] لیلۃ لیلا یعنی سخت تاریک رات اور دوسری بات لطف کی یہ کہ لیلا کے معنی ہر ماہ کی تیسویں تاریخ کے بھی آتے ہیں اور یہی رات وفات کی بھی ہے [2] الھیلۃ لا الٰہ الا اللہ کہنا۔

کَمْ مِنْ اٰتٍ یَجِیْئُ فِی الْمَحْیَا ‏ ‏ ‏ کَانَ یومُ المماتِ کَمْ مِنْ اٰتِ

پھر تو مشہور ہو گئی یہ خبر! ‏ ‏ ‏ شہر کیا قصبہ جات کیا دیہات

ہو گیا دوپہر تک ایسا ہجوم ‏ ‏ ‏ جس طرح حج میں مجمع عرفات

کَمْ مِنْ اَلْفٍ علیہ قد صَلُّوا ‏ ‏ ‏ مَرَّۃً بعدَ مرّۃٍ مَرَّات

تھی نماز جنازہ میں ان کے ‏ ‏ ‏ بے عدد، بے شمار مخلوقات

تھا جنازہ ہجوم میں غائب ‏ ‏ ‏ ہوئی حاصل کسی کو کب یہ بات

لَھِفَ النّاسُ کُلُّھُمْ لَھفًا ‏ ‏ ‏ وجرت من عیونہم عَبَرَات[1]

آہ کرتے تھے سب بڑے چھوٹے ‏ ‏ ‏ روتے تھے سب ذکور و مستورات

کوئی کہتا تھا ہائے عبد الحیّ ‏ ‏ ‏ کوئی کہتا تھا وائے بوالحسنات

اَیُّ مَنْ مِثْلُہٗ قَدْ اَعْطَاھُمْ ‏ ‏ ‏ کُلَّ وَقْتٍ من الضرِ درکات

ان کے مرنے سے مر گئے طلبہ ‏ ‏ ‏ کیا کچھ ان کے دلوں پہ ہیں صدمات

کون ان کا ہے استادِ شفیق ‏ ‏ ‏ کون ان کا ہے مرجع حاجات

فَلِذَا کَانَ لَدُنْہ یَاْتِیْ ‏ ‏ ‏ کُلُّ مَنْ فی البلاد والقَرَیات

کس جگہ ہیں سبق طبق دونوں ‏ ‏ ‏ ہیں کہاں طالبوں کے مطلوبات

کون ہے ان کا اب خبر گیر! ‏ ‏ ‏ مع صرفِ لباس و ماکولات

اِنَّ بَلِیَّاھِلِیْنَ نازِلَۃٌ[2] ‏ ‏ ‏ اِنَّ اھل العلوم فی العاھات

اہل علم اک نہ اک بلا میں ہیں ‏ ‏ ‏ پیش آتے ہیں ان کو مخدورات

آہ دنیا میں خوش نہیں علماء ‏ ‏ ‏ یہی اکثر ہیں موردِ آفات

اَیْنَ من کان یَحْتِمُ الفُتْیَا ‏ ‏ ‏ اَیُّ مَنْ کَانَ یَدْفَعُ الشُّبُھَات

طالبوں کو پڑھائے گا اب کون ‏ ‏ ‏ کون اب حل کرے گا مشکل بات

کون دے گا ہزاروں استفتاء ‏ ‏ ‏ کون دے گا جواب مسئولات

اَیْنَ مَنْ فِی الْعُلُوْمِ مُجْتَھِدٌ ‏ ‏ ‏ اَیُّ مَنْ فی الفنون ذو الملکات

کون عالم میں ایسا عالم ہے ؟ ‏ ‏ ‏ کس کے ایسے بلند ہیں درجات

کہو کس کے ہیں اس قدر شاگرد ‏ ‏ ‏ کہو کس کی ہیں اتنی تصنیفات

اَیُّ شَخْصٍ کمثلہ حَیُّ[3] ‏ ‏ ‏ اَیُّ حَیٍّ کمثلہ قَدْ مَات

[1] قطرات اشک [2] نازلۃ تنوین کے ساتھ ۔ عاہات یعنی آفات [3] حی کے معنی حیات کے آتے ہیں ۔

کس کے ہیں دنیا میں فیوض ایسے | کس کی ایسی ہیں دین میں برکات
کس کا شہرہ ہے شرق سے تا غرب | کس کی ایسی ہوئی حیات و ممات
اَیْنَ مَنْ کَانَ مِثْلَہٗ علمًا | صَاحِبَ الْبَیِّنَاتِ وَالْاٰیَات
جس نے جو پوچھا کہہ دیا فورًا | گویا ہی حاصل تھیں ان کو معلومات
نظری ان کو سب بدیہی تھے | ان کو معلوم سب تھے مجہولات
اَیْنَ طِبُّ[1] النُّفُوْسِ یَشْفِیْنَا | مِنْ مَبَادِی عَوَارِضِ الْحَدَثَات
تھے وہ حلال عقد لاینحل | تھے وہ کشافِ سرِ ایماآت
فن اگر قفل تھا تو وہ مفتاح | علم اگر سقف تھا تو وہ مرقات
مَنْ یُضَاھِیْہِ فِی سِبَاقِ الْخَیْر | مَنْ یُحَاکِیْہِ فِی ھَوَا الْحَسَنَات
کون ہے ایسی جامعیت کا | عالم و عامل و کریم الذات
ایسا خوش خلق ہے کہاں فاضل | کس میں ہیں جمع ایسی نیک صفات
فاح مسک الختام فی فیہ[2] | لاح بدر الجمال فی الوجنات[3]
حسنِ صورت میں احسن المنظر | حسنِ سیرت میں احسن العادات
کیا لکھیں ان کے ہم محاسن کو | کیا کہیں چھوٹا منہ بڑی ہے بات
حَاطَ[4] طَبْعًا مَکَارِمَ الْاَخْلَاق | نَاطَ[5] بِالطَّبْعِ اَفْصَحَ الْکَلِمَات
تھے وہ شیریں کلام و خندہ دہن | بات ان کی مثل قند و نبات
ہر کسی سے بخندہ پیشانی! | مسکرا کر وہ کرتے تھے ہر بات
اوتِیَ الْفَضْلَ وَالتُّقٰی طُرًّا | ذالک فَضْلُ الالٰہ مِنْ نِعْمَات
کاشفِ معنی فروع و اصول | واقفِ کلیات و جزئیات
تھے وہ علامۂ جمیع علوم | تھے وہ فہامۂ جمیع نکات
عِلْمُہٗ حَوَاہُ غَایَۃُ التَّحْقِیْق | فَھْمُ مَعْنَاہُ غَایَۃُ الْغَایَات
اوجِ چرخِ معانی و الفاظ | موجِ بحرِ لغات و مصطلحات
نکتہ داں ضمائر و آلام | رمز فہم معارف و نکرات
فَاھْتَدَی الْخَلْقُ مِنْ ھُدَایَتِہٖ | وَاسْتَنَارَتْ بِنُوْرِہِ الظُّلُمَات
صدر ایوانِ منصب تدریس | شاہ ذیشانِ ملک معقولات

[1] طب بالفتح، دانا و ماہر و حکیم [2] منہ میں [3] رخسار [4] حوط بخیال رکھنا [5] پکڑنا اختیار کرنا

بدرِ درخشاںِ آسمانِ علوم — مہرِ تاباں اوجِ منقولات

صَدْرُہٗ شَرْحُ مَتْنِ علم الدین — فِیْہِ ضَاءَت اشعۃ اللّمعات

عالمِ قدس کے موارد سے — ہوتے تھے واردان پر الہامات

تھے کمال و جمال کے مصباح — تھے جمال و کمال کے شکات

کانَ بِالعِلم شُغْلُہٗ اَبَدًا — لَمْ یُضِعْ ساعَۃً مِنَ السّاعات

مستفید ان سے ہوتے تھے ہر روز — طلبہ اور مشائخ اور سادات

ان کے ہر وقت فیض جاری تھے — گرمی ہو خواہ جاڑا یا برسات

مَنْ لَہٗ مِثْلُہٗ یَدٌ طولیٰ — بِعُلُوْمِ الرِّجَال و الطَّبَقَات

یاد تھے ان کو راویوں کے نام — از بر تھے ان کو جملہ مرویات

کیسا حاصل تھا ان کو علم سیر — جانتے تھے سبھوں کی کیفیات

مَنْ اَتیٰ بِالجود نِعْمَتَہٗ — فھُوَ مِن منکرِ الیدِ یعیات

ان کی تصنیف اور تحشیہ سے — علماء پر ہیں کیسے احسانات

تھا خدا داد علم و فضل ان کا — تھے وہ بحرِ فیوض انعامات

فَھُوَ ثَانِی المُعَلِّمِ الاَوَّل — واحتویٰ طبعہٗ طبعیات

فنِ حکمت میں شیخِ وقت تھا وہ — ان کو از بر تھے سب الٰہیّات

تھی اشارات اور شفا بھی یاد — اور بھی حفظ تھے ریاضیات

کَیْفَ اَوْصَافُ عِلْمِہٖ تُحْصیٰ — ھٰذہٖ جُمْلَۃٌ مِن الجملات

فقہ تھی ان کی فقہ مجتہدین — اور حدیث ان کی تھی حدیث ثقات

اور تفسیر ان کی تھی تفسیر ؟ — تھی قراءت، قراءتِ آیات

لَمْ تَرَ العَیْنُ شِبْہَہٗ عَیْنًا ؟ — فی اقامِ الاُجُوْرِ و الطّاعَات

تھے وہ نزدیک سب اوامر سے — دور تھے ان سے جملہ منہیات

حق کی مرضی میں ان کی مرضی تھی — ہوئی اس میں ہی آخر ان کی نجات

اِنَّ خَیْرَ الاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا — ذَالِکَ وَسْطُ الطَّرِیْقِ فِی الحسنات

بے تعصب تھے اور با انصاف — با متانت تھے اور بے ہفوات

نہ تھی افراط ان میں اور تفریط — بین بین ان کے تھے سبھی حالات

طبعُہٗ فی الجلاء کالبیضاء — قلبُہٗ بالصّفاء کالمرآت
عمل ان کا تھا سب شریعت پر — معرفت کے بھی ان کو تھے جذبات
ظاہر و باطن ان کا یکساں تھا — جیسے مرأت ہوں مرئیات
عَاشَ فِی الْفَیضِ رَحْمَۃً لِلْخَلْقِ — وَ لَھُمْ اٰیَۃٌ مِنَ الْاٰیات
تھے ولایت کے ان میں سب احوال — اور کرامت کے ان میں سب تھے صفات
علماء کو جو چاہئیں باتیں — سب تھے ان کے فضائل و برکات
مارأینا کمثلہٖ احداً[1] — دفع الشّکّ بالیقینیّات
وعظ میں درس میں کتابوں میں — دفع کرتے تھے سب کے مشتبہات
امر حق کو وہ کرتے تھے ثابت — پیرا ہیں و حل اشکالات
نَاصِرُ الشَّرْعِ مقتدا الاسلام — نَاشِرُ الدِّیْنِ جامع الاشتات[2]
حاجی و حافظ کلام اللّٰہ — واعظِ خوش بیاں دینیات
صاحب درس و مفتیٔ احکام — دافع شرک و قامع بدعات
خَرِسَتْ عن بیانہٖ لُسُنٌ[3] — عجزت عن مدیحہٖ اثبات[4]
ہیں کمالات بے شمار ان کے — سبھی کرتے ہیں ان کی تعریفات
ان کے اوصاف سے ہے ناطقہ لال — بہتر اس جا ہے نطق سے اسکات
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِیْمَانًا ۱۳۰۴ھ — قَالَ اَیْضًا لَہٗ مِنَ الدَّعْوات
الغرض سب زبان و دل نے کیا — ذکر تاریخ و فکر سال وفات
پوچھا روح القدس سے اُسی نے — کہا قدسی صفات ابو الحسنات
رَبِّ اَدْخِلْہُ جَنَّۃَ الْمَاوٰی — خَالِدًا فِی الْقُصُوْرِ وَالْغُرُفَات ۱۳۰۴ھ
شد چو تاریخش اردو و عربی — خواستم ہم بپارسی کلمات
گفتمش کو چگونہ بود سخلق — گفت با خلق بود ابو الحسنات ۱۳۰۴ھ
مَوْتُہٗ کَانَ ثُلْمَۃً فِی الدِّیْنِ ۱۳۰۴ھ — اِنَّہٗ قَالَ شَافِعٌ لِعُصَات
سلخ اول ربیع سال چار — صوری و معنوی بہ ست ستورات
شدہ مصداق ثُلْمَۃٌ فی الدین ۱۳۰۴ھ — کز حدیث آمد این سنین ممات

تَمَّتْ بِالْخَیْر

[1] مختلف اثنا رہ [2] فصحا [3] ارباب اعتبار [4] مورخ

ابو طاہر عبد الکریم خوشنویس